BNLU301AET

بنیادی اردو۔ 1

(Buniyadi Urdu-1)

بی۔اے/بی۔کام/بی۔ایس سی۔ (آنرس)

چار سالہ پروگرام

(تیسرا سمسٹر)

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

حیدرآباد، تلنگانہ، بھارت 500032

Copyright © 2026, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad
All right reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing form the publisher (registrar@manuu.edu.in)

ISBN : 978-81-68324-29-9
Course : Buniyadi Urdu-1
First Edition : August 2026
Copies : 7000
Price : 85/- (The price of the book is included in admission fee of distance mode students)

Course Coordinator

Dr. Irshad Ahmad, Assistant Professor (Urdu), CDOE, MANUU, Hyderabad

Editorial Board/Editors

Prof. Nikhath Jahan, Professor Urdu
CDOE, MANUU

Prof. Md. Naseemuddin Farees, Urdu Consultant CDOE, MANUU

Dr. Irshad Ahmad, Assistant Professor
CDOE, MANUU

Dr. Sabir Ali Siwani, Assistant Professor
CDOE, MANUU

Dr. Talath Jahan, Urdu Consultant
CDOE, MANUU

Dr. Md Nehal Afroz, Asst. Prof. (C) CDOE, MANUU

Dr. Mohd Akmal Khan, Asst. Prof. (C)
CDOE, MANUU

Dr. Mohd Jafar, Asst. Prof. (C) CDOE, MANUU

Production

Prof. Nikhath Jahan
Professor (Urdu)
CDOE MANUU

Mr. P. Habibulla
Assistant Registrar, Purchase & Stores Section, MANUU

Dr. Mohd Akmal Khan
Assistant Professor (C)
CDOE MANUU

Mohd Abdul Naseer
Section Officer, CDOE MANUU

Shaik Ismail
UDC, CDOE, MANUU

Syed Faheemuddin, LDC
Purchase & Stores Section, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:
Centre for Distance and Online Education
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TG), India
*Director:*dir.dde@manuu.edu.in*Publication:*ddepublication@manuu.edu.in
Phone number: 040-23008314 Website: manuu.edu.in

CRC Prepared by Dr. Mohd Akmal Khan, Faculty of Urdu, CDOE, MANUU، Hyderabad

Printed at: Print Time & Business Enterprises, Hyderabad

فہرست

پیغام	وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی	5
پیغام	ڈائرکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم	6
کورس کا تعارف	کورس کوآرڈی نیٹر	7
اکائی نمبر	**اکائی کا نام**	**مصنف**	**صفحہ نمبر**
بلاک I			
1-	حروف تہجی کا بیان	ڈاکٹر سید محمود کاظمی	9
2-	الفاظ کا بیان	ڈاکٹر سید محمود کاظمی	19
3-	اردو املا اور تلفظ کے مسائل	پروفیسر نکہت جہاں	32
4-	زبان اور بولی	پروفیسر محمد نسیم الدین فریس	42
بلاک II			
5-	اسم کا بیان	پروفیسر نکہت جہاں	54
6-	ضمیر اور صفت کا بیان	ڈاکٹر فاطمہ پروین	64
7-	فعل اور متعلقات فعل	ڈاکٹر مظفر شہ میری	73
8-	حروف کا بیان	ڈاکٹر رفعت سلطانہ	99
	نمونہ امتحانی پرچہ		109

مصنفین کی تفصیلات

(Writer's Details)

Prof. Mohd Naseemuddin Farees, Urdu Consultant, CDOE, MANUU, Hyderabad	پروفیسر محمد نسیم الدین فریس، اردو کنسلٹنٹ مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم، مانو، حیدر آباد
Prof. Syed Mahmood Kazmi, Dept of Translation, MANUU, Hyderabad	**پروفیسر سید محمود کاظمی**، شعبہ ترجمہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدر آباد
Prof. Nikhath Jahan, Professor (Urdu), Centre for Distance and Online Education, MANUU, Hyd.	**پروفیسر نکہت جہاں**، پروفیسر (اردو)، مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدر آباد
Dr. Fatima Parveen, Osmania University, Hyderabad	**ڈاکٹر فاطمہ پروین**، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدر آباد
Prof. Muzaffar Shahmiri, Retd. Prof, Dept of Urdu, University of Hyderabad	**پروفیسر مظفر شہ میری (سبکدوش)** شعبہ اردو، یونیورسٹی آف حیدرآباد، حیدر آباد
Dr. Rafat Sultana, Former Head, Dept of Urdu, Vineetha Mahavidyalaya	**ڈاکٹر رفعت سلطانہ**، سابق صدر، شعبہ اردو ونیتہ مہاودیالیہ

ٹائٹل پیج (Title Page):

ابراہیم اکرم صدیقی

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی (MANUU) 1998 میں پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعے قائم کی گئی۔ یہ ایک مرکزی جامعہ ہے جس نے این اے اے سی کی جانب سے گریڈ A+ حاصل کیا ہے۔ اس جامعہ کے قیام کے مقاصد میں اردو زبان کا فروغ، پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کو اردو میڈیم میں قابل رسائی اور دستیاب بنانا، روایتی اور فاصلاتی طریقۂ تعلیم کے ذریعے تعلیم فراہم کرنا، خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینا وغیرہ اہم ہیں۔ یہ وہ نکات ہیں جو اس مرکزی جامعہ کو دیگر تمام مرکزی جامعات سے ممتاز کرتے ہیں اور اسے ایک انفرادیت بخشتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری زبانوں اور علاقائی زبانوں میں تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

اردو کے ذریعے علم کے فروغ کا مقصد یہی ہے کہ اردو جاننے والے طبقے کے لیے عصری علوم اور مضامین تک رسائی آسان بنائی جائے۔ ایک طویل عرصے تک اردو میں درسی مواد کی کمی رہی ہے۔ اردو یونیورسٹی کے پاس اب اردو میں 500 سے زیادہ کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے اور ہر سمسٹر کے ساتھ اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اردو یونیورسٹی این ای پی 2020 کے وژن کے مطابق مادری / گھریلو زبان میں تعلیمی مواد فراہم کرنے کے قومی مشن کا حصہ بننے کو اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتی ہے۔ مزید یہ کہ اردو بولنے والا طبقہ اردو میں مطالعہ کے مواد کی عدم دستیابی کے سبب نئے اُبھرتے شعبوں اور جدید تر معلومات کے موجودہ میدانوں میں تازہ ترین معلومات و اطلاعات کے حصول سے محروم نہیں رہے گا۔ مذکورہ بالا میدانوں میں مواد کی دستیابی کی بدولت حصولِ معلومات کا نیا شعور بیدار ہوا ہے جو یقیناً اردو داں طبقے کی دانشورانہ ترقی پر اثر انداز ہو گا۔

فاصلاتی اور آن لائن طلبہ کے لیے تعلیم و تدریس کے عمل کو سہل بنانے کے لیے یونیورسٹی کا سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) اردو اور متعلقہ مضامین میں خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری کو یقینی بناتا ہے۔

MANUU فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کے لیے SLM بلا معاوضہ فراہم کرتا ہے۔ یہ مواد اُردو کے ذریعے علم حاصل کرنے میں دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کے لیے برائے نام قیمت پر دستیاب ہے۔ تعلیم تک رسائی کے دائرے کو مزید پھیلانے کے مقصد سے، اردو / ہندی / انگریزی / عربی میں eSLM یونیورسٹی کی ویب سائٹ پر مفت ڈاؤن لوڈ کے لیے دستیاب رکھا گیا ہے۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ متعلقہ فیکلٹی کی محنت اور مصنفین کے مکمل تعاون کی بدولت FYUG بی۔اے، بی۔ایس سی اور بی۔کام کی کتابوں کی اشاعت کا عمل بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا ہے۔ فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کی سہولت کے لیے خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری اور اشاعت کا عمل یونیورسٹی کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اپنے خود تعلیمی مواد کے ذریعے اردو جاننے والے ایک بڑے طبقے کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہوں گے اور اس یونیورسٹی کے مقصدِ قیام کو پورا کریں گے اور اپنے ملک میں اپنی موجودگی کو جائز ٹھہرا سکیں گے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ!

پروفیسر سید عین الحسن
شیخ الجامعہ، مانو

پیغام

موجودہ دور میں فاصلاتی تعلیم کو دنیا بھر میں ایک نہایت مؤثر اور مفید طریقۂ تعلیم کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے اور بڑی تعداد میں لوگ اس طریقۂ تعلیم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے بھی اردو زبان بولنے والے عوام کی تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے قیام کے وقت سے ہی فاصلاتی تعلیم کا طریقہ متعارف کرایا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے 1998 میں ڈائریکٹوریٹ آف ڈسٹنس ایجوکیشن (نظامتِ فاصلاتی تعلیم) کے ساتھ کام کا آغاز کیا اور 2004 سے باقاعدہ پروگرام شروع ہوئے، اس کے بعد مختلف شعبہ جات قائم کیے گئے۔

یو جی سی نے ملک میں نظام تعلیم کو مؤثر طور پر منظم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ (ODL) موڈ کے تحت چلنے والے مختلف پروگرام، جو سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) میں چل رہے ہیں، یو جی سی-ڈی ای بی کے منظور شدہ ہیں۔ یو جی سی-ڈی ای بی نے فاصلاتی اور باقاعدہ تعلیم کے نصاب کو ہم آہنگ کرنے پر زور دیا ہے تاکہ فاصلاتی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے معیار کو بہتر بنایا جاسکے۔ چونکہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی ایک دُہرے طرز (ڈوئل موڈ) کی یونیورسٹی ہے جو فاصلاتی اور روایتی دونوں طریقۂ تعلیم کی خدمات فراہم کرتی ہے، اس لیے اپنے مقاصد کو یو جی سی-ڈی ای بی کے رہنما خطوط کے مطابق حاصل کرنے کے لیے اس نے چوائس بیسڈ کریڈٹ سسٹم (CBCS) متعارف کرایا گیا جس کا خود اکتسابی مواد (Self-Learning Materials) یو جی سی کے قوانین اور کریڈٹ فریم کے مطابق نئے سرے سے تیار کیے جاچکا ہے۔

سنٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) کل بیس (20) پروگرام پیش کرتا ہے جن میں یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹ پروگرام شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تکنیکی مہارتوں پر مبنی پروگرام بھی شروع کیے جارہے ہیں۔ سی ڈی او ای نے جولائی 2025 سے این ای پی-2020 کے مطابق چار سالہ یو جی پروگرام کا آغاز کیا ہے۔ بی اے، بی ایس سی اور بی کام کے آنرز پروگراموں کو این سی ایف کے مطابق ڈیزائن کیا گیا ہے جس سے طلبہ کو آنرز ڈگری حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ سال 2025-2026 سے ایم بی اے پروگرام او ڈی ایل موڈ میں متعارف کرایا گیا ہے۔

مانو نے طلبہ کی سہولت کے لیے نو ریجنل سنٹرز (بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر) اور چھ سب ریجنل سنٹرز (حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امراوتی) کا ایک وسیع نیٹ ورک قائم کیا ہے۔ اس کے علاوہ وجے واڑا میں ایک ایکسٹینشن سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ ان ریجنل اور سب ریجنل سنٹروں کے تحت ایک سو پچاس سے زیادہ لرنر سپورٹ سنٹر (LSCs) اور بیس پروگرام سنٹر بیک وقت چلائے جارہے ہیں تاکہ طلبہ کو تعلیمی اور انتظامی سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ سنٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا بھرپور استعمال کرتا ہے اور اپنے تمام پروگراموں میں صرف آن لائن موڈ کے ذریعے ہی داخلے فراہم کرتا ہے۔

طلبہ کے لیے سیلف لرننگ میٹیریل (SLM) کی سوفٹ کاپی سنٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن کی ویب سائٹ پر دستیاب کرائی جاتی ہیں اور آڈیو و ویڈیو ریکارڈنگ کے لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ طلبہ کو ای۔ میل اور واٹس ایپ گروپ کی سہولت بھی فراہم کی جارہی ہے جن کے ذریعے انہیں پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس رجسٹریشن، اسائنمنٹ، کاؤنسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ کاؤنسلنگ کے علاوہ گزشتہ دو برسوں سے طلبہ کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے زائد تدارکی (Remedial) آن لائن کاؤنسلنگ بھی فراہم کی جارہی ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ سنٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن تعلیمی اور معاشی طور پر پسماندہ آبادی کو عصری تعلیم کے دھارے میں شامل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے نئی تعلیمی پالیسی (NEP-2020) کے مطابق مختلف پروگرامز میں تبدیلیاں کی گئی ہیں اور توقع ہے کہ اس سے اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ کے نظام کو مزید مؤثر اور کارآمد بنانے میں مدد ملے گی۔

پروفیسر محمد رضا اللہ خان

ڈائرکٹر، سی ڈی او ای، مانو

کورس کا تعارف

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم (نظامت فاصلاتی تعلیم)، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے طلبا کی تعلیمی ضرورت کے پیش بنیادی اردو۔ 1 کا درسی مواد تیار کیا ہے۔ یہ مواد چار سالہ یو۔جی۔ پروگرام کے تیسرے سمسٹر کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (یو جی سی) کی ہدایت کے تحت یونیورسٹی کے روایتی اور فاصلاتی تعلیم کے لیے ایک ہی نصاب لازمی قرار دیا گیا ہے تاکہ نہ صرف ان دونوں نظام تعلیم کے طلبا کا معیار یکساں ہو بلکہ حصول تعلیم کے لیے فراہم کی جانے والی مختلف سہولیات کے اس دور میں طلبا کے لیے دوران تعلیم ایک نظام تعلیم سے دوسرے نظام تعلیم کی طرف منتقلی بھی قابل عمل ہو۔

یو جی سی کی اسی ہدایت کے تحت مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں فراہم کیے جارہے تمام مضامین میں روایتی اور فاصلاتی نظام تعلیم کا ایک ہی نصاب تیار کیا گیا ہے۔ یکساں نصاب کی تیاری کے بعد اسی کے مطابق درسی مواد کی تیاری بھی مطلوب تھی۔ موجودہ تعلیمی ضرورت کے پیش نظر این ای پی 2020 (NEP-2020) کے تحت اردو طلبا کے لیے خود اکتسابی مواد تیار کیا جارہا ہے۔ یہ مواد چار سالہ (آٹھ سمسٹر) کورس کے لیے تیار کیا جا رہا ہے، جس کی تیاری میں ملک بھر کے مختلف جامعات اور تعلیمی اداروں کے ماہر اساتذہ اپنا تعاون کر رہے ہیں۔ ان کتابوں کے ذریعے نہ صرف اردو طلبا کی ضرورت کی تکمیل ہو گی بلکہ اردو داں طبقے کے لیے بھی یہ مواد قدرے مفید ثابت ہو گا۔

نئے نصاب کی تیاری میں مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم کی موجودہ کتب میں دستیاب مطلوبہ مواد کو ضروری حذف و اضافہ کے ساتھ اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے اور نئے نصاب کے تقاضوں کے پیش نظر نئی اکائیاں بھی لکھوائی گئی ہیں جو کورس کے خود اکتسابی مواد کا حصہ بنی ہیں۔

اس کتاب میں مضامین کی ایسی ترتیب اختیار کی گئی ہے جو یکساں نصاب کے تحت روایتی اور فاصلاتی تعلیم دونوں کی ضرورتوں کو بیک وقت پورا کر سکے۔ ہر اکائی کے تحت موضوع سے متعلق مواد کے علاوہ' اکتسابی نتائج، کلیدی الفاظ، نمونۂ امتحانی سوالات اور تجویز کردہ اکتسابی مواد کی فہرست بھی دی گئی ہیں۔ امید ہے یہ معلومات طلبا کے لیے بے حد معاون ہوں گی۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہم چار سالہ یو۔جی کورس کی یہ کتاب آپ کے لیے پیش کر رہے ہیں۔ تیسرے سمسٹر کے اس پرچے کا عنوان بنیادی اردو۔ 1 ہے۔ اس پرچے میں کل آٹھ اکائیاں ہیں۔ یہ پرچہ بنیادی اردو کے لیے ضروری اور اہم اکتسابی پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے، اس موضوع کے دوسرے حصے کا مطالعہ آپ چوتھے سمسٹر میں بنیادی اردو-2 کے عنوان سے کریں گے۔

انہیں باتوں کے ساتھ اب یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ آپ کی بیش قیمت آرا ہمیں اس کتاب کو مزید بہتر، کارآمد اور مفید بنانے میں مددگار ثابت ہوں گی۔

ڈاکٹر ارشاد احمد
کورس کوآرڈی نیٹر

بنیادی اردو۔ 1

Buniyadi Urdu-1

اکائی 1: حروف تہجی کا بیان

اکائی کے اجزا

1.0 تمہید

1.1 مقاصد

1.2 زبان اور تحریر

1.3 تحریری زبان کی اہمیت وافادیت

1.4 اردو حروف تہجی

1.5 اعراب

1.6 حروف تہجی کی اقسام

1.7 اکتسابی نتائج

1.8 کلیدی الفاظ

1.9 نمونہ امتحانی سوالات

1.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1.0 تمہید

پہلی اکائی میں آپ کو زبان کی تعریف اس کی سماجی ضرورت اور مصرف سے واقف کرایا گیا تھا۔ زبان اور بولی کے فرق کو سمجھادیا گیا تھا۔ زبان اور بولی کا دوسرا اہم ترین فرق یہ بتایا گیا تھا کہ زبان تحریر کی جاتی ہے جب کہ بولی تحریر کی منزل تک نہیں پہنچتی۔ کیا کبھی آپ نے غور کیا ہے کہ تحریر کس طرح وجود میں آئی ہوگی۔ کس لیے زبان کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہوگا۔ یہ تحریری زبان ہے کیا؟ حقیقت یہ ہے کہ انسانی حیات کے ارتقا میں تحریر کا ظہور میں آنا ایک اہم مقام رکھتا ہے اور ایک دل چسپ عمل بھی ہے۔ اس اکائی میں تحریری زبان کی ماہیت، افادیت واہمیت پر روشنی ڈالی جائے گی اور خاص طور پر اردو زبان کے تناظر میں غور کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ اردو زبان کے حروفِ تہجی اور ان کی اقسام کا مطالعہ بھی کیا جائے گا۔

1.1 مقاصد

اس اکائی کے مطالعے کرنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حروف کے وجود اور ان کی اہمیت وافادیت سے واقف ہو سکیں۔
- اردو کے حروف تہجی اوران کے ماخذات سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حروف تہجی کی مختلف اقسام مثلاً حروف صحیح، حروف علت، حروف شمسی اور حروف قمری وغیرہ کے امتیازات سے روشناس ہو سکیں۔

1.2 زبان اور تحریر

ہر زبان کے دو پہلو ہوتے ہیں، ایک تلفظی، دوسرا تحریری۔ تلفظی پہلو سے مراد زبان کا کہا جانے والا روپ اور تحریری سے مراد زبان کا لکھا جانے والا روپ ہے۔ فلالوجی (علم لسانیات کی ایک شاخ) کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ اول اول انسان نے کہنا شروع کیا ہو گا لکھنے یا تحریر کرنے کی نوبت تو بہت بعد میں آئی ہو گی۔ انسان پہلے پہل تو اشاروں اور حرکات سے اپنے مدعا کا اظہار کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد اپنے خیالات کی ترسیل یا اپنے مدعا ومنشا کے اظہار اور اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے ہونٹوں دانت اور زبان (یعنی جیبھ) کالو اور حلق کی مدد سے ایسی آوازیں نکالنے لگا، جن کے معانی ومطالب لیے جانے لگے اور اس طرح زبان وجود میں آئی۔ پچھلی اکائی میں آپ کو بتایا گیا ہے کہ اشاروں اور حرکتوں کے ذریعے بھی انسان اپنے خیالات دوسروں تک پہنچا سکتا ہے۔ لیکن زبان سب سے موثر اور مکمل ذریعہ اظہار ہے اور یہ زبان انسانی ارتقا کے ساتھ کامل اور بہتر ہوگئی اور اس قابل ہوتی گئی کہ وہ انسان کے لطیف ترین جذبات کی نمائندگی کر سکے، علم کی ترویج کر سکے۔ انسانی حیات کے ارتقا میں جب انسان کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ اپنی موجودگی میں بھی دوسروں تک اپنے خیالات پہنچا سکے، اپنے مدعا سے واقف کرا سکے، تو اس نے کہی جانے والی زبان کی آوازوں کی نمائندگی کے لیے کچھ نشانیاں اور کچھ علامتیں مقرر کر لیں اور انھیں نقش کرنے لگا۔ مصر کے اہراموں سے دستیاب ہونے والے نقوش اور براعظم ہند کے قدیم تہذیبی آثار موہنجو دارو اور ہڑپا کے محلوں کی دیواروں پر اور مٹی کے ٹکڑوں پر بنے ہوئے آڑھے ترچھے نقوش اور تصویروں کو تاریخ دانوں اور زبان کے ماہرین نے بالترتیب مصری زبان ور دراوڑی زبانوں کا ابتدائی تحریری روپ قرار دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ تحریر دراصل زبان کے تلفظی پہلو کا علامتی نقش ہوا کرتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ تحریر دراصل خیالات اورآوازوں کا علامتی اظہار ہے، مثلاً لفظ آگ علامتی طور پر ہمیں یہ احساس دلاتی ہے کہ کوئی جلنے جلانے والی شے ہے۔ کہنا یہی ہے کہ تحریر خیالات اور آوازوں کے اظہار کا علامتی روپ ہے۔ اس بحث میں پڑے بغیر کہ پہلے حروف کی تحریری شکلیں وجود میں آئیں کہ الفاظ کی، ہم صرف اتنا بتانے پر اکتفا کریں گے کہ ماہرین لسانیات کے مطابق پہلے پہل تحریری زبان صرف جانوروں اور اشیا کی تصویروں اور نقوش پر مبنی ہوا کرتی تھی اور یہ نقوش تصورات کی نمائندگی کرتے تھے۔ پھر مطلب ومفہوم کو ادا کرنے والی مختصر اکائی یعنی لفظ کے تحریری اظہار کے لیے نقوش تراشے گئے۔ یعنی لفظوں کی تحریری صورت سامنے آئی۔ پھر رفتہ رفتہ الفاظ

کے معنی و مطلب کی نمائندگی کرنے والی تصویروں اور علامتوں کی بجائے الفاظ کی آواز کی ترجمانی کرنے کے لیے نقوش یا نشانیاں تراشی گئیں ۔ آوازوں کی ترجمانی کرنے والے یہ علامتی نقوش یا علامتی نشانیاں آگے چل کر حروف کہلائیں۔ آوازوں کو ظاہر کرنے والی نشانیوں کو حرف کہتے ہیں۔ گویا ہر حرف ایک مخصوص آواز کی ترجمانی کرتا ہے۔

اس لحاظ سے زبان کی دو بڑی تحریری صورتیں ہوئیں :

1۔ تصویری زبان Pictogram language مثلاً چینی یا جاپانی زبانیں۔

2۔ صوتی زبان Phonic language جس میں ہر حرف مختلف آوازوں کی نمائندگی کرتا ہے اور مختلف حروف کو یعنی مختلف آوازوں کو جوڑ کر لفظ اور لفظوں سے جملے بنائے جاتے ہیں۔

اردو زبان کا تعلق دوسری نوعیت کی زبان سے ہے۔

1.3 تحریری زبان کی اہمیت وافادیت

1۔ تحریر کے بغیر زبان بولی کی سطح پر رہتی ہے۔ تحریر کی وجہ سے زبان کا درجہ اختیار کر لیتی ہے۔

2۔ تحریر کے سبب زبان کہنے والے یا سننے والے کی غیر موجودگی میں بھی خیالات کی ترسیل کر سکتی ہے۔

3۔ تحریر کی وجہ سے زبان کو معیار و استناد حاصل ہوتا ہے۔ قاعدے قانون مرتب ہوتے ہیں۔ قواعد وجود میں آتے ہیں۔ جب کہ بولی میں قواعد و ضوابط کا اتنا خیال نہیں رکھا جاتا۔

4۔ تحریر کے سبب زبان علم و حکمت کے تحفظ اور ترویج کا ذریعہ بنتی ہے اور ان علوم کو ایک عرصے تک محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

5۔ تحریر کی وجہ سے زبان تہذیب و ثقافت کی نمائندہ بھی ہوتی ہے اور تحفظ و فروغ کا ذریعہ بھی۔

1.4 اردو حروف تہجی

اردو زبان ہندی، فارسی اور عربی کے آپس میں میل جول سے پیدا ہوئی ہے۔ اس لیے اس زبان کے حروف تہجی میں ان تینوں زبانوں کے حروف بھی شامل ہیں۔ ذیل میں ہم ان حروف کی پہچان اور ان زبانوں کے تعلق سے گفتگو کریں گے، جن سے وہ اردو میں آئے ہیں۔

خالص عربی حروف:

ث ح ف ص ض ط ظ ع ق ھ

مندرجہ بالا حروف خالصتاً عربی زبان کے ہیں اور قدیم فارس میں نہیں پائے جاتے تھے۔ جب عربوں کا ایران پر تسلط ہوا تو فارسی میں یہ عربی حروف بھی شامل ہو گئے۔ اب ان آوازوں یا حروف پر آئیں جو عربی کے ساتھ فارسی میں بھی موجود ہیں۔ یہ حروف درج ذیل ہیں۔

د ر ا ب ت ج د ر ز س ش غ ف ک ل م ن و ہ ی ے

خالص فارسی حروف:

درج ذیل حروف صرف فارسی میں ہیں، عربی میں نہیں ہیں اور اردو میں فارسی سے ہی آئے ہیں۔

پ چ ژ گ

ہندی الاصل حروف:

وہ حروف جو ہندی سے اردو میں آئے ہیں درج ذیل ہیں۔

ٹ ڈ ڑ

اس طرح اوپر دیے گئے تمام حروف کی کل تعداد اڑتیس(38) ہے۔ اب ان حروف کو اردو حروف تہجی کی حیثیت سے ترتیب وار ملاحظہ کیجیے۔

ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ

ذ ر ڑ ز ژ س ش ص ض ط ظ ع

غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ی ے

اوپر لکھے گئے یہ تمام حروف سادہ یا مفرد حروف کہلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندی کے چودہ(14) اور حروف اردو کے حروف تہجی میں شامل ہیں۔ ان میں کا ہر حرف دو حرفوں کو ملا کر بنایا گیا ہے۔ اسی لیے ان حروف کو مرکب یا مخلوط کہتے ہیں۔ یہ مرکب حروف درج ذیل ہیں۔

بھ بچھ تھ ٹھ جھ چھ دھ ڈھ ڑھ کھ گھ لھ نھ

اس طرح اردو زبان کے حروف تہجی یا حروف ہجا کی کل تعداد باون(52) ہے۔ ان میں اڑتیس(38) حروف سادہ یا مفرد حروف کہلاتے ہیں اور چودہ(14) حروف مرکب یا مخلوط حروف کہلاتے ہیں۔ خالص عربی حروف کی تعداد گیارہ(11) ہے۔ خالص فارسی حروف کی تعداد چار(4) ہے۔ عربی اور فارسی مشترکہ حروف کی تعداد بیس(20) ہے۔ ہندی الاصل حروف کی کل تعداد سترہ(17) ہے۔ اس طرح اردو کے کل حروف تہجی(52) ہیں۔

1.5 اعراب

زبان اور لب کی ذراسی جنبش سے آواز کی مختلف صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ آواز کی ان مختلف صورتوں کو یا مختلف طرح کی ان آوازوں کو تحریر کی شکل میں لے آنا بے حد مشکل کام ہے لیکن ان کا تحریر میں اظہار بھی ضروری ہے، کیوں کہ ان کی وجہ سے حروف کی آوازوں میں خفیف سی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان آوازوں کو تحریری طور پر ظاہر کرنے کے لیے چند علامات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سادہ آوازوں یا سادہ حروف پر لگائی جانے والی ان علامات یا نشانات کو اعراب کہتے ہیں۔ اعراب لگانے سے حرف میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور

آواز کی مختلف صورتوں کی نشاندہی ہو جاتی ہے۔ جن حروف پر اعراب ہوتے ہیں، انہیں متحرک حروف اور جن حروف پر اعراب نہیں ہوتے، انہیں ساکن حروف کہا جاتا ہے۔ یہ اعراب عربی فارسی اور اردو میں یکساں ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1۔ زبر (اَ) زبر کے معنی اوپر کے ہیں۔ یہ ایک چھوٹی سی ترچھی لکیر ہے، جو حرف کے اوپر لگائی جاتی ہے۔ عربی میں زبر کو فتحہ کہتے ہیں۔ جس حرف پر زبر ہوتا ہے، اسے مفتوح کہتے ہیں۔ زبر سے حرف میں الف کی ہلکی سی آواز پیدا ہوتی ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں :

رَب ڈَر عَمل فلک

2۔ زیر (اِ) عربی میں اسے کسرہ کہتے ہیں۔ جس حرف کے نیچے یہ علامت لگائی جاتی ہے، اسے مکسور کہتے ہیں۔ یہ آواز کی کی خفیف آواز کو ظاہر کرتی ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں :

دِل اِمکان میراث

3۔ پیش (اُ) عربی میں اسے ضمّہ کہتے ہیں۔ جس حرف پر یہ علامت ہوتی ہے اسے مضموم کہتے ہیں۔ یہ علامت واؤ کی خفیف آواز دیتی ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

تُو جُو لُو دُو

4۔ مد (آ) مد کے معنی ہیں لمبا کرنا۔ یہ علامت صرف الف پر لگائی جاتی ہے۔ الف پر مد ہونے سے الف کھینچ کر پڑھا جاتا ہے۔ مثلا

آم آجا آخر آہستہ

لیکن عربی میں جس حرف پر مد لگائی جائے اس حرف کی آواز کو کھینچ کر پڑھا جاتا ہے مثلاً یٰسٓ

5۔ جزم (ْ) جزم کو سکون بھی کہتے ہیں۔ جس حرف پر جزم ہو، اس سے پہلے کا حرف اس حرف سے اپنے اعراب کے مطابق مل جاتا ہے۔ اس طرح جس حرف پر جزم ہو، اس میں خود حرکت نہیں ہوتی۔ چند الفاظ بطور مثال درج ہیں :

مقْدار اُسْ بَرْباد مقْصد

6۔ تشدید (ّ) جب کوئی حرف ایک بار لکھ کر دوبارہ پڑھا جاتا ہے، تو اس حرف پر یہ علامت (ّ) لگا دیتے ہیں جسے تشدید کہتے ہیں۔ جس حرف پر یہ علامت ہوتی ہے، اسے مشدّد کہتے ہیں۔ مشدّد حرف پہلی مرتبہ ساکن اور دوسری مرتبہ متحرک پڑھا جاتا ہے۔ مثلاً

زَرّہ (زررہ) ملت (مل لت)

7۔ تنوین (ً) یہ علامت جس حرف پر ہوتی ہے وہ ' ان ' نہ ہونے کے باوجود ان کی آواز دیتا ہے۔ اس کا استعمال صرف ان الفاظ پر کیا جاتا ہے جو عربی الاصل ہیں یہ علامت لفظ کے آخری حرف پر لگائی جاتی ہے۔ اس کی تین شکلیں ہیں یعنی دو زبر دو زیر دو پیش مثلاً

ا(اَن) ا(اِن) ا(اُن)

چند مثالیں درج ذیل ہیں :

فوراً اتفاقاً قصداً

اردو میں اس علامت کی پہلی اور دوسری شکل ہی استعمال ہوتی ہے۔ یعنی (اً) اور (اِ)۔

1.6 حروفِ تہجی کی اقسام

حروف کی مختلف اقسام ہوتی ہیں جو درج ذیل ہیں

1۔ حروفِ صحیح

وہ حروف جن کی آواز بغیر دوسرے حروف سے ملے بھی واضح ہوتی ہے، انہیں حروف صحیح کہتے ہیں۔ الف(ا) واؤ(و) اور (ی) کو چھوڑ کر باقی سبھی حروف صحیح ہیں۔

2۔ حروف علت

حروف علت وہ حروف ہیں، جن کی آواز اس وقت واضح ہوتی ہے، جب وہ دوسرے حروف سے مل کر آئیں۔ یہ حروف تین ہیں۔

ا و ی

مثالیں ملاحظہ ہوں:

اکثر وعدہ یاد

اوپر دی گئی مثالوں میں الف 'ک' کے ساتھ واؤ 'ع' کے ساتھ اور 'الف' کے ساتھ مل کر آئے ہیں اور ان کی آواز بھی واضح ہے اس لیے یہ تین حروف حروف مات ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اوپر آئے تینوں حروف علت یعنی الف واو 'اور' ی ایک مخصوص صورت میں حروف صحیح بھی ہیں۔ مثلا

الف : جب کسی بھی لفظ کے شروع میں الف آئے گا تو اس کی آواز واضح ہو گی۔ یہاں پر وہ اپنی آواز کے لیے دوسرے حرف کا محتاج نہیں ہو گا۔ جیسے

آم احمد امام امت

واؤ: اگر واؤ(و) کسی لفظ کے شروع میں، یا درمیان میں آئے اور اس پر کوئی حرکت ہو تو اس کی آواز واضح ہو گی اور اس طرح وہ حرف صحیح ہو گا۔

وعدہ وقت ہوس

اوپر دی گئی مثالوں میں واؤ مشترک ہے، اس پر زبر ہے۔

تینوں مثالوں میں واؤ کے بعد آنے والے حروف پر جزم ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنے پہلے آنے والے حرف یعنی واؤ سے مل رہے ہیں۔ ان مثالوں میں واؤ کی آواز اسی وجہ سے واضح ہے۔

واؤ کی طرح ی اگر کسی لفظ کے شروع یا درمیان میں آئے اور متحرک ہو تو حروف صحیح کی طرح اس کی آواز واضح ہو گی۔ جیسے

یہ مہیا گیا یاد

3۔ حروفِ شمسی

حروف شمسی وہ حروف ہیں جن کے پہلے اگر (ال) آئے تو وہ پڑھا نہ جائے۔ ان حروف کی تعداد چودہ (14) ہے اور وہ درج ذیل ہیں۔

ت ث د ذ ر ز س ش ص

ض ط ظ ل ن

ایک اور اہم نکتہ حروفِ شمسی کے سلسلے میں یہ ہے کہ ان کے بعد جب یہ حروف آئیں گے تو مشدد ہوں گے۔ مثال ملاحظہ ہو:

عظیم الشان (عظیم ش + شان)

منتخب التواریخ (منتخب + ت تواریخ)

لیکن اگر ال سے قبل کوئی حرف نہ ہو تو' ال 'کا الف پڑھا جائے گا، البتہ نہیں پڑھا جائے گا۔ جیسے

السلام (اس + سلام)

الندوہ (ان + ندوہ)

4۔ حروف قمری

حروف قمری وہ حروف ہیں، جن کے پہلے اگر (ال) آتا ہے، تو پڑھا بھی جاتا ہے۔ ان حروف کی تعداد بھی چودہ (14) ہے اور وہ درج ذیل ہیں۔

ا ب ج ح خ ع غ

ف ق ک م و ہ ی

قمری حروف کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں

الفلاح (ال + فلاح)

بیت المال (بیت ال + مال)

1.7 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:

- کوئی بھی زبان دو صورتیں رکھتی ہے۔ ایک تلفیظی اور دوسری تحریری۔
- تلفیظی سے مراد بول چال کی زبان ہے جسے ہم بولی کہتے ہیں۔ تحریری سے مراد زبان کا لکھا جانے والا روپ ہے۔
- فلالوجی (علم لسانیات کی ایک شاخ) کے ماہرین کے مطابق زبان کا تحریری روپ بعد میں سامنے آیا۔ ابتدا میں انسان زبان، تالو اور حلق کی مدد سے آوازیں نکالنے لگا جو اس سے بہتر ہوتی گئی۔ اس نے مختلف قسم کے جانوروں اور اشیا کی تصویر وں کے لیے

ہونٹوں، دانت، زبان، تالو اور حلق کی مدد سے ایسی آوازیں نکالنی شروع کیں، اس طرح زبان وجود میں آئی۔ انسانی ارتقا کے ساتھ ہی زبان کے ذریعے کام کی بات اس کی غیر موجودگی میں بھی دوسروں تک پہنچنے لگی۔

- ماہرین لسانیات کے مطابق پہلے تحریری زبان صرف تصورات کی نمائندگی کا فریضہ انجام دیتی تھی پھر آوازوں کی نمائندگی کے لیے حروف کی ابتدائی شکلیں وجود میں آئیں۔ اسی طرح زبان کی دو بڑی تحریری صورتیں ہوئیں۔ ایک تصویری زبان دوسری صوتی زبان۔ چینی یا جاپانی زبان میں تصویری زبان ہیں۔ صوتی زبان میں حرف آواز کی نمائندگی کرتا ہے۔ اردو زبان صوتی زبان ہے۔
- جہاں تک تحریری زبان کی اہمیت وافادیت کا تعلق ہے تو اس ضمن میں درج ذیل نکات پر توجہ دینی ضروری ہے۔ تحریر کے بغیر زبان محض بولی ہے۔ تحریر کی وجہ سے زبان کہنے اور سننے والے کے بغیر بھی خیالات کی ترسیل کر سکتی ہے۔ تحریر زبان کو معیار بخشتی ہے اور زبان کے لکھنے نیز بولنے کے اصول وضوابط یعنی تواعد زبان وجود میں آتے ہیں۔ تحریر افکار واحوال اور علم وحکمت کے تادیر تحفظ کا ذریعہ بھی بنتی ہے اور زبان کی تہذیب وثقافت کی نمائندگی بھی کرتی ہے۔
- عربی الاصل حروف ث ح ذ ص ض ط ظ ع ق ھ ہیں۔ یہ خالص عربی حروف کہلاتے ہیں۔ خالص فارسی الاصل حروف سے پیاز اور لگے ہیں۔ عربی اور فارسی کے مشترکہ حروف ا ب ت ج خ د ر ز س ش غ ف ک ل م ن . و کی لیے ہیں۔ ہندی الاصل حروف ت و ز ہیں۔ اس طرح ان حروف کی کل تعداد (38) ہے۔ یہ حروف سادہ حروف کہلاتے ہیں۔
- اس کے علاوہ ہندی کے چودہ حروف بھی اردو کے حروف تہجی میں شامل ہیں۔ ان میں سے ہر حرف دو حرفوں سے مل کر بنا ہے اور یہ مرکب حروف کہلاتے ہیں۔ اور وہ ہیں، بھ ،چھ، تھ، ٹھ، جھ، دھ، ڈھ، ڑھ، کھ، گھ، مھ، نھ۔ اس طرح اردو کے کل حروف باون 52 ہیں۔
- کون سا لفظ کس طرح پڑھا جائے اس کے لیے ضروری ہے کہ ان کی حرکت سے متعلق علامات وضع کر لی جائیں۔ اس طرح اعراب کا چلن ہوا۔ اعراب لگانے سے الفاظ کی صحیح قراءت آسان ہوگئی۔ اعراب کی تعداد (7) ہے۔ یہ ہیں۔ زبر (ا) زیر (ا) پیش (1) مد (۲) تشدید () جزم () تنوین (1)
- زبر سے الف کی ہلکی آواز، زیر سے ی کی ہلکی آواز، پیش سے واؤ کی آواز، مد سے الف کی لمبی آواز، تشدید سے ایک حرف کی دو آوازیں میں اور تنوین سے ان کی آواز مراد لی جاتی ہے۔ جزم جس حرف پر ہوتا ہے وہ اپنے پہلے آنے والے حرف سے مل کر آتا ہے۔
- حروف کی چار قسمیں قرار دی جاتی ہیں۔ حروف صحیح، حروف علت، حروف شمسی اور حروف قمری۔ جن حروف کی آواز بغیر دوسرے حروف سے ملے واضح ہوتی ہے انہیں حروف صحیح کہتے ہیں۔ الف واؤ اور ی کو چھوڑ کر باقی سبھی حروف صحیح ہیں۔ جن حروف کی آواز دوسرے حروف سے مل کر واضح ہوتی ہے وہ حروف علت کہلاتے ہیں۔ یہ ہیں الف واؤ اوری۔ لیکن اگر الف کسی لفظ کے شروع میں آئے اور واؤ یا ی لفظ کے شروع یا درمیان میں آئے تو اس کی آواز واضح ہوگی اور وہ حرف صحیح ہوگا۔

- حروف شمسی وہ حروف ہیں کہ جن کے شروع میں "ال" آتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔ یہ حروف ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن ہیں۔ الف لام کے بعد جب یہ حرف آئیں گے تو مشدد بھی ہوں گے۔ حروف قمری وہ حروف ہیں جن کے پہلے اگر ال آتا ہے تو پڑھا بھی جاتا ہے۔

1.8 کلیدی الفاظ

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
استناد	سند میں پیش کرنا	مرکب	ملا ہوا، مخلوط
تلفیظی	منہ سے ادا کیے جانے والے الفاظ	تکلم	گفتگو ، بات، کلام کرتا
ماہیت	حقیقت ، کیفیت، اصل	عربی الاصل	جس کی اصل عربی ہو
ترویج	رواج دینا ، اشاعت کرنا	فارسی الاصل	جس کی اصل فارسی ہو
مدعا	مطلب، مقصد مراد	خفیف	ہلکا، سبک، کم
منشا	مقصد ، عندیہ	متحرک	حرکت کرنے والا
اہرام	فراعین مصر کے مثلث نما مقبرے	ساکن	بے حرکت، وہ حرف جس پر جزم ہو
ماہر لسانیات	زبان کے علم کا ماہر	مشدد	شدت رکھنے والا، وہ حرف جس پر تشدید ہو
تسلط	غلبہ ، قابو، قبضہ	ثقافت	تہذیب، کلچر
مفرد	اکیلا، علیحدہ، واحد	قراءت	پڑھنا ، خواندگی، حرفوں کا تلفظ صحیح مخرج سے ادا کرنا
مخلوط	ملا جلا		

1.9 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی سوالات

1۔ آوازوں کو ظاہر کرنے والی نشانیوں کو کیا کہتے ہیں؟

a) حروف b)لفظ c) جملہ d)فقرہ

2۔ خالص فارسی حروف کون سے ہیں؟

a)ر ب س ش b)ج د ڈ ک c)ا ب ت ث d)پ چ ژ گ

3۔ حروف تہجی کی تعداد کتنی ہے؟

a)35 b) 33 c) 38 d)36

4۔ حروفِ قمری کی تعداد کتنی ہے؟

a)12 b) 10 c)9 d) 14

5۔ جس حروف پر تشدید آتا ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

a)مشدّد b)معرّب c) مفرّس d) مکسور

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ حروفِ تہجی کو قلم بند کیجیے۔

2۔ اعراب کسے کہتے ہیں؟ وضاحت کیجیے۔

3۔ حروفِ شمسی اور حروفِ قمری تحریر کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ زبان اور تحریر کے متعلق تفصیل سے لکھیے۔

2۔ حروفِ تہجی کی قسمیں بیان کیجیے۔

1.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1۔ قواعد اردو مولوی عبدالحق

2۔ اردو زبان و قواعد شفیع احمد صدیقی

3۔ اردو زبان مرزا خلیل بیگ

معروضی سوالات کے جوابات

a۔1 b۔2 c۔3 d۔4 a۔5

اکائی2 : الفاظ کا بیان

اکائی کے اجزا

2.0 تمہید

2.1 مقاصد

2.2 اردو الفاظ کا جائزہ

2.2.1 دخیل اور مستعار الفاظ

2.2.2 اردو میں بیرونی زبانوں کے الفاظ

2.2.3 اردو میں ہندوستانی زبانوں کے الفاظ

2.3 الفاظ کی ساخت

2.3.1 مفرد و مرکب لفظ

2.3.2 سابقے اور لاحقے

2.4 مرکبات و مشتقات

2.4.1 ساخت کے اعتبار سے مرکبات کی قسمیں

2.4.2 معنوی اعتبار سے مرکبات کی قسمیں

2.4.3 اجزائے کلام کے اعتبار سے مرکبات کی قسمیں

2.4.4 مشتقات

2.5 اکتسابی نتائج

2.6 کلیدی الفاظ

2.7 نمونہ امتحانی سوالات

2.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

2.0 تمہید

زبان اپنے وسیع معنی میں خیالات ظاہر کرنے کا ذریعہ ہے۔ زبان وہ چیز ہے جس پر تمام انسانی تعلقات قائم ہیں اور الفاظ سانچے ہیں جن میں خیالات ڈھلتے ہیں۔ ہر لفظ میں کوئی نہ کوئی خیال پوشیدہ ہوتا ہے۔

کسی بھی زبان کی وسعت کا اندازہ اس کے ذخیرۂ الفاظ سے لگایا جاتا ہے۔ ہر زبان میں لفظ سازی کی صلاحیت ہوتی ہے لیکن اس کے اپنے اصول وضوابط ہوتے ہیں۔ اسی طرح اردو میں بھی نئے نئے لفظوں کو بنانے کی بہترین صلاحیت موجود ہے۔ ہر زبان میں نہ صرف یہ کہ نئے نئے الفاظ اور اصطلاحیں بنتی ہیں بلکہ دوسری زبانوں سے بھی الفاظ لیے جاتے ہیں اور استعمال ہوتے ہوئے رفتہ رفتہ وہ اس زبان کا حصہ بن جاتے ہیں۔ کسی زبان میں تبدیلی ہونا بری بات نہیں بلکہ یہ تبدیلی زندگی کی علامت ہوتی ہے۔ جس زبان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی وہ مردہ ہو جاتی ہے۔

2.1 مقاصد

اس اکائی کے پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اردو الفاظ کی ساخت اور اردو الفاظ کی قسموں کو سمجھ سکیں۔
- اردو کے مرکب الفاظ اور مشتق الفاظ میں تمیز کر سکیں۔
- اردو میں مختلف زبانوں سے داخل ہونے والے الفاظ کی شناخت کر سکیں۔
- دخیل اور مستعار الفاظ کے فرق کو پہچان سکیں۔

2.2 اردو الفاظ کا جائزہ

ہندوستان ایک کثیر لسانی ملک ہے۔ یہاں مختلف زبانیں اور بولیاں رائج ہیں۔ حقیقت تو یہ کہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں الگ الگ زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن اردو کا کوئی ایک مخصوص لسانی علاقہ نہیں ہے بلکہ یہ ہندوستان کے تقریباً تمام حقوں اور علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اور ایک طرح سے یہ زبان نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے برصغیر میں رابطہ کی زبان (Lingua Franca) کا درجہ رکھتی ہے۔ لہٰذا فطری طور پر اردو میں دوسری ہندوستانی زبانوں اور بولیوں کے الفاظ بھی بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ اردو مختلف قوموں کے باہمی میل جول سے وجود میں آئی۔ ان قوموں میں مقامی باشندوں کے علاوہ عربی، فارسی اور ترکی بولنے والوں کی کافی تعداد تھی، جن کے اثرات ہمیں واضح طور پر زبان اردو کی مختلف سطحوں خصوصاً لفظی صطح پر زیادہ محسوس ہوتے ہیں۔ اردو نے عربی، فارسی اور ترکی سے خاصی تعداد میں الفاظ لیے ہیں۔ کہیں ان کی شکل کو جوں کا توں برقرار رکھا اور کہیں اپنے مزاج اور فطرت کے مطابق اس میں تبدیلی کر لی۔ ہندوستان پر دوسو سالہ انگریزی دورِ حکومت کی وجہ سے جہاں سماج و معاشرہ کے رہن سہن پر اثرات مرتب ہوئے وہیں ہندوستانی زبانیں اور خصوصاً اردو زبان بھی ان کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکی۔ اردو میں بے شمار انگریزی الفاظ کا اضافہ

ہوااور یہ عمل ابھی تک جاری ہے۔

اب ہم اردو پر مختلف ہندوستانی و بیرونی زبانوں کے اثرات کا جائزہ لیں گے اور یہ بھی دیکھیں گے کہ ان میں کون سے الفاظ دخیل ہیں اور کون سے مستعار۔

2.2.1 دخیل اور مستعار الفاظ

ہم یہ جان چکے ہیں کہ اردو نے دوسری کئی زبانوں سے الفاظ لیے ہیں۔ یہ تمام زندہ زبانوں کی خصوصیت ہوتی ہے کہ ہر زمانے میں اور ہر وقت اس میں نئے الفاظ کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ اضافہ یا تو دوسری زبانوں کے الفاظ اور اصطلاحات کو قبول کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے یا پھر خود اس زبان والوں کی طرف سے نئی ایجادات، نئے تصورات کی پیش کشی کی وجہ سے نئے الفاظ تشکیل پاتے رہتے ہیں، زبان میں شامل ہوتے جاتے ہیں اور استعمال میں آتے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے اضافہ ہوتا جاتا ہے اور جو الفاظ استعمال میں نہیں ہوتے دو زبان سے خارج ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے الفاظ کو متروک الفاظ کہتے ہیں۔ حذف و اضافہ کا یہ عمل اردو میں بھی جاری ہے۔

کسی بھی زبان میں جب غیر زبانوں سے الفاظ داخل ہوتے ہیں اور پوری طرح اس زبان میں گھل مل جاتے ہیں تو وہ اس زبان کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اردو میں غیر زبانوں کے الفاظ کو اپنانے اور جذب کرنے کی حیرت انگیز صلاحیت موجود ہے۔ اس بات کی وضاحت کے لیے درج ذیل الفاظ پر غور کیجیے۔

پوسٹ آفس، مدرسہ، لالٹین، بس اسٹاپ، ٹرین، آئندہ، بوتل، کپتان، ابتدا، آدمی، کتاب، سہاگ، اطاعت، طفل، اعلی، بلند، گائے، پاؤں، نصیب، نمائش، پونڈ، آمدنی، سگھڑ، سوٹ کیس، منسٹر، ڈپارٹمنٹ وغیرہ۔

1۔ اوپر دیے گئے الفاظ میں پوسٹ آفس، بس اسٹاپ، ٹرین، سوٹ کیس، منسٹر، ڈپارٹمنٹ انگریزی سے لیے گئے ہیں اور بغیر کسی تبدیلی کے اردو میں استعمال ہو رہے ہیں۔

2۔ لالٹین، بوتل، کپتان، پونڈ، انگریزی الفاظ ہیں، لیکن انھیں اردو نے اپنی فطرت کے مطابق ڈھال لیا ہے۔ اصل انگریزی الفاظ بالترتیب اس طرح ہیں۔ لانٹرن (Lantern)' باٹل (bottle) کیپٹن (captain) ' پاؤنڈ (pound)۔

3۔ مدرسہ، کتاب عربی سے لیے گئے الفاظ ہیں، جو اصل میں مدرسہ اور کتاب ہیں۔

4۔ اطاعت، طفل، اعلیٰ، ابتدا، یہ الفاظ عربی سے جوں کے توں لے لیے گئے ہیں۔

5۔ آدمی، آئندہ، بلند، ایسے الفاظ ہیں جو فارسی سے بغیر کسی صوتی و معنوی تبدیلی کے اردو میں رائج ہیں۔

6۔ سہاگ، سنسکرت لفظ سوبھاگ (اچھی قسمت) سے اخذ کیا گیا ہے لیکن اردو میں اس لفظ کو شوہر کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے، اور اسی مناسبت سے سہاگن شوہر والی عورت کو کہتے ہیں۔

لفظ پاؤں، سنسکرت لفظ "پاد" سے اخذ کردہ ہے۔ گائے سنسکرت لفظ گو کی تبدیل شدہ شکل ہے۔

7۔ اردو میں لفظ غلیظ عربی سے لیا گیا ہے، جس کے عربی میں معنی ہیں گاڑھا، لیکن اردو میں اسے ناپاک، نجس، گندہ کے معنوں میں استعمال کیا

جاتا ہے۔ نصیب بھی عربی لفظ ہے، جس کے معنی ہیں حصہ، لیکن اردو میں یہ قسمت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے، جیسے بد نصیب، خوش نصیب وغیرہ۔

اس جائزے سے حسب ذیل باتیں واضح طور پر سامنے آتی ہیں۔

- اردو میں مختلف زبانوں سے الفاظ لیے گئے ہیں۔
- بعض الفاظ بغیر کسی صَوتی و معنوی تبدیلی و تغیر کے استعمال ہوتے ہیں۔
- چند الفاظ ایسے ہوتے ہیں جن کے معنی تو وہی رہتے ہیں لیکن آواز میں تبدیلی لائی جاتی ہے۔
- چند الفاظ صَوتی طور پر وہی رہتے ہیں، جب کہ ان کے معنوں میں فرق آجاتا ہے۔
- چند الفاظ صَوتی و معنوی دونوں اعتبار سے تبدیل ہو جاتے ہیں۔

دوسری زبانوں کے وہ الفاظ جو بغیر کسی صَوتی و معنوی تبدیلی کے اردو میں داخل ہیں، انھیں دخیل الفاظ کہتے ہیں۔ ہندی میں ان الفاظ کو 'تَت سم' کہتے ہیں۔ جن الفاظ کو اردو نے اپنی فطرت و مزاج کے مطابق ڈھال لیا یا ان کے معنوں میں تبدیلی کر لی انھیں مستعار الفاظ کہتے ہیں۔ ہندی میں یہ تَت بھو کہلاتے ہیں۔

2.2.2 اردو میں بیرونی زبانوں کے الفاظ

اردو میں عربی فارسی، ترکی اور انگریزی سے لیے گئے الفاظ کو کلچرل اور قریبیborrowing کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اردو کے علاقوں میں ان زبانوں کے بولنے والوں کو چوں کہ سیاسی برتری حاصل تھی، اس لیے فطری طور پر ان زبانوں کا اثر اردو پر پایا جاتا ہے اور وہ اردو میں ایسے گھل مل گئے کہ ان کے بغیر، اردو زبان کا تصور ممکن نہیں۔ سماجی زندگی کے ہر پہلو کے اظہار کے لیے اردو میں ان زبانوں سے لیے گئے الفاظ ملتے ہیں۔

پروفیسر نصیر احمد خان نے اپنی تصنیف اردو ساخت کے بنیادی عناصر، میں ان الفاظ کی درجہ بندی تفصیل سے کی ہے۔

عربی اور فاری سے لیے گئے چند الفاظ یہاں پیش کیے جاتے ہیں۔

شمشیر، سپاہی، قمیص، جانماز، اذان، دف، طبلہ، فرغ، قہوہ، شلجم، خربوزہ، خوبانی، زبان، صراحی، حلق، دستور، جرئت، معتمد، صندوق، قصبہ، علاج، خزاں، امتحان، سرخ، سیاہ۔

ان الفاظ کے بغور مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق الفاظ ہم نے ان غیر ملکی زبانوں سے لیے ہیں جو آج ہماری ہی زبان کا سرمایہ ہیں۔

موجودہ زمانے میں انگریزی کا چلن عام ہو گیا ہے۔ سائنس و ٹکنالوجی کی روز افزوں ترقی اور روز بروز نت نئی ایجادات و اختراعات کی وجہ سے نئے نئے الفاظ اور اصطلاحیں بن رہی ہیں۔ انگریزی کے ایسے تمام الفاظ اردو میں جوں کے توں جذب کر لیے جا رہے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو عام اردو استعمال میں انگریزی سے مستعار الفاظ کا ذخیرہ کافی بڑھ گیا ہے۔ مثال کے طور پر انٹرنیٹ، ٹیلی ویژن، سیل فون

بائیوٹکنالوجی راکٹ، کمپیوٹر، فلائی اوور، مائیکروفون ،زیراکس، فیکس، کینسر، ٹی بی، ایڈز، ایکسرے ،اسکیننگ وغیرہ۔

2.2.3 اردو میں ہندوستانی زبانوں کے الفاظ

اردو میں ہندوستان کی مختلف علاقائی زبانوں کے بھی بے شمار الفاظ ملتے ہیں۔ انہیں دیسی الفاظ بھی کہہ سکتے ہیں۔ ان الفاظ میں دخیل بھی ہیں اور مستعار بھی۔

مثالیں۔ اندھا(سنسکرت لفظ اندھک)،(لاکھ (لکش)، سورج(سوریہ)پیارا(پریہ)چاند(چندرما)کام(کرم)رنگت(رنگت)پڑھنا، جھاڑو، چالاک، امرود، دانت(دنت)دودھ(ڈگدھ)رات(راتری)شام(سانجھ)بات(بات)منھ(مکھ)ہاتھ(ہتھ۔ہت) وغیرہ۔

2.3 الفاظ کی ساخت

آپ نے پچھلی اکائی میں پڑھا کہ حروف کے مجموعے کو لفظ کہتے ہیں، لیکن ایسا مجموعہ جس کے معنی طے کر لیے گئے ہوں۔ گویا حروف کے ہر مجموعے کو لفظ نہیں کہتے۔ صرف ایسے مجموعے کو کہتے ہیں جس کے معنی مقرر ہوں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ لفظ جمع ہے زبان کی، سب سے چھوٹی، آوازاور بامعنی اکائی ہے۔ اکائی سے مراد رکن یا جزو ہے یعنی جملے کا سب سے چھوٹا رکن اور آواز سے مراد یہ کہ لفظ معنی کے لیے کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ معنی کے اعتبار سے وہ خود اپنے طور پر مکمل ہوتا ہے اسی لیے جملے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اس جملے پر غور کیجیے۔

لڑکی خوب صورت ہے۔ اس جملے میں لفظ 'خوب صورت' لڑکی اور ہے کے درمیان میں ہے۔ اس کا مقام بدل کے یوں بھی لکھا جا سکتا ہے۔

خوب صوت لڑکی ہے۔

لڑکی ہے خوب صورت۔

مقام بدل بدل کر لکھنے سے بھی خوب صورت کے معنی پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا ہے۔ اوپر کے جملے میں 'لڑکی' اور 'ہے' کے بیچ میں 'خوب' صورت لکھا گیا ہے۔ لیکن خوب صورت کے بیچ میں کوئی لفظ لکھا نہیں جا سکتا۔ مختصر سے مختصر لفظ دو حروف پر مشتمل ہوتا سے مثلاً، اب، دل، کل، کھا، آ وغیرہ۔ بعض مختصر ترین لفظ جملے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مثلاً: آؤ، کھاؤ، جاؤ، اس ساری گفتگو سے ظاہر ہوا کہ معنی کے اعتبار سے لفظ کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک معنی دار لفظ اور دوسرا بے معنی لفظ۔ اب ہم بناوٹ کے لحاظ سے لفظ کا مطالعہ کریں گے۔

2.3.1 مفرد اور مرکب لفظ

ساخت کے اعتبار سے لفظ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ذیل کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

علم، خوب صورت، گلستان، بے پردہ، شوہر، آب، گل، ٹھنڈک، اچھائی، ڈاک، روز، پھل، دل چسپی، نادان، لافانی، دل، قلم،

مرغ، دل قلم وغیرہ۔

1۔ اوپر دی گئی مثالوں میں علم، پھل، ڈاک، روز، شوہر، دل، قلم، مرغ ایسے الفاظ ہیں جو نہ تو دوسرے الفاظ سے اخذ کیے گئے ہیں اور نہ کسی اور لفظ سے جڑ کر بنے ہیں۔ پھر بھی وہ اپنے طور پر پورے معنی دیتے ہیں۔ اصطلاح میں ایسے لفظوں کو مفرد یا سادہ لفظ کہتے ہیں۔

2۔ خوب صورت گلستان، ایمان دار، یہ ایسے الفاظ میں جو ایک سے زائد مفرد لفظوں سے مل کر رہتے ہیں۔

آب + گل = آب گل، ایمان + دار ایمان دار، ان الفاظ کو مرکب الفاظ کہتے ہیں۔

3۔ ذیل کے الفاظ کی ساخت پر غور کیجیے۔

بے پردگی	=	بے پرد + گی
اچھائی	=	اچھائی
دل چسپی	=	دلچسپ + ی
زخم	=	ز + خ + م
قتل	=	قت + ل
		ق + ا + قتل = قاتل
		م + قت + وال = مقتول
چرانا	=	چر + انا + واہا = چروابا
جھاڑنا	=	جھاڑ + نا + و = جھاڑو

یہ تمام ایسے الفاظ ہیں جو اصل الفاظ سے کسی قدر تغیر یا تبدیلی سے بنے ہیں۔ ان الفاظ کو مشتق الفاظ کہتے ہیں۔ ان الفاظ کے متعلق ذیل کی اکائی میں تفصیل سے گفتگو ہو گی۔

2.3.2 سابقے اور لاحقے

اردو میں لفظ سازی کے دوران کسی خاص علامت، حروف یا لفظ کو مفرد لفظ سے جوڑنے کا عمل بھی پایا جاتا ہے۔ اس عمل سے جو نئے الفاظ بنتے ہیں وہ اصل لفظ سے معنوی طور پر مختلف ہوتے ہیں۔ اگر یہ علامت، حروف یا لفظ اصل لفظ کے شروع میں پایا جائے تو اسے سابقہ (Prefix) کہتے ہیں اور اگر اصل لفظ کے بعد میں آئیں تو انھیں لاحقہ (Suffix) کہتے ہیں۔

اردو میں سابقوں اور لاحقوں کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ ان کی مدد سے اردو ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہوا ہے۔ ذیل میں اردو میں عام طور پر مستعمل چند سابقوں اور لاحقوں کی مثالیں دی جارہی ہیں۔

سابقوں کی مثالیں

1۔ بے = بے وجہ، بے کار، بے لاگ، بے مثل، بے صبر

2۔ کم = کم زور، کم یاب، کم عقل، کم ظرف، کم عمر

3۔ خوش = خوش خُو، خوش نما، خوش رنگ، خوش مزاج، خوش خلق

4۔ بد = بد نما ، بد کردار، بدزبان، بدمزاج

5۔ خود = خود پسند، خود کلام، خود غرض، خوداعتماد

6۔ غیر = غیر حاضر، غیر مفید، غیر طبع

7۔ ہم = ہم آواز، ہم عمر، ہم عصر، ہم دل، ہم درد

8۔ پُر = پُر مغز ،پر درد، پرنم، پرجوش

9۔ پس = پس ماندہ، پس انداز، پس پردہ، پس پشت

10۔ سر = سر تاج، سر بلند، سرحد، سرکش، سر زاد

11۔ شہ /شاہ = شاہراہ، شاہجہاں، شہ سوار، شہ نشین، شاہ خرچ

12۔ در = در پردہ، در پیش، در پے، درگزر، در کار

13۔ صاحب = صاحب خانہ، صاحب قلم، صاحب جمال

14۔ نو = نو عمر، نو آباد، نوجوانی، نووارد، نو خیز

15۔ لا = لاابالی، لاثانی، لافانی، لاوارث، لازوال

لاحقوں کی مثالیں

1۔ ساز = حیلہ ساز، کارساز، جعل ساز

2۔ فروش = گل فروش، سرفروش، وطن فروش، میوہ فروش، دوافروش

3۔ دان = قدردان، گل دان، سائنس دان، ریاضی دان، قلم دان

4۔ خانہ = کتب خانہ، دیوان خانہ، پاگل خانہ، سماع خانہ

5۔ پوش = نقاب پوش، پاپوش، میز پوش، خوان پوش

6۔ باز = چال باز، چنگ باز، دعا باز، جاں باز

7۔ نشین = سجادہ نشین، جانشین، پردہ نشین، گوشہ نشین، ھم نشین

8۔ ستان = گلستان، ہندوستان، چمنستان،۔ گورستان

9۔ گر = سوداگر، بازی گر، کاریگر، جادوگر

10۔ دار = دوکاندار، ساجھے دار، تحصیلدار، تھانے دار

11۔ نویس = خوشنویس، عرضی نویس، کہانی نویس، خط نویس

12۔ آس = کھٹاس، مٹھاس

13۔ یت = انسانیت، حیوانیت، اپنائیت

14۔ پسند = ترقی پسند، شہرت پسند، دل پسند

15۔ ی = ہندوستانی، حیدرآبادی، جاپانی، گرانی

2.4 مرکبات اور مشتقات

اوپر جتنی مثالیں دی گئی ہیں ان پر آپ غور کریں گے تو اندازہ ہو گا یا تو دو دو لفظوں پر مبنی جوڑیاں ہیں یا پھر کسی لفظ میں قدرے تبدیلی کر کے یعنی کسی حرف یا حروف کے اضافے یا کمی کر کے الفاظ بنائے گئے ہیں۔ اضافہ شدہ الفاظ یا تو سابقے کہلاتے ہیں یا لاحقے۔

مذکورہ مثالوں سے ظاہر ہے کہ لفظ انسانیت کا نیت، اچھائی کا ئی، دل پسند کا، پسند، گلستاں کا ستاں، زخمی کا ی سب لاحقے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ یت باز، پوش اور ی کے کوئی معنی نہیں۔ البتہ لاحقے پسند، ستان معنی دار لاحقے ہیں۔ اسی طرح لفظ خوب صورت کا خوب دان کا ان خوش نصیب کا خوش اور بے خوب کا بے سبب سابقے ہیں۔ لیکن ان میں فرق یہ ہے کہ خوب اور خوش معنی دار لفظ ہیں جب کہ ان اور بے کے کوئی معنی نہیں ہوتے اس سے ظاہر ہوا کہ سابقوں اور لاحقوں سے بننے والے الفاظ دو طرح کے ہوتے ہیں۔

1۔ معنی رکھنے والے سابقوں یا لاحقوں کی مدد سے بننے والے مرکب الفاظ۔

2۔ معنی نہ رکھنے والے سابقوں یا لاحقوں کی مدد سے بننے والے مرکب الفاظ۔

پہلی قسم کے الفاظ کو مرکبات کہتے ہیں اور دوسری قسم کے الفاظ کو مشتق کہتے ہیں۔ مرکب اور مشتق کی پہچان یہ ہے کہ اگر کسی لفظ میں سابقہ یا لاحقہ خود مفرد یعنی معنی دار لفظ ہے تو وہ مرکب ہو گا، ورنہ وہ مشتق ہو گا۔ مزید تشریح کے لیے ذیل کی مثالیں ملاحظہ فرمایئے۔

1۔ پسند یہ ایک مفرو لفظ ہے، یعنی اپنے طور پر پورے معنی دیتا ہے۔ مثلاً یہ کتاب مجھے پسند ہے۔ لیکن یہی لفظ دوسرے مفرد لفظ سے مل کر الگ معنی دیتا ہے۔ مثلا ترقی پسند، خود پسند و غیرہ۔

2۔ خوش ایک مفرد لفظ ہے۔ مثلاً وہ بہت خوش ہے۔ لیکن جب یہی لفظ دوسرے مفرد لفظ سے مل کر بنتا ہے تو الگ ہی معنی دیتا ہے۔ خوش نصیب، خوش شکل۔ اس طرح کے سابقوں اور لاحقوں سے بننے والے الفاظ مرکبات کہلاتے ہیں۔

3۔ نی، نیت اوری۔ ایسے لاحقے ہیں جو اپنے طور پر کوئی معنی نہیں دیتے۔ اسی وقت معنی دیتے ہیں جب وہ کسی اور منفرد لفظ سے جڑ جائیں۔ مثلا انسانیت برائی ہندوستانی اس طرح کے لاحقوں سے بننے والے الفاظ مشتق کہلاتے ہیں۔

2.4.1 ساخت کے اعتبار سے مرکبات کی قسمیں

ان الفاظ پر غور کیجیے:

حسن ودولت، صبح وشام، آئینہ، رات دن، چال چلن، ہم عمر، پری چہرہ، خوب صورت، انداز کلام

اوپر کی مثالوں میں دو قسم کے مرکب الفاظ ملتے ہیں۔

1۔ حسن ودولت،پری چہرہ،رات دن،چال چلن،ہم عمر،خوب صورت۔ان تمام مرکبات میں دوالفاظ بغیر کسی اضافت(ہمزۂ اضافہ)کے جوڑے گئے ہیں۔انھیں مرکب غیر اضافی کہتے ہیں۔جب کہ صبح وشام،آئینۂ دل اورانداز کلام میں دونوں الفاظ بالترتیب و(واوعطف)،(زیر اضافت)کے ذریعے جوڑے گئے ہیں۔اس قسم کے مرکبات کو مرکب اضافی کہتے ہیں۔

مرکبات اضافی کی چند اور مثالیں دی جا رہی ہیں۔

1۔ عطفی مرکبات،باغ و بہار،گل وبلبل، سیف و قلم،لیل و نہار۔

ایک اور اضافت اضافت یائے مجہول، صحرائے اعظم، سوئے مدینہ، دریائے عشق۔

2۔ زیر کی اضافت سے بنے والے مرکبات دل نادان، حال دل، زادراہ۔

3۔ ہمزہ کی اضافت سے بننے والے مرکبات دیدہ نم، مجموعہ کلام، سفینۂ حیات

4۔ یائے مجہول کی اضافت سے بننے والے مرکبات دریائے عشق،بوئے گل،سوئے مدینہ

2.4.2 معنوی اعتبار سے مرکبات کی قسمیں

معنوی اعتبار سے مرکبات کی درج ذیل قسمیں کی جاسکتی ہیں۔

1۔ ہم معنی مرکبات وہ مرکبات جن کے دونوں الفاظ باہم مترادف ہوں جیسے شکوہ شکایت،رنج و غم،حسن وجمال،عقل ودانش،روک ٹوٹ،بھولا بسرا وغیرہ۔

2۔ متضاد مرکبات وہ مرکبات ہیں جن کے الفاظ کے معنوں میں تضاد پایاجاتاہو۔جیسے بہاروخزاں،صبح وشام،ماں باپ،جوڑتوڑ، لیل و نہار، برا بھلا وغیرہ۔

2.4.3 اجزائے کلام کے اعتبار سے مرکبات کی قسمیں

اسمی مرکب: اسم + اسم = اسم۔اس اصول کے تحت بننے والے مرکبات اسمی مرکب کہلاتے ہیں۔ہندی میں انھیں جت پرش کہتے ہیں۔مثالیں حسب ذیل ہیں:

ہاتھی (اسم)، دانت (اسم) = ہاتھی دانت (اسم)

بجلی(اسم) + گھر (اسم) = بجلی گھر (اسم)

دھوبی(اسم) + گھاٹ (اسم) = دھوبی گھاٹ (اسم)

مرکب توصیفی: مرکب توصیفی درج ذیل طریقوں سے بنتا ہے۔

اسم +توصیفی صفت، مثال، در یادل

اسم + توصیفی صفت، مثال، کتاب سیاہ، رخ زرد

اسم توصیفی + اسم صفت، مثال، خوش رنگ۔

صفت + صفت = صفت، مثال، اچھا خاصا، دبلا پتلا۔

2.4.4 مشتقات

آپ یہ جان چکے ہیں کہ کسی لفظ کے کی قدر تغیر یا تبدیلی سے نکلنے والے لفظ کو مشتق لفظ کہتے ہیں۔
جس لفظ سے دوسرے الفاظ بنتے یا نکلتے ہیں وہ مفرد بھی ہو سکتا اور مرکب بھی۔ اس کو سمجھنے کے لیے ذیل کی مثالوں پر غور کیجیے۔

نیک - نیکی

انسان - انسانیت

خوش خلق - خوشی خلقی

ہر دلعزیز - ہر دلعزیزی

اردو میں مشتقات کی بے شمار قسمیں ملتی ہیں۔

لفظ	مشتقات
چور	چوری
نیک	نیکی
دانا	دانائی
بڑا	بڑائی
بچہ	بچپن
بوڑھا	بڑھاپا
لڑکا	لڑکپن
گھبرانا	گھبراہٹ
مسکرانا	مسکراہٹ
سج	سجاوٹ
کیف	کیفیت
علم	معلم
درس	مدرس، مدرسہ، مدارس، تدریس، درسیات
بھیک	بھکاری
چشم	چشمہ

روک	رکاوٹ
میٹھا	مٹھاس
کھٹا	کھٹاس
ایک	اکیلا
شرم	شرمیلا
باغ	باغبان
خرید	خریدار
دست	دستہ

2.5 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:

- اردو ایک زندہ زبان ہے۔ جس طرح تمام زندہ زبانوں کی خصوصیت ہے کہ ان میں نئے الفاظ شامل ہوتے رہتے ہیں نیز استعمال شدہ الفاظ زبان سے خارج ہوتے رہتے ہیں، اسی طرح اردو کے ذخیرۂ الفاظ میں بھی ہر وقت اور ہر زمانے میں نئے نئے الفاظ دوسری زبانوں سے داخل ہوتے رہے ہیں۔ ان میں بعض الفاظ بغیر کسی تبدیلی کے اردو میں گھل مل گئے اور بعض الفاظ اردو کی فطرت کی مناسبت سے ڈھال لیے گئے۔
- اردو الفاظ کا جائزہ لینے پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ اردو میں لفظ سازی کے مختلف طریقے پائے جاتے ہیں۔ ان میں سابقوں اور لاحقوں کا استعمال اور مرکبات و مشتقات بہت اہم ہیں۔
- کسی خاص علامت، حروف یا لفظ کو کسی لفظ سے پہلے جوڑا جائے تو اسے سابقہ کہتے ہیں اور اگر وہ لفظ کے آخر میں جوڑے جائیں تو لاحقہ کہلاتا ہے۔
- اگر دو یا دو سے زائد سادہ الفاظ مل کر ایک نیا لفظ بناتے ہوں تو اس طرح بننے والے نئے لفظ کو مرکب لفظ کہتے ہیں۔
- اگر سادہ یا مرکب لفظ میں کچھ تبدیلی کی جائے یا حروف کا اضافہ کیا جائے تو اس طرح سے بننے والے لفظ کو مشتق لفظ کہتے ہیں۔

2.6 کلیدی الفاظ

الفاظ	:	**معنی**
دخیل	:	دخل دینے والا، علم عروض کی اصطلاح
مستعار	:	مانگا ہوا، اُدھار لیا ہوا

مفرد	:	اکیلا، واحد، غیر مرکب
مرکب	:	ترکیب دیا ہوا، کئی چیزوں سے مل کر بنا ہوا
تشکیل	:	شکل بنانا، ساخت، ترکیب، بناوٹ
صَوتی	:	آواز سے متعلق
مشتق	:	وہ لفظ جو کسی دوسرے لفظ سے بنایا گیا ہو، وہ صیغہ جو مصدر سے بنا ہو
کثیر لسانی	:	کئی زبانیں

2.7 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی سوالات

1۔ متروک الفاظ کسے کہتے ہیں؟

a) دخیل الفاظ کو
b) مستعمل الفاظ کو
c) زبان سے خارج الفاظ کو
d) کم استعمال میں آنے والے الفاظ کو

2۔ مدرسہ کس زبان کا لفظ ہے؟

a) انگریزی کا
b) فارسی کا
c) ہندی کا
d) عربی کا

3۔ دوسری زبانوں سے لیے گئے الفاظ کو کیا کہتے ہیں؟

a) مستعار
b) دخیل
c) غیر ملکی الفاظ
d) مغربی زبان کے الفاظ

4۔ ساخت کے اعتبار سے لفظ کے کتنے اقسام ہوتے ہیں؟

a) چار
b) پانچ
c) تین
d) دو

5۔ 'بہاروخزاں' کس طرح کا مرکب الفاظ ہیں؟

a) متضاد مرکب
b) ہم معنی مرکب
c) رسمی مرکب
d) مرکب توصیفی

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ مرکب اضافی کسے کہتے ہیں؟

2۔ خوش سابقہ سے بننے والے پانچ الفاظ لکھیے۔

3۔ سابقہ اور لاحقہ کسے کہتے ہیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ ساخت کے اعتبار سے مرکبات کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں مع مثال لکھیے۔

2۔ اردو میں مستعار اور دخیل الفاظ کی چند مثالیں پیش کیجیے۔

2.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1۔	اردو لسانیات	شوکت سبز داری	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، علی گڑھ
2۔	اردو قواعد	عبد الحق	انجمن ترقی اردو۔ نئی دہلی
3۔	نئی اردو قواعد	عصمت جاوید	ترقی اردو بیورو نئی دہلی
4۔	اردو ساخت کے بنیادی عناصر	نصیر احمد خاں	اردو محل پبلکشن۔ نئی دہلی
5۔	اردو لسانیات	نصیر احمد خان	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی
6۔	الفاظ کا مزاج	غلام ربانی	مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ۔ نئی دہلی

معروضی سوالات کے جوابات

c۔1	d۔2	a۔3	c۔4	a۔5

اکائی3 : اردو املا اور تلفظ کے مسائل

اکائی کے اجزاء

3.0 تمہید

3.1 مقاصد

3.2 املا کی تعریف اور مسائل

3.3 اردو میں مستعمل دوسری زبانوں کے الفاظ کا املا

3.4 ہمزہ کا استعمال اور اضافت

3.5 اعداد سابقوں اور لاحقوں کا املا

3.6 اکتسابی نتائج

3.7 کلیدی الفاظ

3.8 نمونہ امتحانی سوالات

3.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

3.0 تمہید

اس اکائی میں املا لکھنے کے اصول، ہمزہ کے عام استعمال کے قاعدے، اضافت میں مختلف صورتوں کا استعمال اور اس کی نوعیت اور استعمال کے دوران ہونے والی غلطیوں کی نشاندہی اور ان کے مقررہ معیاری صورتوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

3.1 مقاصد

اس اکائی کے پڑھنے کے بعد طلبا سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ

- رسم خط اور املا کے مفہوم و مطلب سے واقف ہو جائیں گے۔
- اردومیں مستعمل دوسری زبانوں کے الفاظ کے املا سے واقف ہوں گے۔
- ہمزہ کے استعمال، اعداد سابقوں لاحقوں اور اضافت کے املا کو سمجھ سکیں گے۔

3.2 املا کی تعریف اور مسائل

کسی زبان کے لکھنے کی معیاری صورت کو، رسم خط،کہتے ہیں اورلفظ کی درست تحریر کو جومروجہ معیاری طریقے کے مطابق ہو،املاکہا جاتا ہے۔یعنی لفظ کے حروف میں کوئی ردو بدل کی جائے اور نہ ہی اس کے حروف کی شکل کو بگاڑکر لکھا جائے بلکہ لفظ کو ان کے مروجہ اور معیاری طریقے سے ہی لکھا جائے گا۔املا درست ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو لفظ عام و خاص جس طرح لکھتے ہیں لغت میں جس طرح پایا جاتا ہے، اس کو اسی طرح لکھیں۔

املا در حقیقت کسی لفظ کی درست تحریر کو کہتے ہیں۔جب کوئی لفظ رواج کے مطابق لکھا جاتا ہے تو یہ املا کی درستگی ہے اور جب کوئی لفظ رواج کے مطابق نہیں لکھا جاتا ہے تو یہ املا کی غلطی ہے۔بعض وقت یہ ہوتا ہے کہ ہم مطالعہ تو ضرور کرتے ہیں لیکن مطالعہ کرتے وقت کسی لفظ کی تحریری شکل یعنی املا پر غور نہیں کرتے اورجب اس لفظ کولکھنے کاموقع آتا ہے تواپنی یادداشت کوکام میں لاتےہوئےاسے لکھ دیتے ہیں۔اس طرح لکھنے میں اگر کوئی شک پیدا ہو تو فوراًلغت یامعیاری کتابیں دیکھ کر اپنا شک دور کر لیا جائے اور لفظ کو صحیح املاکے ساتھ یادداشت میں محفوظ کرلیاجائے۔

اردو میں املا کا مسئلہ بہت اہم ہے۔اس کی ایک وجہ توہے کہ اردوایک مخلوط زبان ہےاوراس میں مختلف زبانوں کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔اردو زبان کی تشکیل کے دوران جو لفظ جس زبان سے مستعار ہوتا تھا،اسے اسی زبان کے مطابق اردو میں لکھا جاتا تھالیکن اب چوں کہ دوسری زبانوں کے ایسے الفاظ اردو ہی کا ایک حصہ بن چکے ہیں،اس لیے ایسا لکھنا ضروری نہیں ہے۔اس کے باوجود بعض ایسے بہت سے الفاظ ہیں جنھیں ان کی زبان کے املا کے مطابق نہ لکھا جائےتومعنی بدل جاتے ہیں یا پھر ان الفاظ کے معنی میں دشواری ہوتی ہے۔

اردومیں املاکی غلطیاں بہت عام ہیں۔اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اردومیں بےشمارالفاظ عربی کے استعمال ہوتےہیں۔ہمارا رسم خط بنیادی طور پر عربی رسم خط سے ماخوذ ہے۔ہم نے حروف تو عربی کے لے لیے ہیں لیکن ان حروف کو اس طرح ادا نہیں کرتے جس طرح عربی بولنےوالےاداکرتے ہیں اورادا کر سکتے ہیں۔ہم ایسے حروف کوایک ہی طرح سےاداکرتےہیں،جو لکھےتوالگ الگ جاتے ہیں۔جیسےا،ع اوری کی آوازمیں فرق نہیں کرتےلیکن عربی کے اہل زبان ان کو الگ الگ اداکرتےہیں۔ اسی طرح متعددشے کی آوازیں الگ ہیں لیکن اردو والے اس کی طرح ادا کرتے ہیں ان کے علاوہ نظام کی آوازوں کو ہم'ز'ان کی آواز میں تبدیل کر دیتے ہیں اور'غ' کی آوازیں اورت اور طا کی آواز کوت میں تبدیل کردیتے ہیں۔البتہ شمالی ہند میں نے اور ق کی آواز کو الگ الگ ادا کیا جاتا ہے لیکن دکن میں ان دونوں آوازوں میں بھی فرق نہیں کیا جاتا۔اس لیے املا کی طرف خاص طور پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔املا صحیح اسی وقت ہوتا ہے جب ہم جو لفظ اردو میں جس طرح لکھاجاتاہےاسی طرح لکھیں۔املا صحیح کرنےمیں مطالعےہی سے بڑی مد دملتی ہے۔ہم حروف کی آواز کو سن کر ان کو صحیح طور پر لکھ نہیں سکتے جیسا کہ اوپر بتا دیا گیا ہے کہ حروف کی آوازیں صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتے ہیں یا ادا نہیں کرتے، اس لیے

حروف کو پڑھنا ضرور ہے۔بار بار پڑھنے ہی سے حروف کی صحیح شکلیں ذہن نشیں ہوں گی۔ایسے الفاظ جن کے املا میں غلطی کا اندیشہ ہو انھیں باربارلکھنا بھی ضروری ہے انھیں بار بار لکھنے سے غلطی کا امکان کم ہو گا۔

املا کی درستگی کے لیے ان سب باتوں کا سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

3.3 اردو میں مستعمل دوسری زبانوں کے الفاظ کا املا

جیساکہ آپ جانتےہیں اردوکارسم خط نستعلیق ہے،جوفارسی سے مستعارلیاگیاہےاورفارسی والوں نے عربی رسم خط " شیخ " کو مستعار لے کر اپنی ضرورت کے مطابق ڈھال لیا تھا۔چوں کہ اردو کا رسم خط فارسی سے مستعار ہے اور فارسی کا عربی سے،اس لیے ان دونوں زبانوں کے الفاظ اردو میں بہت زیادہ ہیں۔

اس کے علاوہ اس کا ڈھانچہ ہندوستانی زبان پر قائم ہے،اس لیے اس میں سنسکرت کے اور مختلف علاقوں میں رائج زبانوں کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ابتدائی دور میں جو لفظ جس زبان سے مستعار ہوتا تھا،اسے اس زبان کے املا کے مطابق لکھا جاتا تھا لیکن کثرتِ استعمال کی وجہ سے اب یہ الفاظ اردو زبان کا ہی حصہ بن گئے ہیں۔اس لیے اب ضروری نہیں رہا ہے کہ دوسری زبانوں کے مستعار الفاظ کو ان زبانوں کے املا کے مطابق لکھا جائے۔لیکن دوسری زبانوں کے بعض الفاظ ایسے ہیں، جنھیں اردو میں ان زبانوں کے املا کے مطابق لکھنا ضروری ہے۔اگر ایسا نہ لکھا جائے تو لفظ کے معنی بدل جائیں گے یا پھر لفظ کے معنی سمجھنے میں دشواری ہو گی۔

املا نویسی کے سلسلے میں حسب ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

اردومیں عربی اورفارسی کے بہت سے الفاظ ملتے ہیں۔بہت سے الفاظ کے آخر میں(ہ) ہے۔آخر کا یہ(ہ)الف کی آواز دیتا ہے جیسے بندہ،درجہ،جلسہ،پنجہ،ہفتہ،ہفتہ،عہدہ،رتبہ،فقہ،کفارہ،اندوختہ،بلدہ وغیرہ۔اس وجہ سے ہندی انگریزی کے الفاظ بھی (ہ) سے لکھے جاتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔ہندی الاصل الفاظ کو الف ہی سے لکھنا چاہیے۔املا کے سلسلے میں جن علما نے کام کیا ہے سب ہی نےاسےالف ہی لکھاہے۔مولوی عبدالحق سےلےکررشیدحسن خان کا الفاظ کوان کے ساتھ رکھنےکوضروری قرار دیاہے۔یہاں یہ الفاظ کی فہرست دی جارہی ہے۔

(الف) آریا، انکا، اگا ایک سواری تاش کاپتا، پتا، انڈا، انگارا، انگیا۔

(ب) باجا، باجرا، بازار (امام بازاروغیرہ) تماشا، ہوارا، بچارا، برچھا، کلیجا، بھروسا،دھوکا، بند، انگا بلو،انکیلاہونا، بورا، بھوکا، پیر، ابتر، السولا، بیرا، بنولا، بھرتا، بھیجا، بھینسا۔

(پ) پانسا، پیتا، پیا، پتلا، پنھا، بنانا، پیارا، پرنالا، پسینا، کوپلا، ہوجا، پھاہا، تارا، تاگا، ترافا، تکیا، تلوا، نکا، ناکا، نیکا، ٹون، کاٹھتا۔

(ٹ) ٹھیکرا،ٹنٹیلا، ٹینٹوا، ٹھکانا، جالا، جبڑا، اجمال، گونا، گھنا، جرد

(ج) جھونپڑا، جھرنا، جھنڈا،جنگلا،چارا، (جانوروں کی غذا) چانٹا، چبوترا،چپا،(ذراسی جگہ)چٹکلا، چھڑ چھڑا،چولھا،چونا چھاتا۔

(چ) چھوارا، چھوکرا،خاکا، خرچا، داتا، دلارا، دلاسا، دولھا۔

(د) دھاگا، دھنا، دھوکا، دھرا، دوغلا، دیا

(ڈ) ڈھانچا، ڈاکا، ڈاکیا، ڈراما۔

(ر) راجا، رجواڑا، رسیا، رکشا، رونکٹا، روپیا، ریلا،

(س) سالا، سنپولا، سہرا، سنکھیا، سنگھاڑا، سوڈا، سفید، سمجھوتا

(ش) شالا، (دھرم شالا و غیرہ) شکارا، شکر پارا، غبارا، کوانچا، غنڈا، کانسا۔

(ک) کچرا، کمبوڈیا،گنجا، کنج، نجا، کنجڑا، کمرا، کوڑا، کوئلا،" کوا، کیکڑا، کیمرا، کیوڑا، گھروندا، گجرا، گرمی، لمبا، گھوڑا۔

(گ) گھونسلا، گینڈا، گولا، کملا، لاڈلا، لیکالن، کا لمبوتر، لنگوٹا۔

(م) مانجھا، میکا، منکا، مرغا، مرمرا، مسالا، مکھڑا، ملگجا، میرا، مورچا، موگرا، مونگا، ملغو، بالیدا، ناڑا،ناکا (سوئی کا)

(ن) نالا، نصیبا، نقشا، تنھا، نکما، نمدو،کٹوریا (ملکہ سواری) ہوگا، جمالا۔

(مرکب الفاظ)اتاپتا،بھائی چارا، بے صبرا، بارہ ماسا، چوعلا، چومنزلہ، دو پٹا، دورخا،نغل، غپاڑا،ندیدا۔

البتہ خاص مقامات کے ناموں کو جس کو(ہ)سے لکھاجاتاہے۔اسی طرح قائم رکھنا چاہیے جیسے آگرہ، امروہہ، کلکتہ،پٹنہ۔

عربی کے وہ الفاظ جوۃ سے لکھے جاتے ہیں انھیں ت سے لکھاجاسکتاہے جیسے صلات،زکات،تورات،مشکات،حیات،نجات۔

اردومیں ان میں سے بعض الفاظ کوۃ کے ساتھ کبھی نہیں لکھا جاتا ہے حیات اور نجات لیکن دوسرے الفاظ اب بھی ۃ کے ساتھ لکھے جاتے ہیں صلوٰۃ اور زکوٰۃ یہی لکھنے کی صورتیں زیادہ مقبول ہیں۔

اردو میں بعض الفاظ ط اور ت دونوں سے لکھے جاتے ہیں جیسے طوطا اور تو تا ط سے بھی لکھا جاتا ہے اور ت سے بھی۔لیکن اکثر لغت نویسوں نےت سےتوتالکھنے کو صحیح قراردیاہے۔ تپش ط سے بھی لکھا جاتا ہے (طپش) لیکن ت سےلکھنا درست ہے۔ذیل کے تمام الفاظ کوت سے لکھنا چاہیے؟

تشتری ، توتا، تیار، تیاری، تلاطم، ناتا، تانے، تنے البتہ، ہوائی جہاز کے لیے طیارہ صحیح ہوگاکیوں کہ طیار کے معنی اڑنے والے کے ہیں۔ت سے تیار کے معنی مختلف ہیں۔تیار ، جیسے کوئی چیز پک کر تیار ہو چکی ہے۔تیاری کسی کام کرنے کے لیے آمدگی جیسے سفر کی تیاری۔

(زن) زاورذ کے سلسلے میں املاکاخاص طورپرخیال رکھناچاہیے۔کیوں کہ (ز) کی جگہ (ذ) لکھنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ اور بے معنی آگ میں اور آزر حضرت ابراہیم کے جد امجد کا نام ہے۔اسی طرح گزارش کے معنی ہوں گے مدعا بیان کرنا پیش کرنا، گذارش (ذال سے) کے معنی ہوں گے چھوڑ دینا۔

اردومیں بعض الفاظ دوطریقےسےلکھے جاتےہیں۔بعض لغات میں ایک طرح سے ملتے ہیں۔دوسری لغات میں دوسری

طرح سے، جیسے زہر از ہر اناذہری اوردوہر دوسری دو ہر انالیکن ان کو بغیر " کے لکھنا اچھا ہے۔اودھم کو بھی ادھم لکھنا اچھا ہے۔

دو پٹا۔یہ الف کے ساتھ ہی لکھاجائے گادوپٹّہ صحیح نہیں ہے۔اس کے ساتھ اس کو (الف) کے ساتھ یعنی دوپٹا بھی لکھنا صحیح نہیں ہو گا۔

زید بکر جیساکہ عام طور پر کہا جاتا ہے۔لفظ عمر و میں و، زاید ہے۔عمر لکھنا کافی تھا،لیکن عام طور پر اردو میں اعراب یعنی زبرزیراور پیش نہیں لگائے جاتےاس لیے عمرکو عمرپڑھنےکاہمیشہ احتمال رہا ہے اس وجہ سے عمر سے اس لفظ کو علاحدہ کرنے کے لیے واو زاید یعنی (عمرو) لکھا جاتا ہے۔

درخواست لکھنا صحیح ہے لیکن برخواست لکھنا غلط ہے، اس کو برخاست ہی لکھنا چاہیے۔

ایسے عربی الفاظ جن کے آخر میں(ہ)ہوتاہے،جیسے بیوہ، دایہ،قحبہ،ان کی جمع جب اردومیں بنائی جاتی ہےتو(ہ)(الف)سے بدل جاتی ہے جمع کی علامت،لگاتےہیں جیسے بیوہ کی جمع بیواؤں یابیوائیں، دایہ دایاؤں یادائیں قحبہ قحباؤں یاقحبائیں وغیرہ۔

کعبہ،مرثیہ،واقعہ،عرصہ،پردہ و غیرہ جب جملے میں آئیں تو جملے کے مطابق پڑھیئے یعنی یائے مجہول استعمال کرنا ضروری ہے،لکھنے میں(کعبہ میں، لکھنا درست نہیں ہے)۔مرثیے میں واقعے میں عرصے میں پردے میں لکھنا صحیح ہو گا۔

بعض الفاظ میں(ہ)یعنی ہ مختفی لگادیاجاتاہے۔جیسے مصرعہ، معہ، موقعہ، موضعہ، ان سب الفاظ کو ہائے مختفی کے بغیر لکھنا چاہیے۔مصرع مع موقع اور موضع۔

عربی کے ایسے بہت سے الفاظ ہیں جن میں الف کوپورانہیں لکھاجاتامگرپڑھاجاتاہے۔انھیں الف سےلکھناچاہیے۔

عیسیٰ	عیسا
موسیٰ	موسا
رحمٰن	رحمان
اعلیٰ	اعلا
ادنیٰ	ادنا

اس طرح عربی کے کچھ الفاظ بھی اردو میں ملا کر لکھے جاتے ہیں، جیسے مولیٰنا اور علحدہ وغیرہ۔ان الفاظ کو بھی اردو کے مطابق اس طرح الگ الگ لکھنا چاہیے۔مولانا، علاحدہ

اردو کے بعض الفاظ ایسے ہیں، جو فارسی میں بھی موجود ہیں لیکن دونوں کا املا الگ ہے اور معنی بھی الگ ہیں۔یہ الفاظ فارسی رسم خط کے مطابق سے لکھے جاتے ہیں اور اردو میں 'الف' سے لکھتے ہیں۔مثلاً ان الفاظ کو دیکھیے۔

چارہ	تدبیر (فارسی)	چارا	جانوروں کی خوراک	(اردو)
نالہ	فریاد (فارسی)	نالا	ندی	(اردو)

ان میں فارسی الفاظ کوفارسی رسم خط کی طرح ہ سےہی لکھیں اوراردوالفاظ کوالف سے لکھیں گے، ورنہ معنی بدل

جائیں گے۔

اس طرح فارسی کاایک لفظ ہے جو'الف'سے لکھاجاتاہےاوراردومیں بھی ایک لفظ ہے جو ' و ' سے لکھاجاتاہے،دونوں کے معنی لگ ہیں۔وہ لفظ یہ ہے :

دانا، عقل مند (فارسی) دانہ بیج (اردو)

اس لفظ کو معنی کے لحاظ سے ہی لکھا جائے گا۔

الفاظ کا الگ الگ لکھنا:

اردومیں اکثرالفاظ ملاکرلکھے جاتےہیں۔ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے،بعض وقت الفاظ کومل کرلکھنےمیں غلط پڑھے جانےکا احتمال رہتاہےجیسے گل رخاں کواگرملاکررکھیں تووہ گلرخاں بھی پڑھاجاسکتاہے۔انجمن ترقی اردونےایک کمیٹی 'اصلاح رسم خط' کے لیےبنائی تھی۔اس میں بھی لفظوں کوالگ الگ لکھنےکی سفارش کی ہے۔یہاں کچھ الفاظ دیے جارہے ہیں جو عام طور پر ملا کر لکھے جاتے ہیں۔

بے شک، بے تحاشا، بہ خوبی، بہ ہرحال، بہ دولت چہ می گوئی، چہ می گو،یاں، حال آں کہ، بل کہ، چوں کہ چناں چہ، غرض کہ، بہ شرطے کہ و غیرہ

انگریزی الفاظ کو بھی جہاں تک ممکن ہو سکے الگ الگ لکھنا چاہیے،اکثریونیورسٹی لکھا جاتا ہے اس کو یونی ورسٹی لکھنا بہتر ہے۔اس طرح دوسرے انگریزی الفاظ۔

دوالفاظ کے درمیان جو حرف آتا ہے اس کو بھی الگ لکھنا چاہیے۔جیسے دم بدم یا دن بدن لکھنے کی جگہ دن بہ دن، دم بہ دم، دم بہ خود، ماہ بہ ماہ، سال بہ سال، خنجر بہ کیف، نام بہ نام تن، بہ تقدیر، سر بہ کف، جا بہ جاو غیر ہ لکھنا بہتر ہے۔

اسی طرح ذیل کے الفاظ جو ملا کر لکھے جاتے ہیں ان کو الگ الگ لکھنا چاہیے۔

چوکی دار، حق دار، حرام خور، حرام زادہ، خوش نویس، خوش خط، خوش مزاج، دل ربہ، دل فریب، دل نشیں، دل آویز، دل دادہ، دیں دار، دم دار، دیانت دار، داستان گو، دل گیر، کف گیر، دست گیز، راہ بر، راہ نما، رہ بری، روزن، راہ گی،رہ گزر، سمجھ دار، غم خوار، غم گسار،گل ریز، گل فشانی، گل فروش، لب ریز،لچک دار،موج زن،مے کش، مے خانہ، مے خواری، مے نوش وغیرہ۔

3.4 ہمزہ کا استعمال اور اضافت

اردو میں دوسرےالفاظ کےاملا کی طرح ہمزہ کےاستعمال میں بھی معیاری اورغیرمعیاری صورتیں موجودہیں۔ذیل میں چنداصول پیش کیےجارہےہیں جن کو پڑھنے کے بعد آپ سمجھ جائیں گے کہ ہمزہ کا استعمال کب ہوگا اور کب نہیں ہوگا۔

جس لفظ کے آخر میں واؤساکن ہو اس پر ہمزہ نہیں لکھنا چاہیے، جیسے برتاؤ، الاؤ، گھاؤ، پتھراؤ، پاؤ، کڑھاؤ وغیرہ۔

ماضی میں ان الفاظ پر بھی ہمزہ لکھا جاتا تھا، جیسے برتاؤ، الاؤ، گھاؤ،پتھراؤ، پاؤ،کڑھاؤ وغیرہ،یہ غلط ہے۔اگر آپ ان الفاظ پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگاکہ ان میں دوروحرف علت موجود ہیں۔مثلاً الاؤ، اس لفظ میں الف اور واو دو حرف علت ہیں،کااستعمال نہیں کیاجائے گا۔اسی طرح دوسرے تمام الفاظ میں بھی اور ان تمام الفاظ میں واوکی آواز الگ نہیں ہے بلکہ دب کر نکلتی ہے اس وجہ سے ان الفاظ میں ہمزہ کااستعمال نہیں کیاجائے گا۔

مگرایسے الفاظ جن میں دو حرف علت موجود ہوں اور ہر حرف علت اپنی الگ الگ آواز دے تو ایسی صورت میں ہمز ہ لکھا جائے گا۔جیسے آؤ، جاؤ، کھاؤ، پاؤ،لاؤ، بناؤ، بچاؤ، لگاؤوغیرہ۔یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ان میں ہر لفظ فعل ہے اگر یہی الفاظ اسم کے طور پر آئیں تو ان میں ہمزہ نہیں لکھا جائے گا۔جیسے بناؤ سنگھار اور لاگ لگاو وغیرہ۔اسی طرح جب دو الگ الگ اسماءکے درمیان 'واو' اتصال کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اس واو پر ہمزہ نہیں لکھا جائے گا جیسے ابتدا و انتہا، دین و دنیا،خدا ورسول، آبا واجداد،س ابتداوانتہا، کاروبار، لیل و نہار، صبح و شام و غیرہ۔

عربی میں کئی الفاظ جن کے آخر میں الف ہے،الف کے ساتھ ہمزہ لکھا جاتا ہے جیسے ابتداء، ماء، انشاءعلماء وغیر ان الفاظ کو اردو ملا میں بغیر ہمزہ کے لکھنا ہی درست ہےکیوں کہ ان کا تلفظ بغیر ہمزہ کے کیا جاتا ہے۔

ابتدأ، انتہاء، اختفاء، انشاء، املا، ارتقاء، شعرا، حکماء، علما، وزرا، امرا، ادبا، انبیاء، اضافت کی صورت میں لئے"کااضافہ کرناچاہیے۔

ابتدائے، انتہائی، اخفائے، انشائے، شعرائے، علمائے وغیرہ۔

دینا، لینا، پینا کے لیے تعظیمی انداز اختیار کیا جائے تو اکثر ہمز لگا دیا جاتا ہے۔دیجیے، لیجیے پیجئے ایسے تمام الفاظ میں ہمزہ لگانا درست نہیں۔ان کوبغیرہمزہ کے لکھنا ہی درست ہے۔جیسے دیجیے، لیجیے، پیجیے، لکھیے، پڑھیے، پڑھیے، اتریے، بکھیریے، اتاریے، ابھاریے، ماریے، جوڑیے، توڑیے وغیرہ۔

ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ نسبت دینےکواضافت کہتے ہیں۔ماضی میں اضافت کے سلسلے میں بھی املا کی غلطی کی جاتی تھی موجودہ دور میں اضافت کا املا متعین ہو چکا ہے،اس لیے اب اس صورت میں لکھنا چاہیے۔

جس لفظ کے آخر میں 'ی' ہو اضافت کے وقت اس میں زیر لگایا جائے گا۔جیسے بندگی خدا، مرضی مولا، والی شہر خوبی قسمت، ناز کی خیال وغیرہ۔ایسے الفاظ جو 'الف' پر ختم ہوتے ہیں اضافت کے وقت ان کے آگے ئے آئے گا۔جیسے ابتدائے عشق، سزائے قید، خدائے بزرگ، ابنیائے کرام، شہدائے کر بلا، علمائے دین، مدعائے دل وغیرہ۔

جن لفظوں کے آخر میں واو ہوتا ہے اضافت کے وقت اس کے آگے بھی حرف ئے کا اضافہ کیا جائے گا۔جیسے بوئے گل،سوئے چمن، گفتگوئے شوق، کوئے ملامت، بوئے گلستان، روئے حبیب وغیرہ۔

3.5 اعداد سابقوں لاحقوں کا املا

اعداد گنتی کو کہتے ہیں۔ایک سے دس تک کی گنتی کے املا میں غلطی کا امکان نہیں رہتا لیکن گیارہ سے اٹھارہ تک اکثر املا میں غلطی کی جاتی ہے۔اکثر افراد ان اعداد کو'ہ'کے بجائے الف سے لکھتے ہیں مثلاً گیارا، بارا، اٹھاراو غیرہ۔یہ غلط ہے ان کو لکھناچاہیے جیسے گیارہ، بارہ، تیرہ، چودہ، سولہ، سترہ، اٹھارہ۔

گیارہ سے سترہ تک کی ترتیب میں دو چشمی 'ھ' لکھنا چاہیے۔جیسے گیارھواں، بارھواں، تیرھواں، چودھواں، پندرھواں، سولھواں اور سترھواں۔لیکن اٹھارہ کی اعدادتر تیب کو 'ھ' کےبجائے' و' سے لکھناچاہیے،جیسےاٹھارواں، اگر اس کو 'ھ' سے لکھیں تو اس کی ادائیگی میں زبان لڑکھڑاتی ہے۔

لفظ بنانے کے لیے لفظ کے شروع میں ایک اور لفظ لگانے کو سابقہ اور لفظ کے آخر میں ایک اور لفظ لگانے کو لاحقہ کہتے ہیں۔جیسے کم زور،بے کار، خوش بو، چال باز، کاری گر، دوکان دار د غیرہ۔انہیں عموماً ملا کر لکھاجاتا ہے جو اس طرح ہوتے ہیں۔کمزور، بیکار، خشبو، چالباز، کاریگر ،دُوکاندار۔یہ درست نہیں ہے،انھیں الگ الگ ہی لکھنا چاہیے۔

3.6 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:

- کسی زبان کو لکھنے کی معیاری صورت کا نام رسم خط ہے اور کسی لفظ کی درست تحریر کو املا کہتے ہیں۔
- اردو میں املا کا مسئلہ بہت اہم ہے۔اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ اردو ایک مخلوط زبان ہے اور اس میں مختلف زبانوں کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔
- ابتدائی دورمیں جو لفظ جس زبان سے مستعار ہوتا تھا،اسے اس زبان کے املا کے مطابق لکھا جاتا تھا لیکن اب کثرت استعمال کی وجہ سے یہ الفاظ اردو زبان کا ہی حصہ بن گئے ہیں،اس لیے انھیں اردو زبان کے املا کے مطابق لکھا جا سکتا ہے۔
- بعض الفاظ ایسے ہیں جنھیں اردو میں ان زبانوں کے املا کے مطابق لکھنا ضروری ہے،اگر ایسا نہ لکھا جائے تو لفظ کے معنی بدل جائیں گے یا پھر لفظ کے معنی سمجھنے میں دشواری ہوگی۔

3.7 کلیدی الفاظ

الفاظ	معنی
تشکیل	شکل بنانا، صورت گری، ساخت
مروّجہ	جو رائج ہوں

مستعار	ادھار لیا ہوا، مانگا ہوا
تلفّظ	کسی لفظ کو پڑھنا
مستعمل	استعمال میں آنا، کام میں لایاجانا، برتنے میں آنا
نسبت	کسی چیز کی طرف منسوب ہونا، تعلق، مطابقت، بابت

3.8 نمونے کے امتحانی سوالات

معروضی سوالات

1۔ املاکسے کہتے ہیں؟

a) کسی لفظ کی درست تحریر کو
b) کسی لفظ میں ترمیم و تبدیلی کو
c) حروف کی بگڑی ہوئی شکل کو
d) کسی بھی تحریر کو

2۔ اردو میں املا کی غلطیوں کی اصل وجہ کیا ہے؟

a) اردو میں بہت سے عربی الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔
b) بیشتر ہندی کے الفاظ شامل ہیں
c) انگریزی الفاظ کی وجہ سے
d) فارسی جاننے سے

3۔ بھائی چارہ ترکیب کس طرح کے الفاظ پر مشتمل ہے۔

a) مفرد الفاظ
b) مرکب الفاظ
c) عربی آمیز الفاظ
d) فارسی آمیز الفاظ

4۔ اضافت کسے کہتے ہیں؟

a) ایک چیز کو دوسری چیز سے نسبت دینے کو
b) ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے الگ کرنے کو
c) کسی لفظ میں کوئی حرف بڑھانے کو
d) لفظ پر تنوین دینے کو

5۔ سابقہ لفظ کی تعریف کیجیے۔

a) کسی اصل لفظ کے شروع میں لفظ سابقہ لگایا جاتا ہے
b) آخر میں سابقہ کا اضافہ کیا جاتا ہے
c) درمیان میں لایا جاتا ہے
d) لفظ کے دونوں طرف رکھا جاتا ہے۔

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ املا کی تعریف بیان کیجیے۔ چند مثالیں بھی لکھیے۔

2۔ اردو میں مستعمل دوسری زبانوں کے الفاظ کے املا پر اظہار خیال کیجیے۔

3۔ اردو املا کے مسائل پر روشنی ڈالیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ اردو املا اور تلفظ کے متعلق اپنی معلومات کا اظہار کیجیے۔

2۔ ہمزہ کا استعمال اور اضافت کے بارے میں ایک مضمون تحریر کیجیے۔

3.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1۔ اردو املا رشید حسن خان

2۔ انشا اور تلفظ رشید حسن خان

معروضی سوالات کے جوابات

(a ۔1 (b ۔2 (b ۔3 (a ۔4 (a ۔5

اکائی4 : زبان اور بولی

اکائی کے اجزا

4.0 تمہید

4.1 مقاصد

4.2 زبان کا مقصد اور زبان کے تفاعل

4.3 زبان اور بولی کا فرق

4.4 زبان پر اثر انداز ہونے والے عناصر

4.5 زبان پر علاقائی اثرات

4.6 اردو پر مختلف علاقوں کے اثرات، نمونے اور مثالیں

4.7 اکتسابی نتائج

4.8 کلیدی الفاظ

4.9 نمونہ امتحانی سوالات

4.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد

4.0 تمہید

انسان کو سماجی حیوان کہا جاتا ہے کیوں کہ وہ سماج پسند واقع ہوا ہے۔ سماج ہی میں وہ ایک اچھی اور با معنی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ کوئی انسان سماج سے کٹ کر اکیلا زندگی نہیں گزار سکتا۔ زندگی کی بے شمار ضرورتیں اسے سماج میں رہنے پر مجبور کرتی ہیں۔ ان ضرورتوں کی تکمیل وہ تن تنہا نہیں کر سکتا، اسے دوسرے افراد کی مدد لینی پڑتی ہے۔ ہر انسان روزانہ زندگی میں اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے دوسروں کی خدمات حاصل کرتا ہے اور دوسروں کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اپنی خدمات فراہم کرتا ہے۔ اس طرح سماج کے تمام افراد کی زندگی کے کاروبار سہولت بخش طریقے پر انجام پاتے ہیں۔ جب کبھی ایک انسان دوسرے انسان کی خدمات حاصل کرتا ہے یا اسے اپنی خدمات پیش کرتا ہے، تو دونوں کے درمیان ایک تعلق یا رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔ کیا آپ نے بھی غور کیا کہ دو افراد کے درمیان اس رابطے کا ذریعہ کیا ہے؟ وہ کیا چیز ہے جو دو افراد کے درمیان رابطے کا کام انجام دیتی ہے؟ اس سوال پر ذرا سا غور کریں تو معلوم ہو گا کہ زبان وہ وسیلہ ہے، جس کے

ذریعہ ایک فرد دوسرے فرد سے رابطہ قائم کرتا ہے اور ایک انسان دوسرے انسان تک اپنے دل کی بات پہنچاتا ہے۔ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں زبان کا بہ کثرت استعمال کرتے ہیں، لیکن زبان کے اس وسیع استعمال کے باوجود ہم زبان اور اس سے متعلق مسائل کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں۔

تو آیئے پہلے یہ جاننے کی کوشش کریں کہ زبان کسے کہتے ہیں۔ اس کے مقاصد اور تفاعل کیا ہیں۔ وہ کون سے عناصر ہیں جو زبان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

4.1 مقاصد

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- زبان کی تعریف کر سکیں۔
- بولی کی تعریف کر سکیں۔
- زبان کے مقصد اور تفاعل کی وضاحت کر سکیں۔
- زبان اور بولی کا فرق بیان کر سکیں۔
- زبان پر اثر انداز ہونے والے عناصر کی نشاندہی کر سکیں۔
- اردو زبان پر علاقائی اثرات کی شناخت کر سکیں۔

4.2 زبان کے مقاصد اور زبان کا تفاعل

زبان کے مقاصد اور اس کے ذریعہ انجام دیے جانے والے اہم کاموں کی وضاحت سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ جان لیں کہ زبان سے کیا مراد ہے؟ مختلف ماہرینِ علمِ زبان نے زبان کی مختلف تعریفیں بیان کی ہیں۔ ایک ماہر لسانیات کے مطابق زبان بالقصد اور قابل تجزیہ صوتی علامات کا وہ نظام ہے جس کے ذریعہ کسی انسانی گروہ کے افراد باہم اپنے خیالات اور جذبات کی ترسیل کرتے ہیں۔ اس تعریف کی رو سے زبان ارادے کے ساتھ نکالی گئی آوازوں کا مجموعہ ہے۔ اس جملے میں دو لفظ قابل غور ہیں۔ ایک ارادہ اور دوسرا آوازوں کا مجموعہ۔ ارادے سے مراد یہ ہے کہ ہم اپنے خیالات یا جذبات کے اظہار کے لیے یا اپنی ضروریات کی تکمیل کی غرض سے ایسی آوازیں نکالتے ہیں، جنھیں کہنے والا اور سننے والا دونوں آپس میں سمجھتے ہیں۔ گویا ان آوازوں کا کوئی معنی و مطلب ہوتا ہے جب کہ غیر ارادی طور پر جو آوازیں زبان سے نکلتی ہیں مثلاً خوشی سے چلانا یا حیرت سے چیخ پڑنا ان آوازوں کے کوئی معنی نہیں ہوتے ہیں۔ ان آوازوں کا شمار زبان میں نہیں ہوتا ہے۔ زیادہ باریکی اور گہرائی میں گئے بغیر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ زبان بامعنی اور قابل فہم آوازوں کے مجموعے کا نام ہے جو منہ سے ارادۃً نکالی جاتی ہیں۔

زبان کی تعریف کے بعد اب ہم زبان کے مقاصد اور تفاعل پر غور کرتے ہیں۔ انسان کو حیوان ناطق کہا جاتا ہے کیوں کہ، وہ نطق

یعنی بات چیت کی صلاحیت رکھتا ہے۔ زبان خیالات کے اظہار کا وسیلہ اور دوسروں تک اپنی بات پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ دوسروں تک اپنے خیالات پہنچانے کا مقصد دوسرے طریقوں سے بھی، حاصل ہو سکتا ہے جیسے جسمانی حرکات اور اشاروں کے ذریعہ بھی کوئی بات کہی جاسکتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ جب ہم کسی ایسے شخص سے ملتے ہیں، جو ہماری زبان نہیں جانتا اور ہم اس کی زبان نہیں جانتے، تو ایسی صورت میں ہم اشاروں کے ذریعہ اپنے خیالات کی ترسیل کرتے ہیں اور جواباً وہ بھی اشاروں کے ذریعہ اپنے دل کی بات کہتا ہے۔ گونگے لوگ اشاروں کے ذریعہ ہی اپنا مطلب ادا کرتے ہیں۔ اشاروں کے علاوہ نقوش یا تصویروں اور علامتوں کے ذریعے بھی کوئی پیام دیا جاسکتا ہے۔ اس کی عمدہ مثال ٹریفک سگنلس ہیں۔ ہر سگنل ایک خاص مفہوم کا حامل ہوتا ہے۔ مثلاً اگر بورڈ پر کاندھے پر بستہ ڈالے دوڑتے ہوئے بچے کی تصویر ہو تو ہم سمجھ جاتے ہیں کہ قریب میں کوئی اسکول ہے۔ ریل گاڑی کا گارڈ جب ہری جھنڈی دکھاتا ہے تو مطلب یہ ہو گا کہ اب گاڑی چلنے کو ہے۔ غرض اشاروں اور تصویروں سے بھی اپنے خیالات دوسروں تک پہنچائے جاسکتے ہیں لیکن جسمانی حرکات، اشاروں اور تصویری علامتوں کے ذریعے ہر طرح کے خیالات کا اظہار ممکن نہیں۔ خیالات کی ترجمانی کے لیے زبان ہی سب سے مکمل اور واضح ترین ذریعہ ہے۔

ہم اپنی روزانہ کی زندگی پر نظر ڈالیں تو زبان کی ضرورت اور اہمیت کا اندازہ ہو گا۔ انسانی زندگی کی کوئی سرگرمی ایسی نہیں ہے جس میں زبان کی ضرورت نہ پڑتی ہو۔ آدمی زبان سے نہ صرف اپنی ضروریات کا اظہار کرتا ہے، بلکہ دوسروں کے سامنے اپنے دکھ درد سنا کر اپنا حال بیان کر کے اپنے جذبات کی تسکین کرتا ہے۔ اور اسی طرح دوسرے کے خیالات کو جان کر ان کے دکھ اور سکھ میں شریک ہو سکتا ہے۔ اس طرح وہ ایک معاشرتی زندگی گزارتا ہے۔ اگر زبان نہ ہوتی تو انسانی معاشرہ و تہذیب گونگی رہ جاتی۔ نہ تو فرد کی صلاحیتیں ابھرتیں اور نکھرتیں اور نہ سماج کی نشو نما ہوتی۔

زبان معلومات کا اظہار کرنے اور معلومات حاصل کرنے کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ انسان تجربات اور حادثوں کی مدد سے جو کچھ سیکھتا ہے، زبان ہی کے ذریعے دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ گویا زبان معلومات کو دوسروں تک پہنچانے کا بھی ذریعہ ہے۔ دوسروں تک اپنی معلومات پہنچانے کا عمل علم ہی کا ایک روپ ہے۔ گویا زبان علم حاصل کرنے، علم کو پہنچانے اور علم کو محفوظ رکھنے کا بھی ذریعہ ہے۔ وہ زبانی ہو کہ کتابوں کے ذریعے، ہم علم زبان ہی کی مدد سے سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔ زبان ہی کی مدد سے تمام مضامین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

آپ نے کبھی غور کیا کہ آپ کس طرح سوچتے ہیں؟ دراصل ہم لفظوں ہی کے ذریعے سوچتے ہیں، گویا ہمارے سوچنے کا عمل بھی زبان کا محتاج ہے۔ زبان اور سوچ بچار کا تعلق چولی دامن کا سا ہے۔ سوچ بچار ہی کے ذریعے انسان کے شعور کی تربیت ہوتی ہے۔ اور تہذیب پروان چڑھتی ہے۔ اگر زبان نہ ہوتی انسان نہ تو سوچتا، غور و فکر کرتا، اور نہ اس کا شعور تربیت پاتا، نہ علم پھیلتا اور نہ تہذیب ترقی کرتی۔

گویا زبان دو طرح کے مقاصد کی تکمیل کرتی ہے۔ ا۔ افادی مقصد ۲۔ تہذیبی مقصد۔

افادی مقصد میں ہماری روزمرہ کی زندگی کی ضروریات اور عام معلومات مثلاً تجارت، ملازمت، لین دین، ملاقاتیں اور اسی طرح کے معاملات کی تکمیل شامل ہے۔ تہذیبی مقاصد میں علوم و فنون کی اشاعت، غور و فکر، تحقیق و تنقید، ایجادات و اختراعات اور شعر و ادب کی تخلیق وغیرہ شامل ہیں۔

4.3 زبان اور بولی کا فرق

دنیا میں کئی زبانیں بولی جاتی ہیں جیسے اردو، انگریزی، چینی اور عربی وغیرہ۔ جب کوئی زبان بہت بڑے علاقے میں بولی جاتی ہے تو وقت گزرنے کے ساتھ اس علاقے کے مختلف حصے میں بسنے والے لوگوں کی زبان میں مقامی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں، کیوں کہ ان کی زبان پر مقامی زبانوں کے الفاظ چڑھ جاتے ہیں۔ ان کی بات چیت کے انداز اور لب و لہجے پر بھی مقامی زبان کا اثر پڑتا ہے۔ یہی اختلافات ایک زبان کو مختلف بولیوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک بولی بولنے والوں میں روزانہ ضرورت کے ذخیرہ، الفاظ اور قواعدِ زبان دونوں میں مکمل مطابقت پائی جاتی ہے۔ اس لیے بولی کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ بولی کسی زبان کی وہ ذیلی شاخ ہے جس کے بولنے والوں کو زبان کے کسی اختلاف کا احساس نہیں ہوتا۔ البتہ کسی زبان کی ایک بولی بولنے والوں کو اسی زبان کی دوسری بولی میں ذخیرۂ الفاظ اور لب و لہجے کا فرق محسوس ہوتا ہے۔ مثلاً اردو کی بہاری بولی بولنے والوں کو اردو کی دکنی میں بعض الفاظ اور لہجے کا فرق محسوس ہوگا۔ اسی طرح اردو کی پنجابی بولی بولنے والوں کو اتر پردیش یا گجرات کی اردو بولیاں قدرے مختلف محسوس ہوں گی۔ تاہم یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ بولی اور زبان میں فرق کیفیت کا فرق ہے، قسم کا نہیں۔ زبان اور بولی میں اصل اور شاخ کا سا تعلق ہوتا ہے۔ زبان اصل ہے اور بولی اس کی شاخ۔ زبان سرچشمے کی حیثیت رکھتی ہے اور بولیاں اس سے نکلنے والی چھوٹی چھوٹی نہروں کی طرح ہیں جو ادھر ادھر بہتی ہوئی پھیل گئی ہوں۔ ہر بڑی زبان کی متعدد شاخیں یا بولیاں ہوتی ہیں، جو اس زبان کے مختلف علاقوں میں بولی جاتی ہیں۔ اردو بھی ایک بڑی زبان ہے۔ اس کی وسعت اور پھیلاؤ کی وجہ سے اس میں بھی کئی بولیاں بن گئی ہیں، جیسے کشمیر کی اردو بولی، پنجاب کی اردو بولی، بہار کی اردو بولی، حیدر آباد کی کی اردو بولی، ممبئی کی اردو بولی اور مدراس کی اردو بولی وغیرہ۔

بولی زبان کا تقریری روپ ہے اور معیاری زبان اس کا تحریری اظہار ہے۔ معیاری زبان ادب، قواعد اور لغت کی پابندیوں میں جکڑی ہوئی ہوتی ہے۔ بولی پر ان پابندیوں کی گرفت زیادہ مضبوط نہیں ہوتی۔ وہ قواعد اور لغات کی بہ نسبت روز مرہ سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ اس کا واحد مقصد ابلاغ و ترسیل ہوتا ہے۔ معیاری زبان کی نزاکتیں بولی میں غیر اہم ہو جاتی ہیں۔

ایک زبان کے بولنے والوں میں جس قدر ملنا جلنا ہوگا، اس قدر ان کی بولی یکساں ہوگی۔ زبان کا علاقہ جتنا بڑا ہوگا اس میں اتنی ہی زیادہ بولیاں ہوں گی۔ یہ علاقہ اگر دشوار گزار ہوگا، تو اس کے نتیجے میں وہاں کے مختلف حصوں کے باشندوں کا ایک دوسروں سے ملنا جانا کم ہوگا، جس کی وجہ سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بولیوں کا فرق ہوتا جائے گا۔ غیر متمدن قبائل میں چوں کہ نقل مکانی کم ہوتی ہے، اس لیے ان کی زبانوں میں بولیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ چنان چہ انڈونیشیا کے جزیرہ CELEBES میں سیکڑوں بولیاں رائج ہیں۔ زبان بولیوں کے مجموعے کا نام ہے۔ کسی زبان کی سب سے اہم بولی کو معیاری زبان قرار دے دیا جاتا ہے۔ بولنے والوں کی اہمیت یا مقام کی خصوصیت کی وجہ سے کوئی بولی اہم ہو کر معیاری ہو جاتی ہے۔ معیاری زبان کے تعین میں درج ذیل عوامل میں سے کوئی ایک یا کئی عوامل کار فرما ہوتے ہیں:

1۔ سیاسی اقتدار والے علاقے مثلاً راج دھانی کی بولی معیاری زبان بن جاتی ہے چنان چہ دلی کی اردو اور لندن کی انگریزی اس لیے معیاری مانی جاتی ہیں کہ یہ شہر اپنے اپنے ملکوں کے پایہ تخت تھے۔

2۔ کسی مقام کے مذہبی تقدس اور فضلیت کی وجہ سے بھی وہاں کی بولی کو برتری حاصل ہو جاتی ہے جیسے شہر مکہ کی عربی سارے عرب میں معیاری مانی جاتی تھی۔ اسی طرح ہندوستان میں برج بھاشا کی بولیوں میں متھرا کی برج کو معیاری مانا جاتا تھا کیوں کہ اسے مذہبی تقدس حاصل تھا۔

معیاری زبان علوم وفنون شعر وادب، نظم ونسق، تہذیب اور مجلس کی زبان ہو جاتی ہے۔ اس طرح اس کی اہمیت دن بہ دن بڑھتی جاتی ہے۔ معیاری زبان مختلف بولیوں کے درمیان مشترک زبان کا کام انجام دیتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معیاری زبان میں گفتگو کرنا تہذیب اور وقار کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف بولی کا استعمال علم وشائستگی سے بے بہرہ ہونے کی علامت ہے۔ اس تصور کی وجہ سے رفتہ رفتہ معیاری زبان کا دائرہ پھیلنے لگتا ہے اور وہ شہروں سے بولیوں کو نکال کو ان کی جگہ پر قابض ہو جاتی ہے۔ بولیوں میں ادب کی تخلیق رک جاتی ہے۔ اور معیاری زبان ہی ادب کی زبان بن جاتی ہے۔

معیاری زبان کے استعمال کی بھی متعدد سطحیں اور کئی معیار ہوتے ہیں۔ جن کی تفصیل یہاں غیر ضروری ہے۔ البتہ اس کی اہم قسم پر ذیل میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

1۔ ادبی کتابی معیار: یہ معیاری زبان کی سب سے زیادہ فصیح شکل ہوتی ہے، جس میں قواعد اور نحو کی سخت پابندی کی جاتی ہے۔

2۔ تقریری معیار : یہ اونچے طبقے اور پڑھے لکھے لوگوں کی زبان ہوتی ہے۔ ادبی زبان کے مقابلے میں اس میں قواعد کی پابندی کسی قدر کم ہوتی ہے۔

3۔ پست معیار: یہ نچلے طبقے اور غیر تعلیم یافتہ لوگوں کی زبان ہوتی ہے۔ شہروں کے کم پڑھے لکھے لوگ متوسط طبقے کی زیریں سطح کے افراد کاریگر خوانچے والے، چھوٹے دکاندار اور ٹھیلہ راں وغیرہ پست معیار کی زبان استعمال کرتے ہیں۔

اگر کسی وجہ سے معیاری زبان کی اہمیت کم ہو جاتی ہے تو وہ محض بولی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور کوئی دوسری بولی معیاری زبان کا مرتبہ حاصل کر لیتی ہے۔ مغل شہنشاہ شاہ جہاں کے عہد تک آگرہ ہندوستان کا دارالخلافہ تھا۔ وہاں کی زبان برج بھاشا کو معیاری زبان کی حیثیت حاصل تھی اور کھڑی بولی صرف ایک بولی تھی، لیکن جب شاہ جہاں نے اپنا پایۂ تخت آگرہ سے دہلی کو منتقل کیا تو کھڑی بولی معیاری زبان ہو گئی اور برج محض ایک بولی ہو کر رہ گئی۔

4.4 زبان پر اثر انداز ہونے والے عناصر

زبان ایک تغیر پذیر شے ہے۔ اس میں ہمیشہ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ تبدیلیاں زبان کی آوازوں، الفاظ، ان کی قواعدی شکلوں، جملوں کی ساخت اور الفاظ کے معنوں وغیرہ میں واقع ہوتی ہیں۔ زبان کی تبدیلیاں چند اثرات کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ ذیل میں ان اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

1۔ **عوام کا حصہ:** زبان کی تبدیلی میں عوام کا بڑا حصہ ہوتا ہے۔ عوام کے سیاسی اور معاشی حالات میں تبدیلی کی وجہ سے ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ انھیں اپنے لفظی خزانے میں اضافہ کرنا پڑتا ہے۔ اگر کسی ملک میں دو زبانیں رائج ہوں یا اگر کسی مقام کی دفتری

(سرکاری) زبان رعایا کی عام بولی کے مقابلے میں ایک الگ علمی وادبی زبان ہو، تو اس مقام کے عوام کی زبان پر بھی اس کا اثر نمایاں ہو گا۔ چنان چہ ہم دیکھتے ہیں کہ مصر پر عربوں کے غلبے نے وہاں کی اصلی زبان کو اس قدر مسخ کیا کہ آج تمام مصر کی زبان عربی ہے۔ اسی طرح عربوں نے جب ایران فتح کیا تو عربی کے زیر اثر نہ صرف ہزاروں عربی الفاظ فارسی میں داخل ہوئے بلکہ فارسی کا رسم الخط بھی بدل گیا۔

2۔ **سیاسی اثرات:** زبان کی تبدیلیوں میں سیاسی اثرات کا بھی دخل ہوتا ہے۔ اگر ایک زبان کی متعدد بولیوں میں سے کوئی بولی اتفاق سے ملک کی سرکاری یا حکمرانوں کی زبان ہو تو اس کی دوسری تمام بولیاں آہستہ آہستہ سرکاری بولی سے متاثر ہو جائیں گی۔ چنان چہ مغلوں کی فتوحات دکن کے بعد سیاسی اثرات کے نتیجے میں دکنی زبان رفتہ رفتہ پس منظر میں چلی گئی اور شمالی ہند کی اردو معیاری زبان کی شکل میں رائج ہو گئی۔

3۔ **معاشی اثرات:** معاشی اثرات میں صنعتی و تجارتی اشیا کے نام اہم ہیں۔ اکثر اشیا کے وہی نام دوسری زبانوں میں بھی رائج ہو جاتے ہیں، جو ان کی جائے پیدائش یا مقام ایجاد میں دیے جاتے ہیں۔ جو زرعی و صنعتی ملک دوسرے ملکوں کو اپنا مال بھیجتا ہے، وہ اپنے مال کے ساتھ اپنے الفاظ بھی روانہ کرتا ہے۔ اشیا جب اپنے وطن سے باہر نکلتی ہیں تو اپنا نام بھی ساتھ لے آتی ہیں۔ خریدار، ملک کے باشندے اشیا کے ساتھ ان کے نام بھی درآمد کرتے ہیں۔ چنان چہ اردو میں مغربی زبانوں کے بے شمار الفاظ مثلاً میز، لال ٹین، ریل، موٹر، ٹیلی فون اور کمپیوٹر وغیرہ ان اشیا کے ساتھ آئے ہیں۔

4۔ **تہذیبی اثرات:** اگر کوئی قوم تہذیب و تمدن میں علم و ہنر میں اختراعات و ایجادات میں، حکمت و فلسفہ میں، شعر و ادب میں ایک اونچا مقام رکھتی ہے، تو اس قوم کی زبان بھی اتنی ہی اعلیٰ، متمدن اور متمول ہو گی۔ لہٰذا جب دوسری قومیں اس متمدن قوم سے علم و ہنر حکمت و فلسفہ سیکھیں گی تو لا محالہ اس متمول قوم کے خیالات تخیلات اور علوم و فنون، ہی کو نہیں اس کی لفظیات اور اصطلاحوں کو بھی قبول کریں گی، یعنی علم و ہنر میں آگے رہنے والی قومیں اپنی زبان کے الفاظ بھی دوسری قوموں کی زبانوں میں منتقل کرتی ہیں۔ یونانی زبان نے عرب، ایران اور ہندوستان کے ساتھ یہی کیا۔ لاطینی نے یورپ کی کئی زبانوں کو اسی طرح مالا مال کیا۔ تلگو، کنڑ اور مراٹھی زبان میں عربی اور فارسی کے بہت سے الفاظ اسی طریقے سے رائج ہوئے۔

5۔ **علما کا حصہ:** ہر زبان کے علما اور دانشور اپنی زبان کے لفظی خزانے کی کاٹ چھاٹ کرتے ہیں اور اسے نقائص سے پاک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً جرمن زبان میں پہلی جنگ عظیم سے پہلے فرانسیسی الفاظ کی کافی تعداد موجود تھی، مگر شکست کے بعد سے جرمنوں کو فرانس سے اس قدر نفرت ہو گئی کہ انھوں نے اپنی زبان سے، جملہ فرانسیسی الفاظ خارج کر دیے اور ان کی جگہ جرمن الفاظ رائج کر لیے۔ ان الفاظ کو وضع کرنے اور انھیں رواج عام دینے میں جرمنی کے عالموں کا بڑا ہاتھ تھا۔ اردو زبان میں بھی مرزا مظہر جان جاناں کی اصلاحِ زبان کی تحریک بھی اسی رجحان کی حامل تھی، جس کی وجہ سے سیکڑوں قدیم الفاظ مثلاً کدھیں (کبھی) کسو (کسی) تک (ذرا) میں (میں) میں (سے) کید ھر (کدھر) اود ھر (ادھر) نت (ہمیشہ) برنا (بھولنا) اور انپڑنا (پہنچنا) وغیرہ متروک قرار دیے گئے۔ نئے نئے علوم و فنون کی اصطلاحات کا بھی زبان پر اثر پڑتا ہے۔ نئے علوم اپنے ساتھ نئے نام بھی لے آتے ہیں مگر زندہ قومیں اس

لفظی در آمد کو قول نہیں کرتیں، بلکہ متبادل الفاظ اوراصطلاحات وضع کرتی ہیں۔ عوام سہل انگاری کے سبب بیرونی الفاظ کو جوں کا توں لے لیتے ہیں علما اصطلاح سازی کے ذریعہ پردیسی قرض کو دور کرنے کی ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اس کی ایک عمدہ مثال جامعہ عثمانیہ کا دارالترجمہ ہے، جہاں اردو زبان میں مختلف علوم وفنون کی ہزاروں اصطلاحیں وضع کی گئیں، جو تعلیمی اداروں میں رائج بھی ہوئیں اور ان میں سے بیشتر آج بھی مروج ہیں۔

4.5 زبان پر علاقائی اثرات

بولی پر علاقائی اثرات کی چھاپ واضح طور پر نظر آتی ہے۔ جو بولی جس علاقے میں بولی جاتی ہے، اس علاقے میں بولی جانے والی دیگر زبانوں اور تہذیبوں کا اثر بھی قبول کرتی ہے۔ اگر کسی بولی کے آس پاس بولی جانے والی دوسری زبان طاقتور ہو تو اس کے لب ولہجے کا اثر بھی بولی پر پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مراٹھواڑے میں اردو مراٹھی لہجے میں کرناٹک میں کنٹر لہجے میں اور آندھرا کے علاقے میں تلگو لہجے میں بولی جاتی ہے۔ اگر کسی دور افتادہ دیہات میں دو افراد اردو میں بات چیت کر رہے ہوں اور ان کی گفتگو اگر دور سے سنی جائے تو ایسا محسوس ہو گا جیسے وہ کنڑا بول رہے ہیں۔ یہی حال تلنگانے کے دیہی علاقوں میں بولی جانے والی اردو کا ہے، جس کے لہجے پر تلگو کا گمان ہوتا ہے۔ اس کی سیدھی وجہ یہ ہے کہ کرناٹک میں کنڑ ازبان بولنے والوں کی اکثریت ہے۔ اس لیے ان کے انداز گفتگو کا اردو بولنے والوں پر گہرا اثر مرتب ہوا۔ اسی طرح آندھرا پردیش میں تلگو بولنے والوں کی اکثریت ہے، اس لیے ان کی بول چال کے آہنگ کا یہاں کے اردو بولنے والوں پر اثر پڑا۔ کسی علاقے کی بولی میں صرف اس کی پڑوسی زبان کے الفاظ کثرت سے شامل ہوتے ہیں، بلکہ اس کے تلفظ، اصوات یہاں تک کہ جملوں کی نحوی ساخت بھی پڑوسی زبان سے متاثر ہوتی ہے۔ ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں جو اردو بولی جاتی ہے، اس پر ان علاقوں کی ریاستی زبانوں کے گہرے اثرات کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ چنان چہ ہم پنجاب کی اردو پر پنجابی کے اثرات، بہار کی اردو پر بہار کی بولیوں کے اثرات اور آندھرا پردیش کی اردو پر تلگو کے اثرات کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ جس طرح معیاری زبان کی بولیاں ہوتی ہیں، اسی طرح بولی کے تحت ذیلی بولیاں بھی ہوتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بارہ کوس پر پانی اور بانی بدل جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ موٹے طور پر ضلع کی ذیلی بولی میں کچھ کچھ ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جو ان علاقوں کے رہنے والے ہی جان اور پہچان سکتے ہیں۔

ذیل میں ہندوستان کے مختلف خطوں میں بولی جانے والی اردو کی بولیوں کے نمونے درج کیے گئے ہیں۔ ان سب بولیوں کا روٹ اور ان کا ڈھانچہ اردو ہی کا ہے۔ یہ سب اردو ہی کی شاخیں ہیں لیکن علاقائی اثرات کی وجہ سے ان میں ایک دوسرے سے فرق واختلاف نظر آتا ہے۔ سب سے پہلے دکن کے مختلف حصوں میں بولی جانے والی اردو کے نمونے دیکھیے۔ ہر مثال کے متوازی معیاری اردو میں اس کی صحیح شکل بھی درج کی گئی ہے۔

یہ کام میں کئی کو کروں؟	(یہ کام میں کیوں کروں؟)
یہ بات میرے کو کیوں بول رہیں۔	(یہ بات مجھ سے کیوں کہہ رہے ہو؟)
سر کا آدمی کئیں بی نہیں ہے۔	(تم جیسا آدمی کہیں بھی نہیں ہے)

انوں آنچ میں چلے جاتوں؟ (ان کے آتے ہی میں چلا جاؤں گا)

میں تم کو گھر نکّو بیچو بولا۔ مگر تم میری کاں سنتیں۔ (میں نے تم سے کہا تھا کہ گھر نہ بیچو۔ مگر تم میری کہاں سنتے ہو)

تم کیا کرتیں کی کرلیو۔ (تمہیں جو کرنا ہو کر تو کرلو)

احمد خط لکھا۔ (احمد نے خط لکھا)

ذاکرہ آم کھائی۔ (ذاکرہ نے آم کھایا)

ہم چائے پیے۔ (ہم نے چائے پی)

دکن کی اردو بولی کے بعد اب ہم ممبئ کی اردو بولی کے نمونوں کا جائزہ لیں گے، جو ہمارے یہاں اردو کہلاتی ہے۔ یہ اردو بولی شہر میں اور اس کے گردونواح میں بولی جاتی ہے۔

جیاستی بات نہیں کرنے کا۔ (زیادہ باتیں نہ بناؤ)

یہ دیوار گریلا ہے۔ (یہ دیوار گر رہی ہے)

تم برابر کہتا ہے سیٹھ۔ (تم ٹھیک کہتے ہو سیٹھ)

بچہ لوگ مستی کریلا ہے۔ (بچے شرارت کر رہے ہیں)

وہ بندر کے موافق جھاڑ پر چڑھ گیا ہے۔ (وہ بندر کی طرح درخت پر چڑھ گیا)

بابا کبوتر لوگ کو دانہ ڈالتا ہے۔ (بابا کبوتروں کو دانہ ڈالتا ہے)

ذیل میں بھوپالی اردو کے کچھ جملے درج کیے گئے ہیں۔

میں آریا ہوں۔ (میں آرہا ہوں)

میں کے رہا ہوں۔ (میں کہہ رہا ہوں)

پِیسہ کس کے پاس ہے۔ (پیسہ کس کے پاس ہے)

آپ تو کھانا کھاؤ۔ (آپ تو کھانا کھایئے)

کوں خان بازار چلوگے؟ (کیوں میاں بازار چلوگے؟)

دیگچی چوہے پر پٹک دو۔ (دیگچی چولہے پر رکھ دو)

ذرا مجھے فوٹو تو بتاؤ۔ (ذرا مجھے فوٹو تو دکھاؤ)

پنجابی اردو میں، نے، کا غیر ضروری استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً ذیل کے جملے دیکھیے۔

احمد نے اسکول جانا ہے۔ (احمد کو اسکول جانا ہے)

حامد نے روٹی کھائی ہے۔ (حامد کو روٹی کھانا ہے)

ایسا نہیں ناہوتا۔ (ایسا نہیں ہوتا)

شمالی ہند میں اعظم گڑھ کے آس پاس بولی جانے والی اردو کے نمونے دیکھیے۔

ابھین شکل گھوم کے آئیں۔ (ابھی سارا گھوم کے آئے ہیں)

کھنوا کھائے کہ نہیں۔ (کھانا کھائے ہو کہ نہیں)

بچوا کھیل رہا ہے۔ (بچہ کھیل رہا ہے)

قدیم زمانے میں بعض علاقوں کے باشندے اپنے شہر، علاقے کی سیاسی، تہذیبی یا دیہی برتری کے سبب اپنے شہر کی زبانوں کو معیاری مانتے تھے لیکن آج کے جمہوری دور میں عوام کو انسانی زندگی کے ہر شعبے میں آزادی میسر ہے۔ اس لیے زبان کے معاملے میں بھی کسی خطے یا علاقے کی زبان کو برتر نہیں مانا جاتا۔ اس وجہ سے موجودہ دور میں معیاری اردو پر کسی خطے یا شہر کی چھاپ نظر نہیں آتی۔

موجودہ زمانے میں اردو زبان کا ایک معیار مقرر ہو چکا ہے، جس پر کسی شہر کا ٹھپّہ نہیں ہے لیکن تمام علاقوں کے لوگ اس معیار کی پابندی کرتے ہیں۔ تمام اردو والے چاہے وہ شمالی ہند کے ہوں یا جنوبی ہند کے، مشرقی ممالک میں بستے ہوں یا مغربی ممالک میں یا خلیجی ممالک میں، سب اس کو معیاری اردو کی حیثیت سے تسلیم کرتے ہیں اور اپنی تحریر و تقریر میں اسی معیاری زبان کو استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آل انڈیا ریڈیو کی اردو سروس کی زبان ہو یا ریڈیو پاکستان کے اردو پروگرام، بی بی سی وائس آف امریکہ یا ریڈیو ڈاچی ولی کلون (جرمنی) کی اردو نشریات ہوں یا ریڈیو جاپان اور ریڈیو بیجنگ کے اردو پروگرام، سب میں اسی معیاری اردو زبان کا استعمال ہوتا ہے، جو سب کی مسلّمہ ہے۔ اس طرح کیوٹی وی یا پی ٹی وی کی اردو اور ای ٹی وی کے اردو چینل کی زبان میں کوئی بنیادی فرق نظر نہیں آتا۔ یہی حال اردو شاعروں اور ادیبوں کی تصانیف کا ہے۔ اردو کے شاعر اور ادیب خواہ حیدر آباد کے ہوں یا دہلی کے، لکھنو کے ہوں یا کلکتے کے، پاکستان کے ہوں یا مشرق وسطی کے، لندن کے ہوں یا امریکہ کے، سب کی تحریروں میں معیاری اردو زبان ہی استعمال ہوتی ہے۔ ہر خطے کا مصنف اپنی تحریر میں علاقائی بولی سے دامن بچانے کی حتی الامکان کوشش کرتا ہے۔ ہمیں بھی اپنی تحریر اور تقریر میں معیاری اردو استعمال کرنا چاہیے، جو دنیا کے ہر خطے کے اردو جاننے والے کے لیے قابل فہم ہو۔

4.6 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:

- انسان کو سماجی جانور کہا جاتا ہے کیوں کہ وہ سماج میں زندگی گزارنا پسند کرتا ہے۔ زندگی کی بے شمار ضرورتوں کی تکمیل سماج میں ہی ممکن ہے۔ سماجی زندگی کی کوئی بھی سرگرمی بات چیت کے بغیر ممکن نہیں اور بات چیت کے لیے ہم کوئی نہ کوئی زبان استعمال کرتے ہیں۔
- زبان دو افراد کے درمیان پل، یا رابطے کا کام انجام دیتی ہے۔ یوں تو ہم جسمانی اشاروں اور تصویری علامتوں کے ذریعے بھی بعض مطالب کا اظہار کرتے ہیں لیکن خیالات کی مکمل ترجمانی کے لیے زبان ہی ایک بہترین، واضح اور آسان ذریعہ ہے اور ایک موثر وسیلۂ اظہار ہے۔

- زبان کی مدد سے انسان ایک دوسرے انسان سے کامیاب رابطہ قائم کر سکتا ہے۔ اپنے دکھ درد کو بیان کر سکتا ہے اور کسی کے دکھ درد میں شامل ہو سکتا ہے جس کے سبب فرد کی شخصیت کی تربیت ہوتی ہے۔ سماجی قدریں مستحکم ہوتی ہیں۔ جذبات و احساسات کے علاوہ زبان معلومات کے حصول اور معلومات کے اظہار کا بھی اہم وسیلہ ہے۔ تجربات اور حادثات کے سبب اور غور و فکر کی وجہ سے، کوئی فرد جو علم فرد حاصل کرتا ہے زبان ہی کے ذریعے اسے دوسروں تک پہنچا سکتا ہے۔
- زبان علم کے حصول، علم کی ترویج اور اس کے تحفظ کا بھی ذریعہ ہے۔ اس طرح زبان دو مقاصد کی تکمیل کرتی ہے۔ ایک افادی مقصد، جو سماجی ضروریات کی تکمیل پر مبنی ہے، مثلاً تجارت، معاملات، ملازمت، ملاقاتیں وغیرہ دوسرا تہذیبی مقصد، مثلاً علوم و فنون کی اشاعت، تحقیق و تنقید، ایجادات و اختراعات اور شعر و ادب وغیرہ۔
- زبان کے ساتھ اکثر بولی کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بولی زبان کی ہی ایک شکل ہے یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بولی ایک مشکل زبان ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی زبان ایک وسیع علاقے میں بولی جاتی ہے، تو اس علاقے کے مختلف خطّوں میں بولی جانے والی دوسری زبانوں کے اثرات کی وجہ سے زبان میں رفتہ رفتہ تبدیلیاں واقع ہونے لگتی ہیں۔ مقامی بولیوں یا زبانوں کے اثرات کی وجہ سے الفاظ کا لہجہ اور معنی جملوں کی ساخت بدلتی جاتی ہے۔ اس طرح مختلف خطوں میں ایک ہی زبان کے مختلف انداز وجود میں آتے ہیں اور یہی انداز بولیاں کہلاتی ہیں۔
- زبان اصل ہے تو بولیاں اس کی شاخیں یا یوں بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی بولی اہمیت اختیار کر لیتی ہے، یعنی جب مختلف خطے والے کسی ایک خطے کی بولی کو اختیار کر لیتے ہیں تو وہ بولی معیاری حیثیت کی حامل ہو جاتی ہے۔ اسی معیاری حیثیت والی بولی کو زبان کہتے ہیں، جو مختلف بولیوں میں مشترک زبان کا کام انجام دیتی ہے۔ معیاری زبان کی ایک مقررہ صورت ہوتی ہے، یعنی تحریری اور تقریری طریقہ اظہار میں تمام علاقوں کے لوگ زبان کے اس مقررہ معیار کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کی پابندی کی کوشش کرتے ہیں۔ کیوں کہ معیاری زبان ادب قواعد اور لغت کی پابند ہوتی ہے۔ اگر کسی وجہ سے معیاری زبان کی اہمیت کم ہو جائے تو وہ محض بولی ہو کر رہ جاتی ہے اور کوئی دوسری بولی معیاری شکل اختیار کر لیتی ہے۔
- زبان کوئی جامد شئے نہیں، یہ ہمیشہ بدلتی رہتی ہے۔ مختلف اسباب کی بنا پر زبان کی آوازوں، الفاظ کی قواعدی شکلوں، جملوں کی ساخت اور الفاظ کے معنوں وغیرہ میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ زبان کی تبدیلیوں میں عوام سیاسی حالات، معاشی اثرات، تہذیبی اثرات، علما اور نئے علوم و فنون کی اصطلاحات کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ ہر بولی اپنے علاقے کی تہذیبوں اور بولیوں کا اثر قبول کرتی ہے۔ اگر کسی بولی کے اڑوس پڑوس میں بولی جانے والی زبان طاقتور ہو، تو بولی نہ صرف اس زبان کے الفاظ جذب کرتی ہے بلکہ اس کا لب و لہجہ بھی قبول کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے ہمیں آندھرا پردیش کی بول چال میں متعدد تلگو الفاظ اور مہاراشٹر کی اردو بول چال میں متعدد مراٹھی الفاظ ملتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ آندھرا پردیش کے دورافتادہ مقام کا باشندہ اردو بھی تلگو کے لہجے میں بولتا ہے۔ یہی حال کرناٹک اور تمل ناڈو کے اردو بولنے والوں کا ہے، جن کے لب و لہجے پر علی الترتیب کنڑ اور تمل اثرات پائے جاتے ہیں۔
- موجودہ زمانے میں اردو زبان کا ایک معیار مقرر ہو چکا ہے، جس پر کسی شہر کی چھاپ نہیں ہے لیکن تمام علاقوں کے لوگ اس معیار کی

پابندی کرتے ہیں۔ حقیقت میں زبان کے معاملے میں یہ ایک سمجھوتہ ہے جس کا سب احترام کرتے ہیں۔ چنان چہ آج اردو والے خواہ وہ شمالی ہند کے ہوں یا جنوبی ہند کے، امریکہ و یورپ میں رہتے ہوں یا خلیجی ممالک میں، سب معیاری اردو کی پابندی کرتے ہیں اور اپنی تحریر و تقریر میں معیاری زبان استعمال کرتے ہیں۔ معیاری اردو صرف کتابوں میں استعمال نہیں ہوتی بلکہ روزمرہ کے معاملات، گھر، بازار، مدرسہ، کالج، دفتر، کھیل کے میدان اور دوسرے ہر مقام پر معیاری اردو زبان ہی استعمال کرنا چاہیے۔

4.7 کلیدی الفاظ

الفاظ	:	معنی	الفاظ	:	معنی
تن تنہا	:	اکیلا	تفاعل	:	کام انجام دینا
بالقصد	:	ارادے سے	صوتی	:	آواز والی
ترسیل کرنا	:	بھیجنا	متعین	:	مقرر
افادی	:	فائدہ پہنچانے والے	تغیر پذیر	:	تبدیل ہونے والی
متعدد	:	کئی	مسخ کرنا	:	بگاڑنا
زیریں	:	نچلا	اربابِ علم	:	علم رکھنے والے لوگ
تخیلات	:	خیالات	متبادل	:	بدلے میں آنے والا
تنقیح کرنا	:	جانچ پڑتال کرنا	سہل انگاری	:	سہولت پسندی
نقائص	:	خرابیاں	اصوات	:	صوت کی جمع = آوازیں
دشوار گزار	:	جہاں سے گزرنا مشکل ہو	ٹھپّہ	:	چھاپ، مہر، سانچہ
بے بہرہ ہونا	:	حصہ نہ پانا۔ محروم رہنا	مسلّمہ	:	جس کو تسلیم کیا گیا ہو
تجزیہ کرنا	:	کسی چیز کے اجزا کو الگ الگ کر کے جانچنا			
اختراعات	:	اختراع کی جمع، نئی چیزیں، نئی ایجادات			

4.8 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی سوالات

1۔ زبان کسے کہتے ہیں؟

a)عام بول چال کی بولی b)دیہی علاقوں کی بولی c)قدیم زمانے کی بات چیت d)بامعنی اور قابلِ فہم آوازویں

2۔ بولی کسے کہتے ہیں؟

a)عام بول چال کو
b)بولی زبان کے ارادے کے ساتھ نکلتی ہے
c)پڑھے لکھے انسان کی گفتگو کو
d)با محاورہ زبان کو

3۔ بولی اور زبان میں کیا فرق ہوتا ہے؟
a)بولی کے اصول و قواعد نہیں ہوتے
b)بولی تقریری ہوتی ہے تحریری نہیں
c)زبان اور بولی میں اصل اور شاخ کا فرق ہوتا ہے
d)زبان کے اصول و قواعد ہوتے ہیں۔

4۔ زبان کی تبدیلی میں کس کا بڑا حصہ ہوتا ہے؟
a)خواص کا
b)عوام کا
c)اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کا
d)شہری لوگوں کا

5۔ زبان پر اثر انداز ہونے والے کون سے عناصر ہیں؟
a)مقامی اثرات
b)بیرونِ ملک کے اثرات
c)دوسری زبانوں کے اثرات
d)عوامی، سیاسی، معاشی، تہذیبی اور عملی اثرات

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ زبان کسے کہتے ہیں؟ وضاحت کیجیے۔
2۔ زبان کے مقاصد اور اس کے تفاعل پر روشنی ڈالیے۔
3۔ بولی اور زبان میں فرق کی وضاحت کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ زبان پر اثر انداز ہونے والے عوامل کے بارے میں لکھیے۔
2۔ زبان پر علاقائی اثرات کس طرح واقع ہوتے ہیں؟ لکھیے۔

4.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1۔ عام لسانیات — پروفیسر گیان چند جین
2۔ ہندوستانی لسانیات — ڈاکٹر محی الدین قادری زور
3۔ لسانی مطالعے — پروفیسر گیان چند جین

معروضی سوالات کے جوابات

(d ۔1 (a ۔2 (b ۔3 (b ۔4 (d ۔5

اکائی5 : اسم کا بیان

اکائی کے اجزا

5.0 تمہید

5.1 مقاصد

5.2 کلمے کے اجزا

5.3 اسم

5.4 اسم خاص

5.5 لوازم اسم

5.6 جنس

5.7 تعداد

5.8 حالت

5.9 اکتسابی نتائج

5.10 کلیدی الفاظ

5.11 نمونہ امتحانی سوالات

5.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد

5.0 تمہید

چند حروف مل کر لفظ بنائے جاتے ہیں اور کئی لفظوں سے مل کر جملہ بنتا ہے۔لفظ جملے کا سب سے چھوٹا جزو ہوتا ہے۔ ہر لفظ کے کوئی نہ کوئی معنی ہوتے ہیں۔ تنہا لفظ کوئی مفہوم ادا نہیں کرتا،جب تک کہ وہ جملے میں استعمال نہ ہو۔ تنہالفظ جو جملے میں استعمال نہ کیا گیا ہو کئی معنوں میں لیا جاسکتا ہے۔ قواعد کے اصول مرتب کرنے والوں نے آسانی کے خیال سے جملہ کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے۔پہلے حصہ میں الفاظ سے بحث کی جاتی ہے اور دوسرے حصہ میں جملوں سے۔اردو قواعد کے اعتبار سے ان دونوں حصوں کے مجموعی علم کو صرف ونحو کہتے ہیں۔علم صرف میں الفاظ سے بحث کی جاتی ہے، جب کہ علم نحو

میں جملوں سے بحث کی جاتی ہے۔

5.1 مقاصد

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- کلمے کی تعریف اور اس کے اجزا سے واقف ہو سکیں۔
- اسم کی تعریف اور اس کی قسموں کو جان سکیں۔
- جنس اور تعداد کے بارے میں جان سکیں۔

5.2 کلمے کے اجزا

ہماری گفتگو الفاظ کا مجموعہ ہوتی ہے جن میں بامعنی الفاظ بھی ہوتے ہیں اور بے معنی بھی۔ جیسے کھیل، سول، ڈارک، محبت، شکریہ، نشوں وغیرہ۔ ان میں کھیل محبت اور شکریہ بامعنی الفاظ ہیں اور ڈارک، سول، نشوں بے معنی الفاظ ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ لفظ اگر بامعنی ہوں تو سمجھ میں آتے ہیں ورنہ نہیں۔

اس طرح الفاظ کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

1۔ با معنی الفاظ 2۔ بے معنی الفاظ

با معنی الفاظ قواعد کی اصطلاح میں کلمہ کہلاتے ہیں اور بے معنی الفاظ مہمل۔

با معنی الفاظ ہزاروں ہیں۔ یہ جملے پڑھیے۔

- پرویز نے شاہد کا قلم لیا۔
- اسلم نے سائنس کی کتاب پڑھی۔

پہلے جملے میں پرویز شاہد اور قلم کو ہم الگ سے پہچان سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں لیکن 'کا' اور 'نے' کو الگ سے نہیں سمجھ سکتے۔ اس طرح دوسرے جملے میں بھی اسلم سائنس اور کتاب کو ہم الگ سے سمجھ سکتے ہیں، لیکن 'نے' اور 'کی' کو الگ سے نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ یہ دوسرے لفظ کے ساتھ نہ آئیں۔ اس طرح کلمہ کی دو قسمیں ہو گئیں۔ ایک وہ جو خود اپنے طور پر معنی دار ہیں۔ دوسری وہ جو دوسرے الفاظ کے ساتھ مل کے معنی پیدا کرتے ہیں۔ انھیں مستقل کلمہ اور غیر مستقل کلمہ کہتے ہیں۔

مستقل کلمہ

وہ لفظ جو اپنی ذات میں پورے معنی رکھتا ہو۔ اسے ہم اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ با معنی لفظ جو بغیر کسی دوسرے کلمہ کی مدد کے اپنے معنی آپ دے۔ جیسے پرویز، بازار، قلم، آیا، گیا وغیرہ۔

غیر مستقل کلمہ

وولفظ جواپنی ذات میں پورے معنی نہ رکھتا ہو یا وہ کلمہ جو اپنے آپ سے کوئی معنی نہ دے لیکن جب دوسرے کلمے کے ساتھ آئے اور معنی دے۔ جیسے کا، کی، کے،تک،پڑے، میں وغیرہ۔

مستقل کلموں کوان کی خاص خصوصیات کی بناپرپانچ قسموں میں تقسیم کیاگیاہے۔اسم،ضمیر،صفت،فعل،متعلق فعل۔ انھیں کلمے کے اجزا یا اجزائے کلام بھی کہتے ہیں۔

5.3 اسم

جیساکہ آپ جانتےہیں کہ دنیاکی کسی بھی زبان میں سب سےزیادہ استعمال ہونےوالےبامعنی الفاظ اسم ہیں۔ کسی بھی نام کو اسم کہتے ہیں چاہے وہ نام انسان کا ہو جگہ یا چیز کا۔

ان الفاظ کو غور سے پڑھیے

درخت پھل، پھول، کھیلنا، ٹوپی، مسجد، دو ڑنا، بچہ، گھوڑا وغیرہ۔

آپ محسوس کریں گے یہ دو طرح کے الفاظ ہیں۔ پہلی قسم کے الفاظ درخت، پھول ٹوپی اور مسجد وغیرہ۔اور دوسری قسم کے الفاظ کھیلنا دوڑنا غیرہ۔ پہلی قسم کے الفاظ سے کسی کام یا عمل کا اندازہ نہیں ہوتا بلکہ یہ الفاظ کسی فردیاجانداریاشے یا جگہ کو ظاہر کرتے ہیں۔ایسے الفاظ کو اسم کہتے ہیں۔

اسم سے مرادوہ الفاظ جوکسی شخص یاجگہ کے لیےاستعمال کیےجاتےہیں اورجن کے ساتھ کسی عمل کاتصورواسطہ نہیں ہوتا۔یہاں ہم اسم کاتفصیلی بیان پڑھیں گے۔ان الفاظ کو پڑھیے۔

لڑکا،احمد، محل،تاج محل،شہر،حیدرآبادوغیرہ۔ آپ محسوس کریں گےکہ یہ سارےالفاظ کسی شخص یاجگہ کےنام ہیں، لیکن فرق یہ ہےکہ احمدایک مخصوص لڑکے کا، تاج محل ایک مخصوص عمارت کا اور حیدرآ باد ایک مخصوص شہر کا نام ہے۔ اس سے ظاہر ہے اسم کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ایک اسم خاص اور دوسری اسم عام۔

اب ہم اسم عام اور اسم خاص دونوں کا تفصیل سے مطالعہ کریں گے۔

5.4 اسم خاص

کسی خاص شخص،خاص جگہ یاخاص چیزکےنام کواسم خاص کہتےہیں۔ جیسے،اسلم،حیدرآباد،چارمینار،کوہ نوروغیرہ۔ انسان کےعلاوہ باقی ساری اشیاکا خاص نام صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ایک انسان کے کئی خاص نام ہوتے ہیں۔پیدائش کے وقت ایک نام رکھاجاتاہے۔گھروالےاوردوست احباب ایک الگ نام سےبلاتےہیں۔ کبھی کسی خصوصیت کی وجہ سے کوئی نام پڑجاتا ہے، تو کبھی قابلیت کی بنا پر حکومت کی جانب سے اعزاز کے طور پر کوئی نام ملتاہےاوراگرکوئی شاعرہوتووہ اپناایک چھوٹاسانام یا تخلص

رکھ لیتا ہے۔اس طرح اسم خاص کی پانچ قسمیں ہیں۔

1- علم 2۔ عرف 3۔لقب 4۔خطاب 5۔ تخلص

1۔ **علم:** وہ خاص نام جو پیدائش کے وقت رکھے جاتے ہیں علم کہلاتے ہیں۔ جیسے عظیم اللہ، عزیزالنسابیگم، تاج النساشہباز علی خاں وغیرہ

2۔ **عرف:** عام طور پر گھروں میں اصل نام کے بجائے مختصر نام سے بلاتے ہیں جیسے نجمہ کو نجو،شبانہ کو شبو،حامد کو مناوغیرہ۔ایسے ناموں کو عرف کہتے ہیں۔ان کے علاوہ بھی بعض نام حقارت کی وجہ سے عام ہو جاتے ہیں جیسے چنو،کلو، موٹو، چھوٹو وغیرہ۔ اس طرح وہ نام جولاڈ پیار یا حقارت کی وجہ سے عام ہو جائیں انہیں عرف کہتے ہیں۔

3۔ **لقب:** ایسے نام جو کسی خصوصیت یا وصف کی وجہ سے مشہور ہو جائیں لقب کہلاتے ہیں۔ جیسے کلیم اللہ لقب ہے، حضرت موسا کا کیوں کہ انھوں نے خدا سے کلام کیا تھا۔

4۔ **خطاب:** کسی کارنامے کی بنا پر حکومت یا سر کار کی طرف سے جو اعزازی نام صلہ خدمات کے طور پر دیے جاتے ہیں، انھیں خطاب کہتے ہیں۔ جیسے شمس العلما، دبیر الملک، بھارت رتن، پدم شری و غیرہ

5۔ **تخلص:** وہ مختصر سا قلمی نام جو شاعر اپنی شاعری کے لیے اختیار کرتا ہے وہ تخلص کہلاتا ہے۔ جیسے غالب،میر،حالی،سودا و غیر ہ

5.5 اسم عام

کسی بھی شے، شخص اور جگہ کے لیے استعمال کیے جانے والے نام اسمِ عام کہلاتے ہیں۔ جیسے گاؤں،کسان، گائے،ٹوپی، مدرسہ، کتاب وغیرہ ایسے نام ہیں،جواس طرح کی ہر چیز،مقام یا شخص کے لیے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ جیسے ہر گاؤں کو ہم گاؤں اور ہر کسان کو کسان اور ہر گائے کو گائے ہی کہیں گے۔ایسے ناموں کو اسم عام کہتے ہیں۔

اسمِ عام کی پانچ قسمیں ہیں۔:

1۔ اسمِ ذات: وہ اسم جو کسی چیز یا شخص کا پتادیں۔ جیسے آدمی، طوطا، کرسی، دریا وغیرہ۔

2۔ اسمِ ظرف: وہ اسم جس سے کسی وقت یا جگہ کا پتا چلے۔ جیسے صبح، گھر،میدان ،اسکول ،سال ،دن وغیرہ۔اس کی دو قسمیں ہیں ۔

(الف) اسمِ ظرف زمان: و ہ اسم جو وقت یا زمانے کو ظاہر کرے۔ جیسے صبح،شام،سال،مہینہ،دن گھنٹہ،سال،منٹ وغیرہ۔

(ب) اسمِ ظرف مکان: جگہ کے لیے استعمال ہونے والے اسم کو اسمِ ظرف مکان کہتے ہیں۔ جیسے گھر،کتب خانہ، میدان ،مدرسہ و غیرہ

3۔ اسمِ آلہ: وہ اسم ہے جو اوزار،ہتھیار یا آلے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں اور جن سے ان کے عمل کا اندازہ ہوتا ہے، اسمِ آلہ کہتے ہیں۔ جیسے چاقو، جھاڑو، ہتھوڑی، بیلن، تپش پیما،ناخن تراش وغیرہ۔ جھاڑو جھاڑنے کا تپش پیما، تپش ناپنے، کا ناخن تراش سے

ناخن تراشنے کے عمل کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔اس لیے یہ اسم آلہ ہیں۔

4۔ اسمِ کیفیت: وہ اسم ہے جس سے کسی حالت یا کیفیت کا اظہار ہوتا ہو،اسم کیفیت کہلاتے ہیں جیسے سختی،روشنی،خوشی،بھوک، بڑھا،بیماری وغیرہ۔یہ وہ نام ہیں،جن سے کیفیت یا حالت کا اظہار ہوتا ہے۔

5۔ اسمِ جمع وہ اسم ہے جو بہ ظاہر واحد معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں کئی چیزوں یا افراد کا مجموعہ ہوتے ہیں۔جیسے فوج،انجمن، جماعت، قطار وغیرہ۔

5.6 لوازم اسم

ہر اسم میں چند خصوصیات پائی جاتی ہیں۔مثلاًوہ واحد ہو گا یا جمع، مذکر ہو گا یا مونث،کام کرنے والا ہو گا یا کام کا اثر لینے والا۔یہ خصوصیات ہر اسم میں چاہے وہ کسی قسم کا ہو،لازمی طور پر پائی جاتی ہیں۔انھیں کو لوازم اسم کہتے ہیں۔۔

لوازم اسم تین قسم کے ہوتے ہیں۔

1۔ جنس　　2۔ تعداد　　3۔ حالت

5.7 جنس

اسم یا تو مذکر(نر)ہوتا ہے یا مؤنث(مادہ)اسم کی اس خصوصیت کو جنس کہا جاتا ہے۔اس کو تذکیر و تانیث بھی کہتے ہیں۔اردو زبان میں یہی دو جنس ہوتی ہیں۔کوئی تیسری جنس نہیں ہوتی۔جس طرح انگریزی یا دوسری زبانوں میں نیوٹرل جنڈر(Neutral Gender)ہوتا ہے۔اس طرح جنس کی دو قسمیں ہیں۔جنسِ حقیقی اور جنسِ غیر حقیقی۔

جنسِ حقیقی، جانداراسموں کی تذکیر و تانیث کو جنسِ حقیقی کہتے ہیں،جیسے مرد،عورت،گائے،بیل،مرغا،مرغی و غیرہ اور غیر جاندار اسموں کی جنس کو جنسِ غیر حقیقی کہتے ہیں۔مثلاًکرسی، میز،چوکھٹ،عمارت،مسجد،میدان وغیرہ۔چوں کہ جاندار اسموں کی جنس ان جانداروں کے نر اور مادہ ہونے کی بنیاد پر آسانی سے شناخت کی جاسکتی ہے لیکن غیر جاندار اسموں کی جنس کی پہچان ذرا مشکل ہے۔اس کے لیے ہمیں احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔مثلاً لفظ تہنیت ایک غیر جاندار لفظ ہے،اسے مذکر بولا جائے یا مونث۔ذرا مشکل کام ہے۔نیچے ہم تذکیر اور تانیث کے قاعدے درج کر رہے ہیں،انھیں غور سے پڑھیے۔

1۔ مذکر اسم کے آخر میں الف ہو تو اس کی مونث بنانے کے لیے آخری حرف الف یا کہ کو یائے معروف (ی) سے بدل دیا جاتا ہے۔جیسے لڑکا، لڑکی، گھوڑا،گھوڑی، بیٹا،بیٹی، دادا، دادی، شہزادہ و شہزادی۔

2۔ چند مذکر اسموں کے آخر یائے معروف(ی)بڑھا کر مونث بناتے ہیں۔جیسے پٹھان، پٹھانی،ہرن،ہرنی، کبوتر،کبوتری، تیتر،تیتری

3۔ مذکر کا آخری حرف الف ہو تو اس سے پہلے ی بڑھا کر مونث بناتے ہیں جیسے کُتا،کُتیا،چوہا،چوہیا،بندر،بندریا۔

4۔ مذکر اسم کے آخری حرف کو ان سے بدل کر یا آخری حرف کے آگے ان بڑھا کر مونث بناتے ہیں جیسے دھوبی،دھوبن،درزی،

درزن، گوالا، گوالن، ناگ، ناگن، چمار، چمارن۔

5۔ چند مذکر ایسے ہیں جن کے آخر میں نی لگا دینے سے اس کا مونث بن جاتا ہے جیسے اونٹ، اونٹنی، سید، سیدانی، شیر، شیرنی، مہتر، مہترانی

6۔ عربی زبان کے مذکر الفاظ کے آخر میں 'ہ' بڑھا کر مونث بناتے ہیں جیسے والد، والدہ، محترم، محترمہ، مکرم، مکرمہ، سلطان، سلطانہ، معلم، معلمہ

جنس غیر حقیقی: بے جان چیزوں کی تذکر و تانیث کو جنسِ غیر حقیقی کہتے ہیں۔ جنس غیر حقیقی یا تو مذکر ہوتے ہیں یا مونث۔ ان کے مذکر کا مونث یا مونث کا مذکر نہیں ہوتا جیسے جنسِ بحر دریا (مذکر) حیات، بارش (مونث)۔

جنس غیر حقیقی کی تذکیر و تانیث: جنس غیر حقیقی میں مذکر یا مونث پہچاننے کا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ پھر بھی چند قاعدے بیان کیے جا رہے ہیں جن کی مدد سے بعض اسموں میں مذکر یا مونث کی پہچان ہو سکتی ہے۔

1۔ بے جان چیزوں کے نام جن کے آخر میں الف یاہ ہوتا ہے اکثر مذکر ہوتے ہیں جیسے ڈبا، گھڑا، آٹا، لوٹا، حقہ، دروازہ، پیشہ، چشمہ، ہفتہ وغیرہ

اس قاعدے میں چند استثنا بھی ہیں۔ عربی کے سہ حرفی الفاظ جن کے آخر میں الف ہوتا ہے، مونث ہوتے ہیں، جیسے قضا، دوا، خطا، ادا وغیرہ

فارسی کے الفاظ صدا اور ہوا بھی مؤنث ہیں۔

خالص سنسکرت کے الفاظ جو الف پر ختم ہوتے ہیں، مونث ہوتے ہیں۔ جیسے پوجا، ناتا، گنگا، جمنا، مالا وغیرہ۔

2۔ ایسے اسم جن کے آخر میں ی ہو مونث ہوتے ہیں۔ جیسے لکڑی، کوٹھی، گھڑی، روٹی، کشتی وغیرہ۔

3۔ جن الفاظ کے آخر میں ت اورٹ ہوتے ہیں اکثر مونث ہوتے ہیں۔ جیسے عورت، نعمت، دولت، چوکھٹ، بناوٹ، آہٹ وغیرہ لیکن شربت، قامت، پنگھٹ مذکر ہیں۔

4۔ تمام زبانوں کے نام مؤنث ہوتے ہیں، جیسے تلگو، تامل، اردو، ہندی وغیرہ۔

5۔ دن اور مہینے مذکر ہیں۔ اس لیے تمام دنوں اور مہینوں کے نام مذکر ہوتے ہیں، صرف جمعرات مؤنث ہے۔

6۔ پہاڑ مذکر ہے۔ اس لیے تمام پہاڑوں کے نام مذکر ہیں۔

7۔ ستاروں اور سیّاروں کے نام مذکر ہیں، صرف زمین مونث ہے۔

8۔ دھاتوں اور قیمتی پتھروں کے نام مذکر ہوتے ہیں لیکن چاندی مؤنث ہے۔

5.8 تعداد

گنتی کو تعداد کہتے ہیں۔ اسم عام ایک سے زیادہ ہوتا ہے، اس ایک سے زیادہ ہونے کو تعداد کہتے ہیں۔ ایک کو واحد اور ایک سے زیادہ کو جمع کہتے ہیں۔

واحد سے جمع بنانے کے قاعدے

1۔ اگر واحد مذکر الفاظ کے آخر میں الف ہے تو الف کو یائے مجہول (ے) سے بدل کر جمع بناتے ہیں۔ جیسے لڑکا، لڑکے، پردہ، پردے۔

2۔ مؤنث واحد اسموں کے آخر میں یائے معروف (ی) ہو تو 'ی' کے بعد ان بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے لڑکی، لڑکیاں، کرسی، کرسیاں، ٹوپی، ٹوپیاں وغیرہ۔

3۔ جن مؤنث واحد الفاظ کے آخر میں الف ہوتا ہے، جمع میں اس کے بعد (ئیں) بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے گھٹا، گھٹائیں، تمنا، تمنائیں، ہوا، ہوائیں، دوا، دوائیں، خطا، خطائیں۔

4۔ مؤنث واحد اسموں کے آخر میں یا ہو تو ان کی جمع صرف ں بڑھا کر بنائی جاتی ہے۔ جیسے گڑیا، گڑیاں، چڑیا، چڑیاں۔

5۔ بعض واحد مذکر لفظ جن کے آخر میں الف ہوتا ہے، جمع میں آنے سے نہیں بدلتے۔

خالص سنسکرت کے الفاظ جن کے آخر میں الف ہوتا ہے، جمع میں ان کی صورت نہیں بدلتی۔ جیسے راجا، داتا وغیرہ۔

رشتے داروں کے نام جمع میں نہیں بدلتے۔ جیسے ابا، چاچا، نانا، دادو غیرہ۔

فارسی کے اسم فاعل بھی نہیں بدلتے جیسے دانا، بینا، شناسا و غیرہ۔

6۔ جن واحد مذکر اسموں کے آخر میں الف ی ہوتی ان کی واحد اور جمع میں ایک ہی صورت ہوتی ہے۔ جیسے گھر بن گیا .... گھر بن گئے

بھائی آیا ... بھائی آئے

بیل آیا ... بیل آئے

5.9 حالت

اسم کی پانچ حالتیں ہیں۔

1۔ فاعلی حالت 2۔ مفعولی حالت 3۔ ندائی حالت 4۔ خبری حالت 5۔ اضافی حالت

1 - فاصلی حالت : یہ اسم کی وہ حالت ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی کام کا کرنے والا ہے یا وہ کسی خاص حالت میں ہے۔ جیسے:

پرویز کتاب لایا۔

رضیہ نے سبق پڑھا۔

اسلم روٹی کھا رہا ہے۔

ان جملوں میں پرویز اسلم رضیہ سے کسی کام کے سرزد ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ کام کرنے والے کو فاعل کہتے ہیں۔ یہاں پر ویز، رضیہ اور اسلم فاعل ہیں، اس لیے ان کی حالت فاعلی ہے۔ فاعلی حالت کی ایک علامت نے ہے۔ جس اسم کے بعد نے آتا ہے، وہ عموماً فاعل

ہوتا ہے۔

2- مفعولی حالت: یہ وہ حالت ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسم پر کام کا اثر واقع ہوا ہے۔جیسے اسلم کتاب پڑھ رہا ہے۔ یہاں اسلم کام کرنے والا ہے یعنی پڑھنے والا،اور کتاب کام کا اثر لینے والی یعنی پڑھی جانے والی۔کام کرنے والے کو فاعل اور کام کا اثر لینے والے کو مفعول کہتے ہیں۔اس جملے میں کتاب مفعول ہےاوراس کی حالت مفعولی ہے۔مفعولی حالت کی علامتیں کو اورنے ایک ہیں جو کبھی استعمال ہوتی ہیں، کبھی نہیں۔یہ جملے پڑھیے۔

اسلم نے پرویز کو دیکھا

سیاہی دوات میں ڈالی گئی

کتاب ٹیبل پر رکھی ہے۔

احمد نے اسلم سے کہا

احمد بازار تک گیا۔

ان جملوں میں کو اورنے میں تک، مفعولی حالت کی علامتیں ہیں۔

3- ندائی حالت: کسی اسم کو آواز دینے کے لیے جوالفاظ استعمال کرتے ہیں وہ ندائی حالت کو ظاہر کرتے ہیں جیسے احمد یہاں آؤ۔ او لڑکے صاحبو وغیرہ۔

4- خبری حالت کوئی اسم جب کسی واقعہ یا فعل کی خبر دیتا ہے تو وہ خبری حالت میں ہوتا ہے۔جیسے

حامد بیمار ہے۔اسلم اس شہر کا حاکم ہے۔

ان جملوں میں حامد اور اسلم خبری حالت میں ہیں۔

5- اضافی حالت اضافت کے معنی نسبت کے ہیں۔کسی اسم کا تعلق دوسرے اسم سے ظاہر ہو تو وہ اضافی حالت میں ہوگا،جیسے

حامد کا گھوڑا۔ سونے کی انگوٹھی۔

اضافی حالت ظاہر کرنے کے لیے اردو میں کا، کی،کے علامتیں استعمال کی جاتی ہیں۔

5.10 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:

- با معنی لفظ کو کلہ کہتے ہیں اور بے معنی لفظ کو مہمل۔کلمے کے پانچ اجزاہیں۔اسم،ضمیر،صفت، فعل اور تعلقِ فعل۔
- اسم نام کو کہتے ہیں۔اسم کی دو قسمیں ہیں۔اسمِ خاص اور اسمِ عام
- کسی خاص شہر جگہ یاچیز کے نام کو اس خاص کہتے ہیں۔اس کی پانچ قسمیں ہیں علم، عرف، القب، خطاب، تخلص ہے۔
- ایک ہی طرح کی ہر چیز کے ایک ہی نام کو اسمِ عام کہتے ہیں۔اس کی بھی پانچ قسمیں ہیں۔اسمِ ذات، اسمِ کیفیت، اسمِ ظرف،

اسمِ آلہ، اسمِ جمع

- لوازمِ اسم تین ہیں۔ جنس، تعداد اور حالت۔
- اسم کے مذکر یا مونث ہونے کو جنس کہتے ہیں۔ جنس کی دو قسمیں ہیں جنسِ حقیقی اور جنسِ غیر حقیقی۔
- گنتی کو تعداد کہتے ہیں۔ اسم یا تو ایک ہو گا یا ایک سے زیادہ۔ ایک سے زیادہ کو جمع کہتے ہیں۔
- اسم کی پانچ حالتیں ہیں۔ فاعلی، مفعولی، ندائی، خبری اور اضافی حالت۔

5.11 کلیدی الفاظ

الفاظ	معانی
کلمہ	با معنی الفاظ قواعد کی اصطلاح میں کلمہ کہلاتے ہیں
مہمل	بے معنی الفاظ
اسم	وہ الفاظ جو کسی شخص یا جگہ کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں
علم	پیدائش کے وقت رکھے جانے والے نام
لقب	ایسے نام جو کسی خصوصیت یا وصف کی وجہ سے مشہور ہو جائیں
خطاب	کسی کارنامے کی بنا پر حکومت یا سرکار کی طرف سے دیا گیا اعزازی نام
تخلص	مختصر سا قلمی نام

5.12 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی سوالات

1۔ جملہ کیسے بنایا جاتا ہے۔

a) چند حروف کے ذریعہ
b) چند اسما کے ذریعہ
c) چند لفظوں کے ذریعہ
d) فعل کے ذریعہ

2۔ الفاظ کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے؟

a) چار حصوں میں
b) دو حصوں میں
c) تین حصوں میں
d) پانچ حصوں میں

3۔ اسمِ خاص کسے کہتے ہیں؟

a) کسی خاص شخص، خاص جگہ، یا خاص چیز کے نام کو
b) کسی بھی گاؤں کو

c) کسی بھی جانور کو
d) کسی بھی زمانے کو

4۔ کتب خانہ کو کون سا اسم کہا جائے گا۔

a) اسم ذات
b) اسمِ ظرف
c) اسمِ ظرفِ مکان
d) اسم ظرفِ زمان

5۔ تخلص کسے کہتے ہیں؟

a) سرکار کی طرف سے دیے جانے والے اعزاز کو
b) کسی خصوصیت کی وجہ سے مشہور نام کو
c) خاندانی نام کو
d) کسی شاعر کے مختصر قلمی نام کو

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ کلمے کے اجزا کے متعلق اظہار خیال کریں۔
2۔ اسم عام اور اسم خاص کی تعریف سے مثال لکھیں۔
3۔ اسم خاص کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ لوازم اسم کے اقسام پر تفصیل سے روشنی ڈالیے۔
2۔ اسم کی پانچ حالتوں کے متعلق اظہار خیال کیجیے۔

5.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1۔ قواعد اردو — مولوی عبد الحق
2۔ نئی اردو قواعد — عصمت جاوید

معروضی سوالات کے جوابات

(c ۔1 (b ۔2 (a ۔3 (c ۔4 (d ۔5

اکائی6 : ضمیر اور صفت کا بیان

اکائی کے اجزاء

6.0 تمہید

6.1 مقاصد

6.2 ضمیر کی تعریف

6.3 ضمیر کی اقسام، ضمیر شخصی، ضمیر اشارہ، ضمیر تنکیر، ضمیر استفہامیہ، ضمیر موصولہ

6.4 صفت، صفت کی تعریف، صفت کی اقسام، صفتِ ذاتی، صفتِ نسبتی، صفت عددی، صفت مقداری

6.5 اکتسابی نتائج

6.6 کلیدی لافاظ

6.7 نمونہ امتحانی سوالات

6.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

6.0 تمہید

ہر زبان حرف سے لفظ اور لفظ سے جملہ بنانے کے مرحلے سے گزرتی ہے۔ کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ جملے کے مختلف اجزا ہوتے ہیں۔ انھیں کلمہ کہا جاتا ہے، ان کا موزوں اور مناسب استعمال زبان میں جاذبیت خوب صورتی اور اثر پیدا کرتا ہے۔ اردو زبان نے بھی یہ سارے مراحل طے کیے ہیں، جنہیں پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے قواعد اور اصول مدون و مرتب کیے گئے ہیں۔ اس اکائی میں جملے کے اجزا میں سے دو اجزا، ضمیر اور صفت کا بیان کیا جاتا ہے۔

6.1 مقاصد

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ضمیر اور صفت کی تعریف اور اس کی اقسام سے واقف ہو سکیں۔
- ضمیر اور اسم کے درمیان امتیاز کر سکیں۔

- ضمیر اور صفت کے درمیان امتیاز کر سکیں۔

6.2 ضمیر کی تعریف

مندرجہ ذیل جملوں کو غور سے پڑھیے۔

حامد کمرے میں داخل ہوا۔ حامد بڑا پریشان تھا

حامد کتاب تلاش کر رہا تھا

ان جملوں میں لفظ 'حامد' تین بار استعمال ہوا ہے، جس کی وجہ اسم کے بار بار استعمال سے جو تکرار پیدا ہوتی ہے وہ ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ اس سے تحریر کو بچایا جا سکتا ہے چنان چہ یہی جملے مندرجہ ذیل تبدیلی کے ساتھ لکھے جا سکتے ہیں۔

حامد کمرے میں داخل ہوا۔ وہ بڑا پریشان تھا۔

وہ کتاب تلاش کر رہا تھا۔

مندرجہ بالا جملوں میں حامد ایک بار اور دو بار اس کی جگہ لفظ 'وہ' استعمال ہوا ہے۔ اس سے جملہ کے مفہوم پر کوئی اثر نہیں پڑا ہے۔ عبارت یا تحریر میں اسم کے بدلے استعمال کیے جانے والے لفظ کو ضمیر کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ الفاظ جو بجائے اسم کے استعمال ہوتے ہیں۔ ضمیر کہلاتے ہیں۔

ساجد کو بخار ہے، اس لیے وہ دفتر نہیں گیا

سلیم نے کہا، میں آج کھانا نہیں کھاؤں گا۔

آفرین تم بازار جاؤ اور سبزی خرید لاؤ

جناب مجھے آپ سے کام ہے۔

زرین کی کتاب پھٹ گئی ہے، وہ رو رہی ہے۔

پہلے جملے میں ساجد کو بخار آنے کی اطلاع دی جا رہی ہے اور بخار کے سبب دفتر نہ جانے کی وجہ بتائی جا رہی ہے 'وہ' کے ذریعہ حامد کی طرف اشارہ کیا گیا۔

دوسرے جملے میں سلیم اپنے بارے میں اطلاع دے رہا ہے اور اپنے نام کی بجائے لفظ 'میں' استعمال کرتا ہے۔

تیسرے جملے میں آفرین کو تم کے ذریعے مخاطب کیا گیا ہے۔ چوتھے جملے سے احساس ہوتا ہے کہ دو افراد ہیں۔ ایک کوئی بزرگ یا اونچی ہستی کے خطاب کیا جا رہا ہے۔ پہلی بار انہیں جناب کہا گیا اور دوسری بار آپ۔ کہنے والا خود کے لیے 'میں' کا لفظ استعمال کرتا ہے غرض ان ضمیروں کے استعمال کی وجہ سے جملے نام کی تکرار سے بچ گئے ہیں اور بات بھی آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ میں تم 'وہ' آپ مجھے یہ سب ضمیر کہلاتے ہیں ۔ ضمیر سے مراد وہ الفاظ جو سی اسم کی جگہ پر استعمال کیے جائیں۔

ان مثالوں سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ضمیر کی مختلف قسمیں بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً خود کے لیے میں، دوسرے کے لیے تم 'آپ' اور جو سامنے موجود نہیں، اس کے لیئے وہ وغیرہ۔ آیئے ضمیر کی مختلف قسموں کے بارے میں جانکاری حاصل کریں۔

6.3 ضمیر کی اقسام

جس طرح اسم کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں، اسی طرح ضمیر کی بھی مختلف اقسام ہیں۔ ضمیر کی اقسام مثالوں کے ساتھ درج کی جارہی ہیں۔

6.3.1 ضمیرِ شخصی

ذاکر نے کہا میں پڑھ رہا ہوں۔

خالد نے واحد سے پوچھا آپ کیا کر رہے ہیں؟

زاہد نے ساجد سے کہا حامد کا فون آیا تھا وہ کل آئے گا۔

پہلے جملے میں ذاکر نے اپنے بارے میں یہ اطلاع دی کہ دو پڑھ رہا ہے۔ یہاں ذاکر نے اپنے نام کے بجائے یعنی اسم خاص کے بجائے ضمیر 'میں' استعمال کی ہے۔ ضمیر کا ایسا استعمال 'ضمیر شخصی متکلم' کہلاتا ہے۔ متکلم کے معنی ہیں کلام کرنے والا۔ جب کوئی کسی سے بات کرتا ہے تو وہ متکلم کہلاتا ہے۔ اور جس سے بات کی جاتی ہے اسے مخاطب کہتے ہیں۔

دوسرے جملے میں خالد نے واجد سے دریافت کیا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ یہاں واجد کے نام کے بجائے لفظ 'آپ' استعمال کیا گیا۔ دوسروں کے لیے ضمیر کا ایسا استعمال غیر مخاطب کہلاتا ہے۔

تیسرے جملے میں زاہد نے ساجد کو اطلاع دی کہ حامد کا فون آیا تھا وہ کل آئے گا۔ یہاں حامد موجود نہیں ہے اور اس کے لیے ضمیر وہ استعمال کی جارہی ہے۔ ضمیر کا ایسا استعمال 'ضمیر شخصی غائب' کہلاتا ہے۔ ان مثالوں سے پتا چلتا ہے کہ ضمیر شخصی کے استعمال کی تین صورتیں ہیں۔ ایک وہ جو بات کرتا ہے اسے متکلم کہتے ہیں۔ دوسری وہ جس میں کسی سے بات کی جاتی ہے اسے مخاطب کہتے ہیں۔

تیسری وہ جس میں کسی کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے۔ اسے غائب کہتے ہیں ان تینوں سے ظاہر ہے کہ 'وہ' 'آپ' 'تم' وغیرہ افراد کے لیے استعمال کیے جارہے ہیں۔ ایسے ضمیر جو افراد یا اشیا کی جگہ پر استعمال کیے جائیں گے انہیں ضمیر شخصی کہا جائے گا۔

اردو میں ضمائر میں تذکر و تانیث کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔ مثلاً لڑکی اور لڑکے دونوں کے لیے وہ، تم اور آپ استعمال کیے جاتے ہیں۔ جب کہ انگریزی زبان میں لڑکے کے لیے He اور لڑکی کے لیے She کی ضمیر استعمال کی جاتی ہے۔ اسی طرح ضمائر غائب میں واحد اور جمع دونوں کے لیے 'وہ' استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں اشخاص اور اشیا کا امتیاز نہیں ہوتا۔ 'تو' بے تکلفی اور محبت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

6.3.2 ضمیرِ اشارہ

سمیر نے امیر سے پوچھا یہ آم خریدو گے۔

عابد نے زاہد سے دریافت کیا وہ عمارت کتنی بلند ہے؟

پہلے جملے میں لفظ 'یہ' آم کی طرف اشارہ کے لیے استعمال کیا گیا، جو قریب ہیں۔

دوسرے جملے میں لفظ 'وہ' عمارت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال کیا گیا، جو دور ہے۔

وہ ضمیر جو اشارے کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں انھیں ضمیر اشارہ کہتے ہیں۔ واحد اور جمع میں ایک ہی حالت رہتی ہے۔

6.3.3 ضمیرِ تنکیر

الف اور ب کے تحت لکھے گئے جملوں کو غور سے پڑھیے۔

الف	ب
1۔ احمد آیا ہے۔	1۔ کوئی آیا ہے۔
2۔ رشیدہ نے کہا تھا	2۔ کسی نے کہا تھا۔
3۔ یہ کتاب حیدر آباد میں مل جائے گی	3۔ یہ کتاب کہیں تو مل جائے گی۔

آپ نے محسوس کیا ہو گا کہ الف کے تحت لکھے گئے جملوں میں جو اطلاع دی جا رہی ہے وہ صاف ہے۔ مثلاً احمد کے آنے کی اطلاع ہے، جب کہ ب کے جملے سے یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ کون آیا ہے۔ اسی طرح دوسرے جملے میں کہنے والی رشیدہ ہے جب کہ (ب 2) جملے میں پتا نہیں چلتا۔ اسی طرح تیسرے جملے میں مقام واضح ہے یعنی حیدر آباد جب کہ (ب - 3) میں مقام واضح نہیں بلکہ 'کہیں' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ حالاں کہ کوئی اور کسی بھی اہم کی جگہ پر استعمال کیے گئے ہیں۔ یہ بھی تنکیر کہلاتے ہیں۔ غرض ایسے ضمائر جن سے اسم شخصی کا صاف طور سے پتا نہ چلتا ہو انہیں ضمیر تنکیر کہتے ہیں۔ لغت میں تنکیر کے معنی انجان بننا ہے۔ لہٰذا انجان اشیا یا افراد کے لیے استعمال کی جانے والی ضمیر ضمیرِ تنکیر کہلاتی ہے۔

مندرجہ بالا جملوں میں کوئی کسی اور کچھ غیر معین شخص اور غیر معین شے کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔ ان الفاظ کا ایسا استعمال ضمیرِ تنکیر کہلاتا ہے۔ کوئی اشخاص کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور کچھ اشیا کے لیے۔ کچھ کا استعمال کبھی کبھی اشخاص کے لیے بھی کیا جاتا ہے لیکن ہمیشہ جمع مثلاً وہاں بہت لوگ تھے کچھ کھڑے تھے کچھ بیٹھے تھے۔

6.3.4 ضمیر استفہامیہ

کون ہے؟ کہاں سے آئے ہو؟

کیا چاہیے؟ کدھر جانا ہے؟

مندرجہ بالا دونوں جملوں میں سوال پوچھا جا رہا ہے۔ پہلے جملے میں کون اور دوسرے میں کیا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ دونوں لفظ سوال پوچھنے کے لیے استعمال کیے جا رہے ہیں۔ ان میں کون جاندار کے لیے اور 'کیا' بے جان کے لیے مستعمل ہے۔ کہاں 'کیا'، 'کدھر' وغیرہ

بھی پوچھنے کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔ انھیں ضمیر استفہامیہ کہتے ہیں۔ لغت میں استفہام کے معنی پوچھنے کے ہیں۔ ضمیرِ استفہامیہ وہ ہیں جو سوال پوچھنے کے لیے آتی ہیں۔

6.3.5 ضمیرِ موصولہ

1۔ وہ کتاب جو کل خریدی تھی گم ہو گئی۔

2۔ دو لڑکا جو یہاں آیا تھا احمد کا بھائی تھا۔

3۔ جیسا کروگے ویسا بھروگے۔

4۔ جس طرح کہا گیا اس طرح کرنا۔

ان جملوں میں لفظ 'جو' پہلے استعمال میں آنے والے اسم یعنی 'کتاب' اور 'لڑکا' کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ وہ لفظ ہے جو اسم کی جگہ استعمال ہو مگر اس کے ساتھ ہمیشہ ایک جملہ ہوتا ہے جس میں اس کے اسم کا بیان ہوتا ہے۔ اس لیے اسے ضمیرِ موصولہ کا نام دیا گیا ہے۔

6.4 صفت

درج ذیل جملوں کو غور سے پڑھیے۔

- احمد ذہین ہے۔
- سلیم چالاک ہے۔
- گلاب خوب صورت ہے۔
- اس بار آم میٹھے ہیں۔
- سانپ لمبا ہے۔
- اکبر کالا ہے۔
- تالاب گہرا ہے۔

ان جملوں میں ذہین، چالاک، خوب صورت، میٹھا، لمبا اور گہرا ایسے لفظ ہیں جو کسی اسم کی حالت، کیفیت، یا خوبی یا خرابی ظاہر کر رہے ہیں۔ ان الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ کسی اسم کی خصوصیت کیا ہے، انھیں صفت کہا جاتا ہے، یعنی الفاظ صفت وہ ہیں جو کسی امر کی حالت، کیفیت، کمیت، خوبی یا خامی کو ظاہر کریں۔

6.4.1 صفت کی قسمیں

صفت کی کئی قسمیں ہیں۔ ذیل میں انھیں پیش کیا جا رہا ہے۔

6.4.1.1 صفت ذاتی

- احمد حامد سے بہت بڑا ہے۔
- ناگ بڑا زہریلا سانپ ہے۔
- گل دان خوب صورت ہے۔
- دہلی خوب صورت شہر ہے۔
- سمندر نیلا ہے۔

پہلے جملے سے پتا چلتا ہے کہ احمد حامد سے عمر میں بہت بڑا ہے۔ دوسرے جملے میں یہ بتایا جارہا ہے کہ سانپ کی مختلف قسموں میں ناگ سب سے زیادہ زہریلا ہے۔ تیسرے جملے میں گل دان کی خوب صورتی کا بیان ہے اور چوتھا جملہ دہلی کے حسن کی عکاسی کرتا ہے۔ پانچویں جملے میں سمندر کی رنگت کا ذکر ہے۔ ان جملوں میں لفظ بڑا زہریلا، خوب صورت، نیلا ایسے لفظ ہیں، جو شخص، شے اور جگہ کی خوبی، حالت، کیفیت اور رنگ بتارہے ہیں۔ ان الفاظ کو، صفت ذاتی، کہا جاتا ہے۔ یعنی صفتِ ذاتی وہ ہے جس سے کسی چیز یا شخص کی اندرونی یا بیرونی حالت یا کیفیت ظاہر ہو۔

6.4.1.2 صفتِ نسبتی

- میں ہندوستانی ہوں۔
- ہوائی جہاز دیر سے پہنچے گا۔
- ہندوستانی دستور قابلِ تحسین ہے یا نہیں؟
- برفیلی ہوائیں چل رہی ہیں۔
- آبی مخلوق کے زندہ رہنے کے لیے آب ضروری ہے۔

پہلے جملے میں کہنے والا اپنے ملک سے اپنی نسبت کو ظاہر کرتے ہوئے خود کو ہندوستانی بتایا۔ دوسرے جملے میں جہاز کا تعلق ہوا سے یعنی ہوا میں اڑنے والا جہاز، تیسرے پہلے میں دستور کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ اس کی نسبت ہندوستان سے ہے۔ چوتھے جملے میں ہوائیں برف کی طرح سرد ہیں۔ پانچویں جملے میں ایسے جانداروں کا ذکر کیا جارہا ہے، جو پانی میں رہتے ہیں۔

ان جملوں میں ایک شخص شے اور خاصیت کو دوسری شے سے لگاؤ یا نسبت دی جارہی ہے۔ اس کو صفتِ نسبتی کہا جاتا ہے یعنی صفتِ نسبتی وہ ہیں جن سے کسی دوسری شے سے لگاؤ یا نسبت ظاہر ہو۔ اس کے مختلف طریقے ہیں۔

عموماً اسما کے آخر میں یائے معروف کے بڑھانے سے یہ ظاہر ہوتا ہے، جیسے فارسی، ترکی، آبی، پیازی وغیرہ۔

جس کسی اسم کے آخر میں 'ی' یا 'یا آ' ہوتا ہے تو اسے 'واو' سے بدل کر ی بڑھا دینے سے مثلاً دلی، دہلوی، سندیلہ، سندیلوی عیسی، عیسوی وغیرہ بعض اوقات 'و' کو حذف کر دیتے ہیں جیسے مکّی کی مدینہ، مدنی بعض وقت انہ بڑھانے سے بہت ظاہر کرتے ہیں مثلاً عاقلانہ، غلامانہ، مردانہ وغیرہ۔ ہندی میں بھی چند علامتیں ہیں جن کے اسم کے آخر میں 'و' آنے سے صفت نسبتی بن جاتی ہے۔ ایارو پہلا، ان سے

گنوار وغیرہ۔

6.4.1.3 صفت عددی

الف	ب
پانچ آدمی آرہے ہیں۔	کچھ لوگ کھڑے ہیں
کچھ پھول گل دان میں لگائے گئے ہیں	تھوڑے پھول مجھے دو
چار گاڑیاں کھڑی ہیں	چند گاڑیاں کھڑی ہیں
دس بچے کھیل رہے ہیں	چند بچے کھیل رہے ہیں

مندرجہ بالا جملوں سے اسم کی تعداد کا پتا چلتا ہے کہ پانچ آدمی آرہے ہیں۔ گل دان میں پھولوں کی تعداد کچھ ہے۔ چار گاڑیاں چلا رہے ہیں اور کھیلنے والے بچے دس ہیں۔

مختلف جملوں میں اسم کی جو تعداد بتائی جاتی ہے دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ جو کسی مخصوص شئے کی ٹھیک ٹھیک تعداد بتاتی ہے۔ جیسے پانچ آدمی، چار گاڑیاں وغیرہ۔ اسے تعدادِ معین کہتے ہیں۔ دوسرے جب ٹھیک ٹھیک تعداد کسی شخص یا شے کی معلوم نہ ہو، تو اسے تعداد غیر معین کہتے ہیں۔ جس کی مثالیں حصہ ب کے تحت لکھی گئی ہیں۔

6.4.1.4 صفت مقداری

- چار کیلو گھی چاہیے۔
- پانچ گز کپڑا کافی ہے

پہلے جملے میں گھی کے تول کا پتہ چلتا ہے اور دوسرے جملے میں کپڑے کے ناپ کی نمائندگی ہوتی ہے۔ یہ الفاظ دراصل اسما کی مقدار پر روشنی ڈالتے ہیں اس لیے انھیں صفتِ مقداری کا نام دیا گیا ہے۔

6.5 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:

- عبارت یا تحریر میں اسم کے بدلے استعمال کیے جانے والے لفظ کو ضمیر کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ الفاظ جو بجائے اسم کے استعمال ہوتے ہیں۔ ضمیر کہلاتے ہیں۔
- ضمیر شخصی، ضمیر اشارہ، ضمیر تنکیر، ضمیر استفہامیہ، ضمیر موصولہ یہ سب ضمیر کی اقسام ہیں۔
- جو کسی اسم کی حالت، کیفیت، یا خوبی یا خرابی ظاہر کر رہے ہیں۔ ان الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ کسی اسم کی خصوصیت کیا ہے، انھیں صفت کہا جاتا ہے۔
- صفتِ ذاتی، صفتِ نسبتی، صفت عددی، صفت مقداری کا شمار صفت کی قسموں میں ہوتا ہے۔

6.6 کلیدی الفاظ

الفاظ	معنی
اجزا	جُز کی جمع۔ حصے ٹکڑے
مراحل	مرحلہ کی جمع
مرتَّب	ترتیب دیا گیا
مدوّن	جمع کیا ہوا
مفہوم	مطلب جو سمجھ میں آئے، منشا، ارادہ، منصوبہ
عبارت	تحریر
ضمائر	ضمیر کی جمع
متکلم	بات کرنے والا
مخاطب	جس سے بات کی جائے
غائب	پوشیدہ، جو موجود نہ ہو
استفہامیہ	دریافت کرنا

6.7 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی سوالات

1۔ "ساجد کو بخار ہے اس لیے وہ بازار نہیں گیا" اس جملے میں ضمیر کی نشان دہی کیجیے۔

a) اس لیے　　b) بازار

c) وہ　　d) بخار

2۔ ضمیر کسے کہتے ہیں؟

a) وہ لفظ جو اسم کی جگہ آئے　　b) وہ حروف جو فعل کی جگہ آئیں

c) اطلاع دینے والے الفاظ کو　　d) خبر یہ لفظ کو

3۔ ضمیر کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟

a) چار　　b) پانچ

c) تین　　d) دو

4۔ "سمیر نے امیر سے پوچھا یہ آم خریدو گے" اس جملے میں لفظ 'یہ' کون سا ضمیر ہے؟

a) ضمیرِ تنکیر
b) ضمیر استفہامیہ
c) ضمیر موصولہ
d) ضمیرِ اشارہ

5۔ ضمیر استفہامیہ کا استعمال کس لیے کیا جاتا ہے؟

a) حکم دینے کے لیے
b) اجازت لینے کے لیے
c) سوال پوچھنے کے لیے
d) کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ ضمیر کسے کہتے ہیں؟ وضاحت کیجیے۔

2۔ ضمیر شخصی کو مع مثال بیان کیجیے۔

3۔ ضمیر تنکیر سے کیا مراد لیا جاتا ہے؟ لکھیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ صفتِ ذاتی اور صفتِ نسبتی کے بارے میں مع مثال اپنی معلومات کا اظہار کیجیے۔

2۔ صفتِ عددی اور صفتِ مقداری کو مثالوں کے ذریعہ لکھیے۔

6.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1۔ اردو صرف نحو — مولوی عبدالحق

2۔ قواعد اردو — مولوی عبدالحق

3۔ قواعد اردو — خان بہادر پروفیسر فدا علی خاں صاحب مرحوم
ترتیب و تکمیل محمد عبدالسلام خان

معروضی سوالات کے جوابات

(c ۔1 (a ۔2 (b ۔3 (d ۔4 (c ۔5

اکائی 7: فعل اور متعلقات فعل

اکائی کے اجزاء

7.0 تمہید

7.1 مقاصد

7.2 فعل، فاعل اور مفعول

7.3 معنی کے لحاظ سے فعل کی قسمیں - فعل لازم، فعل متعدی، فعل ناقص، فعل معدولہ

7.4 لوازم، فعل، طور، صورت، زمانہ

7.5 زمانے کے لحاظ سے فعل کی قسمیں

7.5.1 فعلِ ماضی

7.5.2 فعلِ حال

7.5.3 فعلِ مستقبل

7.6 علامت فاعل نے

7.7 علامت مفعول کو

7.8 متعلقِ فعل

7.9 اکتسابی نتائج

7.10 نمونے کے امتحانی سوالات

7.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد

7.0 تمہید

اس سے پہلے کہ آپ فعل اور متعلقاتِ فعل سے پوری واقفیت حاصل کریں ذیل میں لکھے ہوئے جملوں کو بلند آواز کے ساتھ پڑھیے اور ان پر غور کیجیے:

- رشیدہ خط لکھی

- اکبر روٹی کھایا
- احمد نے ہنسا
- تم کس کس سے بولنا چاہتے ہو بولو۔ وغیرہ

امید ہے کہ آپ نے ان جملوں پر غور کیا ہو گا اور محسوس کیا ہو گا کہ یہ جملے غلط لکھے گئے ہیں۔ صحیح جملے اس طرح لکھے جاتے: رشیدہ نے خط لکھا، اکبر نے روٹی کھائی وغیرہ، آپ نے جان لیا ہو گا کہ ان میں غلطیوں کی نوعیت کیا ہے؟ مثلاً پہلے جملے میں لفظ نے چھوٹ گیا ہے اور لکھی کی جگہ لکھا ہونا چاہیے اور دوسرے جملے میں بھی نے چھوٹ گیا اور ممکن ہے کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ اکبر تو مذکر ہے لہذا اس مناسبت سے تو کھایا ہی لکھا جانا چاہیے۔ لیکن بات یہ ہے کھائی کا تعلق روٹی سے ہے اور روٹی کی جنس مؤنث ہے اور اسی مناسبت روٹی کھائی، درست ہے اور آپ نے محسوس کیا ہو گا کہ ان جملوں سے کسی کام کے انجام پانے کی اطلاع مل رہی ہے مثلاً خط لکھنا، روٹی کھانا وغیرہ۔ ایسے جملوں کو فعلیہ جملے کہتے ہیں۔ مثلا ان جملوں کو ملاحظہ کیجیے:

1۔ اکبر دوڑا　　2۔ اکبر نے روٹی کھائی　　3۔ بچہ کھیل رہا ہے

4۔ بچی کھیل رہی ہے　　5۔ رشیدہ خط لکھ رہی ہے

آپ نے محسوس کیا ہو گا کہ ان سارے جملوں میں مختلف کاموں کے انجام پانے یا کام کے جاری رہنے کی اطلاع مل رہی ہے لیکن کہیں کام مکمل ہو چکا ہے۔ مثلاً دوڑا، کھایا، لکھا تو کہیں کام جاری ہے، مثلاً کھیل رہا ہے، کھیل رہی ہے۔ کہیں کام مذکر کی جنس کے کام کے تابع ہے تو کہیں مونث کی۔ مثلاً بچہ کھیل رہا ہے، بچی کھیل رہی ہے۔ کہیں جنس تو ایک ہی ہے لیکن لفظوں کی نوعیت بدل گئی ہے مثلا رشیدہ نے خط لکھا، خط لکھ رہی ہے، ایسا کیوں ہوتا ہے۔ انھی باتوں کو اس اکائی میں تفصیل کے ساتھ سمجھایا گیا ہے۔

7.1 مقاصد

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- فعل اور اس کی مختلف قسموں کو مع امثال سمجھا سکیں
- علامت فاعل 'نے' کا استعمال اور اس کی وضاحت کر سکیں
- علامت مفعولی اور علامت طوری کے فرق کو جان سکیں
- متعلقاتِ فعل کے بر محل استعمال سے واقفیت حاصل کر سکیں

7.2 فعل، فاعل اور مفعول

فعل کام کو کہتے ہیں۔ کوئی بھی کام کھانا، پینا، دوڑنا، اٹھنا، بیٹھنا، نہانا ہونا اور رہنا وغیرہ۔ جیسے

جاوید دوڑ رہا ہے

احسان لکھ رہا ہے

امین نہا رہا ہے وغیرہ

(خط کشیدہ الفاظ افعال ہیں)

فاعل وہ ہے جس سے کوئی کام سرزد ہو۔یعنی کام کرنے والے کو فاعل کہتے ہیں۔اگر یہ کہیں کہ جاوید دوڑ رہا ہے تو دوڑنا فعل ہے اور جاوید فاعل ہے کیوں کہ دوڑنے کا عمل جاوید سے انجام پا رہا ہے۔اگر یہ کہیں کہ احسان لکھ رہا ہے تو لکھنا فعل ہے اور احسان فاعل۔اور اگر یہ کہیں کہ امین کھا رہا ہے تو کھانا فعل اور امین فاعل ہے۔کچھ اور مثالیں:

چڑیا چہک رہی ہے

مالی پھول توڑ رہا ہے

(خط کشیدہ لفظ فاعل ہیں)وغیرہ

مفعول وہ ہے جس پر کسی کام کا اثر پڑے۔مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ نصیر کیک کھا رہا ہے تو کھانا فعل، نصیر فاعل اور کیک مفعول ہے۔ وہ اسی لیے کے کھانے کے عمل کا اثر کیک پر پڑ رہا ہے۔امتیاز ٹی وی دیکھ رہا ہے تو دیکھنا، فعل امتیاز، فاعل اور ٹی وی مفعول ہے۔اگر یہ کہیں کہ ذیشان کتاب پڑھ رہا ہے، تو پڑھنا فعل ذیشان فاعل اور کتاب مفعول ہے۔کچھ اور مثالیں :

عرشی کپڑے بدل رہا ہے

صفیہ دروازہ بند کر رہی ہے

رفیق شفیق کو مار رہا ہے

(خط کشیدہ لفظ مفعول ہیں)

7.3 معنی کے لحاظ سے فعل کی قسمیں

معنی کے لحاظ سے فعل کی چار قسمیں ہیں:

1۔ فعلِ لازم 2۔ فعلِ متعدی 3۔ فعلِ ناقص 4۔ فعلِ معدولہ

فعلِ لازم

فعل لازم وہ فعل ہے جس میں کام کا اثر فاعل تک ہی محدود رہے یعنی کام کے پورا کرنے کے لیے مفعول کی ضرورت نہ پڑے۔ مثلا:

مور ناچا، اکبر پہنچا، شاکر آیا وغیرہ

دیکھیے! ان تینوں جملوں میں فاعل کے ساتھ مفعول نہیں ہے۔کیوں کہ ناچنے پہنچنے اور آنے کا کام ان کے فاعل پر ہی ختم ہو رہا ہے۔ فعل لازم کی پہچان یہ ہے کہ اس کے ساتھ مفعول نہیں ہوتا ہے۔مثلاً

عمران دوڑا

کلی کھلی

چور بھاگا وغیرہ

(خط کشیدہ لفظ فعل لازم ہیں)

فعلِ متعدی

وہ فعل ہے جس میں کام کا اثر فاعل سے گزر کر مفعول تک پہنچے۔ یعنی کسی کام کے پورا ہونے میں مفعول کی ضرورت پڑے اور اگر مفعول نہ ہو تو کام ادھورا رہ جائے اور جملہ نامکمل۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ راشد نے کھایا تو یہ کام اس لیے پورا نہ سمجھا جائے گا کہ اس میں یہ نہیں معلوم کہ راشد نے کیا کھایا ہے؟ چنان چہ کھانے کے کام کو مکمل کرنے کے لیے ایک مفعول کی ضرورت پڑے گی۔ مثلا اگر یہ کہا جائے کہ راشد نے کیک کھایا تو یہ جملہ پورا ہو جائے گا۔ یہاں ایک مفعول ہے اور اس کے بغیر جملہ نامکمل تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ فعل متعدی وہ فعل ہے جس میں فاضل کے کام کا اثر ظاہر کرنے کے لیے ایک مفعول کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے

قرآن نے انسان کو جینا سکھایا

حاتم نے غریبوں کو کھانا کھلایا

اکبر نے انصاف کیا

(خط کشیدہ لفظ فعل متعدی ہے اور دوسری قسم کے خط کشیدہ الفاظ مفعول)

فعلِ ناقص

فعلِ ناقص، فعلِ لازم اور فعلِ متعدی سے الگ ہے۔ فعلِ ناقص وہ فعل ہے جس سے فاعل کے کام کے اثر کے بجائے فاعل کی کوئی حالت یا کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً رفیق بیمار ہے، میز پر کتاب ہے، شیر زخمی ہے، پھول لال ہے وغیرہ۔ ان جملوں میں فاعل کی حالت بیان ہوئی ہے۔ کچھ اور مثالیں ملاحظہ کیجیے

آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

تندرستی ہزار نعمت ہے

دل پر جو زخم لگے ہیں وغیرہ

(خط کشیدہ لفظ، فعل ناقص ہے)

فعل معدولہ

فعل مجہول (معدولہ) سے مراد ایسا فعل جس کا اثر صرف مفعول تک محدود رہے یعنی کام کے انجام پانے کا تو اندازہ ہو لیکن کام انجام دینے والے کا پتا نہ چلے۔ عموماً ایسے جملوں میں فاعل کا ذکر نہ ہو۔ صرف مفعول اور فعل کا ذکر ہو۔ مثلاً

گیند پھینکی گئی

تارے دیکھے گئے

کھڑکی کھولی گئی

ان جملوں سے یہ پتا نہیں چلتا کہ کس نے گیند پھینکی، کس نے تارے دیکھے یا کس نے کھڑکی کھولی۔

7.4 لوازم فعل

ہر فعل میں کچھ نہ کچھ خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ ان ہی خصوصیات کو لوازمِ فعل کہا جاتا ہے۔ یہ خصوصیات تین طرح کی ہوتی ہیں:

1۔ طور 2۔ صورت 3۔ زمانہ

ان کا تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

طور

طور فعل کی وہ حالت ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کام خود فاعل سے صادر ہوا ہے یا صرف مفعول پر کام کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) فعلِ معروف (ب) فعلِ مجہول

الف۔ فعل معروف: وہ فعل ہے جس سے مفعول پر فاعل کے کام کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً احمد نے خط لکھا (فاعل مفعول فعل) اکبر نے شیشہ توڑا (فاعل مفعول فعل) راشد نے نماز پڑھی (فاعل مفعول فعل) وغیرہ۔ ان جملوں میں مفعول (خط، شیشہ، نماز) پر فاعل (احمد اکبر راشد) کے کام (لکھا، توڑا، پڑھی) کا اثر معلوم ہوتا ہے اس لیے ایسے فعل کو فعل معروف کہتے ہیں۔

ب۔ فعل مجہول: وہ فعل ہے جس سے مفعول پر فاعل کے کام کا اثر تو معلوم ہو، مگر فاعل معلوم نہ ہو۔ یہ نہ معلوم ہو کہ کام کس نے کیا ہے۔ مثلاً خط لکھا گیا، شیشہ توڑا گیا، نماز پڑھی گئی۔ ان جملوں میں فاعل معلوم نہیں ہے۔ اس لیے ایسے فعل کو فعلِ مجہول کہتے ہیں۔

صورت

ہر فعل کی کوئی نہ کوئی حالت ہوتی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کام کس ڈھنگ سے ہوا ہے۔ فعل کی پانچ صورتیں ہیں۔

الف۔ خبریہ ب۔ شرطیہ ج۔ احتمالی د۔ امریہ ھ۔ مصدریہ

الف۔ خبریہ وہ ہے جو کسی کام کے ہونے کی خبر دے یا کسی کام کے متعلق سوال کرے جیسے چھت گر پڑی، ریل جا رہی ہے، کیا آپ بیٹھنا پسند کریں گے وغیرہ۔

ب۔ شرطیہ: وہ ہے جس میں کسی کام کے لیے کوئی شرط یا تمنا پائی جائے، خواہ جملہ میں کوئی حرف شرط ہو یا نہ ہو۔ جیسے اگر آپ دل لگا کر محنت کریں گے تو ضرور کامیاب ہوں گے (اس جملہ میں 'اگر' اور 'تو' حروف شرط ہیں)۔ اگر تم آجاؤ تو بات بن جائے گی (اس جملہ میں 'اگر' حرف شرط ہے) وغیرہ

ج۔ احتمالی: وہ ہے جس میں کسی کام کے ہونے میں شک پایا جائے۔ مثلاً اس نے خط لکھا ہو گا، پہل اس نے کی ہو گی، مرزا نے خوب کھایا ہو گا وغیرہ

د۔ امر یہ: وہ ہے جس میں کسی کام کا حکم دیا جائے۔ مثلاً کتاب پڑھو، پانی پیو، تشریف لائیے وغیرہ۔

ھ۔ مصدر یہ، وہ ہے جس میں کام کا ہونا وقت کے تعین کے بغیر ہو۔ اس کے آخر میں ہمیشہ نا ہوتا ہے جیسے ہونا، کرنا، کھانا وغیرہ۔

زمانہ

ہر کام کے لیے کسی نہ کسی زمانہ کا ہونا ضروری ہے۔ کیوں کہ جب کوئی کام سرزد ہوتا ہے تو اس کا تعلق کسی نہ کسی زمانے سے ہوتا ہے۔ یا تو کام کسی زمانے میں مکمل ہو چکا ہو یا کام جاری ہو یا پھر انجام دیا جانے والا ہو۔ مثلاوہ زمانہ جس میں کام تکمیل پا چکا ہو، اسے ماضی کہتے ہیں۔ وہ زمانہ جس میں کام انجام دیا جا رہا ہے، اسے حال کہتے ہیں اور جس زمانے میں کام شروع ہو گا اسے مستقبل کہتے ہیں۔ گویا تین زمانے ماضی حال اور مستقبل ہیں۔ لہٰذا ہر کام ان تین زمانوں میں سے کسی ایک سے تعلق رکھتا ہے۔

7.5 زمانے کے لحاظ سے فعل کی قسمیں

زمانے کے لحاظ سے فعل کی تین قسمیں ہیں۔ ان جملوں کو پڑھیے:۔

میں نے کچھ دن پہلے ایک پودا لگایا تھا۔ آج اس میں پھول لگے ہیں۔ کل پھل بھی لگیں گے۔

ان تین جملوں میں تین زمانے ہیں۔ پہلے جملہ میں گزرا ہوا زمانہ ہے۔ دوسرے میں موجودہ زمانہ ہے اور تیسرے میں آنے والے زمانے کا ذکر ہے۔ پہلے جملے کے فعل کو فعلِ ماضی، دوسرے کو فعلِ حال اور تیسرے کو فعل مستقبل کہتے ہیں۔ آیئے اب ان کی تفصیل دیکھیں:

7.5.1 فعلِ ماضی

مذکورہ مثالوں سے آپ سمجھ ہی چکے ہوں گے کہ فعلِ ماضی وہ کام ہے جو گزرے ہوئے زمانے میں انجام پایا ہو۔ مثلاً میں نے کچھ دن پہلے پودا لگایا تھا۔ اس جملہ میں پودا لگانے کا کام کچھ دن پہلے انجام پا چکا ہے۔ اسی طرح

عمر نے کتاب پڑھی

صبیحہ نے پھول اگائے تھے

حسینہ نے گھر سجایا تھا وغیرہ

ان جملوں میں عمر، صبیحہ اور حسینہ نے جو کام کیے ہیں، ان کا تعلق گزرے ہوئے زمانے سے ہے۔

کچھ اور مثالیں: اکبر نے کتاب لکھی

وہ بہت دور سے آیا تھا

میں نے دور سے دیکھا تھا وغیرہ

خط کشیدہ الفاظ فعل ماضی کو ظاہر کرتے ہیں)

فعل ماضی کی قسمیں:

فعل ماضی کی چھ (6) قسمیں ہیں۔

انہیں ذہن نشین کرنے سے پہلے درج ذیل نقشے کو ملاحظہ فرمایئے:

اکبر	-------- آیا
	-------- آیا ہے
	-------- آیا تھا
	-------- آیا ہو گا
	-------- آرہا تھا
	-------- آتا تو

اس نقشہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ ماضی میں اکبر کے آنے کی چھ (6) صورتیں ہیں۔ پہلی صورت میں اکبر کے صرف آنے کا ذکر ہے یعنی وہ آیا۔ اسے ماضی مطلق کہتے ہیں۔ دوسری صورت میں اکبر کو آئے ہوئے تھوڑی دیر ہوئی ہے یعنی ابھی آیا ہے۔ اسے ماضی قریب کہتے ہیں۔ تیسری صورت میں اکبر کو آئے ہوئے بہت دیر ہو چکی ہے۔ اسے ماضی بعید کہتے ہیں۔ چوتھی صورت میں اکبر کے آنے کے بارے میں شک پایا جاتا ہے اسے ماضی شکّیہ (احتجاجی) کہتے ہیں۔ پانچویں صورت میں اکبر کے آنے کا کام ابھی جاری ہے اسے ماضی استمراری کہتے ہیں۔ آخری صورت میں اکبر کا آنا شرط کے ساتھ پایا جاتا ہے اسے ماضی شرطیہ کہتے ہیں۔

چناں چہ ماضی کی کل یہ چھ (6) قسمیں ہوئیں۔ آیئے ایک بار پھر ان کے نام دہرائیں (الف) ماضی مطلق آیا (ب) ماضی قریب (ہے) (ج) ماضی بعید (تھا) (د) ماضی شکیہ (ہو گا) (و) ماضی استمراری (آرہا تھا) اور (ہ) ماضی شرطیہ (آتا تو) وغیرہ۔ ذیل میں ان سب کا تفصیلی مطالعہ کریں:

(الف) ماضی مطلق:

ماضی مطلق وہ ہے جس سے کسی فعل کا صرف صادر ہونا معلوم ہو۔ یہ نہ معلوم ہو کہ اس کام کو صادر ہوئے کتنا وقت ہوا ہے۔ چنان چہ ماضی مطلق وہ ہے جس سے کسی کا کا صرف انجام پانا معلوم ہو۔ مثلاً اکبر آیا۔ اس جملہ میں صرف اکبر کا آنا معلوم ہوتا ہے اور کچھ نہیں۔ کچھ اور مثالیں:

اس نے سبق پڑھا

میں نے خط لکھا

تم نے تربوز کھایا وغیرہ

(خط کشیدہ لفظ ماضی مطلق کو ظاہر کرتا ہے)

ماضی مطلق بنانے کا قاعدہ

مصدر 'آنا' سے علامت مصدر نا گرا کر یا لگانے سے ماضی مطلق (آیا) بن جاتا ہے۔ مصدر 'کھانا' سے نا گرا کر یا لگانے سے کھایا اور مصدر اٹھانا، سے 'نا' گرا کر یا لگانے سے اٹھایا بن جاتا ہے۔

(ب) ماضی قریب

ماضی قریب وہ ہے جس میں کسی کام کو انجام پائے تھوڑا ہی وقت ہوا ہو۔ مثلاً: اکبر آیا ہے، اندھیرا چھایا ہے وغیرہ۔ کچھ اور مثالیں:

کیا عمارت غموں نے ڈھائی ہے

ان کے چہرہ پر نور آیا ہے

میرے گلشن میں پھول مہکا ہے وغیرہ.

(خط کشیدہ الفاظ ماضی قریب کو ظاہر کرتے ہیں)

ماضی قریب بنانے کا قاعدہ

ماضی مطلق کے آگے 'ہے' بڑھانے سے ماضی مطلق بن جاتا ہے۔ مثلاً اکبر آیا۔ اکبر آیا ہے۔ اندھیرا چھایا ہے اندھیرا چھایا ہے پھول مہکا سے پھول مہکا ہے وغیرہ

(ج) ماضی بعید :

ماضی بعید وہ ہے جس میں کسی فعل کو انجام پائے ہوئے بہت دیر ہو چکی ہو۔ مثلا اکبر آیا تھا۔ (یعنی اکبر کو آئے ہوئے بہت دیر ہو چکی ہے)۔ اندھیرا چھایا تھا۔ پھول کھلا تھا وغیرہ۔ کچھ اور مثالیں:

چاند نکلا تھا

بادل گر جا تھا

بارش ہوئی تھی

(خط کشیدہ الفاظ ماضی بعید کو ظاہر کرتے ہیں)

ماضی بعید بنانے کا قاعدہ

ماضی مطلق کے آگے 'تھا' بڑھانے سے ماضی بعید بن جاتا ہے۔ مثلاً اکبر آیا (ماضی مطلق) سے اکبر آیا تھا۔ پھول کھلا سے پھول کھلا تھا۔ چاند نکلا سے چاند نکلا تھا وغیرہ۔

نوٹ: ماضی بعید میں اگر فعل متعدی آئے تو 'نے' کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً اس نے کھایا تھا، میں نے لکھا تھا وغیرہ

(د) ماضی شکّیہ

ماضی شکّیہ وہ ہے جس میں کسی کام کا زمانہ میں ہونا شک کے ساتھ پایا جائے۔ مثلاً: اکبر آیا ہو گا، پھول کھلا ہو گا، اندھیرا چھایا ہو گا وغیرہ: کچھ اور مثالیں:

ریل چلی ہو گی

ساز پہنچ گئے ہوں گے

دوست مل گئے ہوں گے وغیرہ

(خط کشیدہ الفاظ ماضی شکیہ کو ظاہر کرتے ہیں)

ماضی شکیہ بنانے کا قاعدہ

ماضی مطلق کے آیا کے بعد ہو گا بڑھانے سے ماضی شکیہ بن جاتا ہے۔ جیسے اکبر آیا (ماضی مطلق) سے اکبر آیا ہو گا۔ پھول کھلا سے، پھول کھلا ہو گا اور اندھیرا چھایا سے اندھیرا چھایا ہو گا وغیرہ۔

(ھ) ماضی استمراری یا ماضی ناتمام:

ماضی ناتمام وہ ہے جس سے کسی کام کا گذشتہ زمانے میں جاری رہنا معلوم ہوتا ہو۔ مثلاً بجلی کڑک رہی تھی۔ آگ جل رہی تھی۔ خاک اڑ رہی تھی وغیرہ۔ ان جملوں سے کام کا جاری رہنا معلوم ہوتا ہے۔ یعنی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بجلی کڑک کر تھم گئی ہے۔ آگ جل کر بجھ گئی ہے۔ خاک اڑ کر بیٹھ گئی ہے وغیرہ۔ لہذا یہ ماضی ناتمام ہے۔ کچھ اور مثالیں :

اکبر اخبار پڑھ رہا تھا

میں جوتے خرید رہا تھا

کار جا رہی تھی وغیرہ

(خط کشیدہ الفاظ ماضی استمراری کو ظاہر کرتے ہیں)

ماضی ناتمام بنانے کا قاعدہ

علامت مصدر نا کو گرا کر رہا تھا، یا تا تھا لگاتے ہیں۔ مثلا خریدنا سے خرید رہا تھا یا خریدتا تھا۔ جانا سے جا رہا تھا یا جاتا تھا اور پڑھنا سے پڑھ رہا تھا یا پڑھتا تھا وغیرہ۔

(و) ماضی شرطیہ

ماضی شرطیہ وہ ہے جس میں گذشتہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا ہونے میں کوئی شرط یا تمنا پائی جائے۔ مثلاً وہ محنت کرتا تو کامیاب ہوتا۔ اگر بارش ہوتی تو فصل اچھی ہوتی۔ اگر تم آتے تو بات بن جاتی وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک جملہ میں یہ شرط رکھی گئی ہے کہ یہ ہوتا تو وہ ہوتا یا وہ ہوتا تو یہ ہوتا وغیرہ۔ اس لیے ایسے ماضی کو ماضی شرطیہ کہا جاتا ہے۔ کچھ اور مثالیں:

تم اگر ہاتھ بڑھاتے تو دونوں میں دوستی ہو جاتی

وہ اگر ورزش کرتا تو صحت مند رہتا

میں اگر تیز چلتا تو اسے جا لیتا وغیرہ۔

(خط کشیدہ الفاظ ماضی شرطیہ کو ظاہر کرتے ہیں)

ماضی شرطیہ بنانے کے قاعدے

1۔ ماضی مطلق کے آگے ہوتا توبڑھاتے ہیں۔ مثلاً

آیا سے آیا ہوتا، کھایا سے کھایا ہوتا، لایا سے لایا ہوتا تو وغیرہ

2۔ علامت مصدر 'نا' دور کر کے ناتوبڑھاتے ہیں۔ مثلا

آنا سے آتا تو جانا سے جاتا تو کھانا سے کھاتا تو وغیرہ

7.5.2 فعلِ حال

موجودہ زمانے میں ہونے والے فعل کو فعلِ حال کہتے ہیں۔ مثلاً آپ اس وقت پڑھ رہے ہیں، میں لکھ رہا ہوں، وہ دیکھ رہا ہے، وغیرہ کچھ اور مثالیں:

وہ دوڑ رہا ہے

ریل جا رہی ہے

بجلی کڑک رہی ہے، وغیرہ

(خط کشیدہ الفاظ فعل حال کو ظاہر کر رہے ہیں)

فعلِ حال کی قسمیں

فعل ماضی کی طرح فعلِ حال کی بھی چھ (6) قسمیں ہیں۔ یہ نقشہ دیکھیے :

تو.....

-------	آتا.....آیا
-------	آرہا .....ہے
-------	آتا .....ہوتا
-------	آئے.....
-------	آ.....
-------	مت آ.....

یہ فعل حال کی چھ (6) قسمیں ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ حالِ مطلق 2۔ حالِ ناتمام 3۔ حالِ شکیہ 4۔ مضارع 5۔ فعلِ امر 6۔ فعلِ نہی

ان چھ قسموں کی تفصیل اس طرح ہے:

1) حالِ مطلق:

جس میں زمانۂ حال کسی تخصیص کے بغیر ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً وہ آتا ہے، ہاتھی جھولتا ہے، بادل گرجتے ہیں، وغیرہ۔ ان جملوں میں نہ کام جاری

ہے (وہ آرہا ہے) نہ کام کے ہونے میں شک ہے (وہ آرہا ہو گا) نہ کام کا حکم دیا جارہا ہے (تو آ) اور نہ ہی کام کے کرنے سے منع کیا جارہا ہے (تو مت آ) وغیرہ۔ لہذا یہ حال مطلق ہے۔

کچھ اور مثالیں : سورج چمکتا ہے

آگ سلگتی ہے

سردی پڑتی ہے وغیرہ

(خط کشیدہ الفاظ حال مطلق کو ظاہر کرتے ہیں)

حال مطلق بنانے کا قاعدہ

علامت مصدر ناگرا' کرتا ہے' لگاتے ہیں۔

2) **حال ناتمام**

زمانۂ حال میں اگر کوئی کام ابھی مکمل نہیں ہوا ہو، تو اسے حال ناتمام کہتے ہیں۔ مثلاً وہ آرہا ہے، ہاتھی جھوم رہا ہے، بادل گرج رہے ہیں وغیرہ۔

ان مثالوں کو حالِ مطلق کی مثالوں سے تقابل کر کے دیکھیے۔ دونوں کا فرق واضح ہو جائے گا۔

کچھ اور مثالیں: شاہدہ کھانا پکا رہی ہے

گھر کی چھت ٹپک رہی ہے

بچے گلی میں کھیل رہے ہیں

(خط کشید و الفاظ حال ناتمام کو ظاہر کرتے ہیں)

حالِ ناتمام بنانے کا قاعدہ

علامت مصدر ناگرا کر رہا ہے بڑھانے سے حالِ ناتمام بنتا ہے۔ مثلاً

آنا سے آرہا ہے، جانا سے جارہا ہے، کھیلنا سے کھیل رہا ہے وغیرہ

3) **حالِ شکّیہ**

وہ حال ہے جس میں کسی کام کے کرنے یا ہونے میں شک پایا جائے۔ مثلاً

دہ آرہا ہو گا، ہاتھی جھوم رہا ہو گا، بادل گرج رہے ہوں گے وغیرہ

ان مثالوں کو حالِ مطلق اور حالِ ناتمام سے تقابل کر کے دیکھیے تا کہ تینوں کا فرق واضح ہو جائے۔

کچھ اور مثالیں : لڑکے کھیل رہے ہوں گے

شاید وہ آرہا ہو گا

مہمان آگئے ہوں گے وغیرہ

(خط کشیدہ لفظ حال ناتمام کو ظاہر کرتا ہے)

حال شکیہ بنانے کا قاعدہ

علامت مصدر نا گرا کر تا ہو یا تا ہو گا 'یا' رہا ہو گا یا صرف ہو گا بڑھاتے ہیں۔

4) **مضارع**

مضارع زمانہ حال کا وہ فعل ہے جس سے حال اور مستقبل دونوں زمانے سمجھ میں آئیں۔ یعنی ایک ایسا کام جس میں زمانہ حال کے علاوہ زمانۂ مستقبل کی جھلک بھی موجود ہو۔ مثلاً

وہ آئے، ہاتھی چومے، بادل گرجے وغیرہ

ان مثالوں کو پچھلی مثالوں سے تقابل کر کے دیکھیں تو فرق واضح ہو جائے گا۔

کچھ اور مثالیں: وہ جو گیت گائے

بادل جب چھائے

اس کی کون خبر لائے وغیرہ

مضارع بنانے کا قاعدہ

علامت مصدر 'نا' گرا کر یائے مجہول (ے) بڑھانے سے فعل مضارع بنتا ہے۔ مثلاً آیا سے، آئے جانا سے، جائے، چھانا سے چھائے وغیرہ

5) **فعل امر**

فعل امر وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا حکم یا التجا پائی جائے۔ مثلاً

تو آوہ تو لکھ آپ تشریف رکھیے وغیرہ۔ ان جملوں میں حکم یا التجا موجود ہے

کچھ اور مثالیں : بڑوں کا کہنا مان

علم کی قدر کر

اللہ کے بندوں سے محبت کرو وغیرہ

(خط کشیدہ الفاظ فعل امر کو ظاہر کرتے ہیں)

فعل امر کئی طرح سے استعمال ہوتا ہے۔

1۔ چھوٹوں اور بے تکلف دوستوں کے لیے :	تو ، تم۔	تو آ، تم کرو، تو بڑھ وغیرہ
2۔ بڑوں کی تعظیم کے لیے	آپ۔	آپ آیئے آپ کیجیے وغیرہ
3۔ کبھی علامت مصدر 'نا' کی صورت میں :	'نا'۔	آپ آیئے نا آپ کھا لیجیے نا وغیرہ

فعلِ امر بنانے کا قاعدہ

علامت مصدر نا گرا دینے سے فعل امر باقی رہ جاتا ہے۔ مثلاً کھانا سے کھا، پڑھنا سے پڑھ، لکھنا سے لکھ وغیرہ

6) **فعلِ نہی**

فعلِ نہی وہ فعل ہے جس میں کسی کام کے نہ کرنے کا حکم پایا جائے۔ مثلاً

مٹی مت کھا، سگریٹ مت پی، وقت بے کار نہ کر۔

کچھ اور مثالیں: آگ مت جلا

پانی نہ پھینک

دروازہ مت کھول وغیرہ

فعل نہی بنانے کا قاعدہ

فعل امر سے پہلے لفظ نہ یا مت بڑھانے سے فعل نہی بنتا ہے۔ ملا کر سے ملا نہ کر۔ خط لکھ سے خط نہ لکھے۔ جھوٹ بول سے جھوٹ نہ بول وغیرہ

7.5.3 فعلِ مستقبل

فعلِ مستقبل وہ فعل ہے جس میں کسی فعل کا آئندہ زمانے میں واقع ہونا پایا جائے۔ مثلاً کل پھول کھلیں گے، خوشبو پھیلے گی، لوگ آئیں گے وغیرہ

ان جملوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کام آئندہ زمانے میں ہونے والا ہے۔ لہذا ایسا کام جو آنے والے زمانے میں ہونے والا ہو فعل مستقبل کہلاتا ہے۔

کچھ اور مثالیں: کل تنخواہ ملے گی

کالج دو دن بعد کھلے گا

یہ دن بھی گزر جائیں گے

(وغیرہ خط کشید و لفظ فعل مستقبل کو ظاہر کرتا ہے)

فعلِ مستقبل بنانے کا قاعدہ

قاعدہ نمبر 1: فعل مضارع کے آگے گا بڑھانے سے بنتا ہے۔ مثلاً

وہ آئے سے وہ آئے گا

ہاتھی جھولے سے ہاتھی جھولے گا

ہوا چلے سے، ہوا چلے گی وغیرہ

قاعدہ نمبر2: کبھی مضارع سے یائے مجہول (ے) گرا کر تا رہے گا، بڑھاتے ہیں۔ مثلاً

وہ کھائے سے وہ کھاتا رہے گا

وہ کرے سے وہ کرتا رہے گا

تو ہنستا سے تو ہنستا رہے گا

قاعدہ نمبر3 : کبھی کبھی مصدر کے آخر حرف الف کو یائے مجہول (ے) سے بدل کر اس کے ساتھ 'کا نہیں' کے نہیں کی نہیں بڑھاتے ہیں جس سے مستقبل کے معنی نکلتے ہیں۔ مثلاً

وہ آنے کا نہیں

یہ روگ جانے کا نہیں

وہ پڑھنے کی نہیں وغیرہ

یہ استعمال ہمیشہ نفی (نہیں) کے معنی میں ہوتا ہے۔

قاعدہ نمبر4 : کبھی مصدر کے آخری حرف 'الف' کو یائے مجہول (ے) سے بدل کر 'والا ہے' بڑھا کر مستقبل کے معنی لیے جاتے ہیں۔ مثال

اکبر گانے والا ہے، بارش ہونے والی ہے، آگ لگنے والی ہے، وغیرہ

قاعدہ نمبر5 : کبھی علامت مستقبل گا گرا کر بھی بناتے ہیں۔ مثلاً ہو گا سے ہو، جیسے ایسا بھی ہو۔ شاید ایسا نہ ہو، وغیرہ۔

7.6 علامت فاعل نے

علامت فاعل 'نے' کا استعمال فعلِ متعدی کے ماضی کے صیغوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ فعل متعدی کی یہ چند مثالیں دیکھیے۔

اکبر نے کتّے کو مارا

اختر نے گھر بنایا ہے

رشید نے کتاب لکھی ہو گی

میں نے اس سے کہا تھا، وغیرہ

فعل متعدی کی یہ چار مثالیں، فعل ماضی کی چار قسموں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ 'نے' کے استعمال کا تعلق ماضی سے بہت گہرا ہے۔ آیئے اب تفصیل سے 'نے' کے استعمال کے قاعدے دیکھتے ہیں۔

نے کے استعمال کے مختلف قاعدے

قاعدہ نمبر1:

نے کا استعمال ماضی کے چار (4) صیغوں میں ہوتا ہے:

1-ماضی مطلق 2-ماضی قریب 3-ماضی بعید 4-ماضی شکیہ

ماضی مطلق	اس نے خط لکھا	-
ماضی قریب	اس نے خط لکھا	ہے
ماضی بعید	اس نے خط لکھا	تھا
ماضی شکیہ	اس نے خط لکھا	ہو گا

قاعدہ نمبر2:

ماضی کے دو(2)صیغوں ماضی ناتمام (یاماضی استمراری)اور ماضی شرطیہ میں 'نے 'کا استعمال نہیں کیا جاتا اور اگر کیا جائے تو جملہ غلط ہو گا۔ مثلاً پڑھتا تھا اور ہنستی تھی ماضی ناتمام کے افعال ہیں۔ اس کا صحیح اور غلط استعمال ذیل میں ملاحظہ کیجیے۔

صحیح	غلط
اکبر قرآن پڑھتا تھا	اکبر نے قرآن پڑھتا تھا
رشیدہ تھیلی سیتی تھی	رشیدہ نے تھیلی سیتی تھی

گیاہوتا اور ملاہوتا، ماضی شرطیہ کے افعال ہیں۔ ان کا صحیح اور غلط استعمال دیکھیے :

صحیح	غلط
اگر سلیمان گیاہوتا	اگر سلیمان نے گیاہوتا
اگر احمد اپنے دوست سے ملاہوتا	اگر احمد نے اپنے دوست سے ملاہوتا

یادر ہے کہ ماضی کی کل چھ قسمیں ہیں: ان میں سے چار قسموں میں 'نے 'کا استعمال ہوتا ہے اور دو(2) قسموں میں نہیں ہوتا یہ نقشہ دیکھیے :

ماضی مطلق	میں نے استعمال ہوتا ہے
ماضی قریب	
ماضی بعید	
ماضی شکیہ	

ماضی تاتمام (استمراری)

ماضی شرطیہ میں نے استعمال نہیں ہوتا۔

قاعدہ نمبر3:

نے کے استعمال سے فعل ہمیشہ مفعول کے تابع ہو جاتا ہے۔ یعنی مفعول جیسا ہو گا ویسا ہو گا، مفعول اگر مذکر ہے تو فعل بھی مذکر

ہو گا۔ مفعول اگر مؤنث ہو گا تو فعل بھی مؤنث ہو گا۔ مفعول واحد ہو تو فعل بھی واحد ہو گا۔ مفعول جمع ہو تو فعل بھی جمع ہو گا۔ الفاظ دیگر فاعل کا اثر مفعول پر نہیں پڑتا۔ فاعل چاہے مذکر ہو یا مؤنث واحد ہو یا جمع، فعل مفعول ہی کے تابع ہو گا۔ مثلاً

فعل فاعل کے تابع (غلط)	فعل مفعول کے تابع (صحیح)
رشیدہ نے آم کھائی فاعل مفعول فعل	رشیدہ نے آم کھایا فاعل مفعول فعل
رشیدہ مونث ہے اس لیے اس کے فعل (کھائی) کو مونث بنایا گیا ہے	آم مذکر ہے اس لیے اس کے فعل (کھایا) کو مذکر بنایا گیا ہے۔

اس طرح واحد جمع کی مثال دیکھیے

فعل فاعل کے تابع (غلط)	فعل مفعول کے تابع (صحیح)
احمد نے خطوط لکھا فاعل مفعول فعل	احمد نے خطوط لکھے فاعل مفعول فعل
احمد واحد ہے، اس لیے فعل واحد ہے، جو غلط ہے	خطوط جمع ہے اس لیے فعل جمع ہے جو صیح ہے

اب یہ نقشہ تفصیل سے دیکھیے۔

جنس و تعداد	فاعل	نے	مفعول	فعل
مذکر	اکبر	نے	آم	کھایا
مونث	رشیدہ	نے	آم	کھایا
مذکر	اکبر	نے	ٹوپی	پہنی
مونث	رشیدہ	نے	ٹوپی	پہنی
واحد	اکبر	نے	کتاب	پڑھی
	رشیدہ	نے	کتاب	پڑھی
جمع	اکبر	نے	کپڑے	بدلے
	رشیدہ	نے	کپڑے	بدلے

غور سے دیکھیے ان جملوں میں فعل، مفعول کے تابع ہے۔

قاعدہ نمبر 4:

بعض فعل ایسے ہیں جن کے ساتھ 'نے' آتا ہے اور نہیں بھی آتا۔ جب وہ فعل لازم کے طور پر استعمال ہوتے ہیں تو 'نے' نہیں آتا

اور جب فعل متعدی کی صورت میں ہوتے ہیں تو 'نے' استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً: ہارنا، جیتنا وغیرہ

فعل	فعل لازم	فعل متعدی
ہارنا	میں ہار گیا	میں نے بازی ہار دی
جیتنا	میں جیت گیا	میں نے میچ جیت لیا
پڑھنا	یہ کتاب میں پڑھ چکا ہوں	میں نے کتاب پڑھ لی
پکارنا	میں پکار اٹھا	میں نے اسے پکارا

قاعدہ نمبر 5:

بعض افعالِ لازم کے ساتھ 'نے' آتا ہے۔ مثلاً تھوکنا وغیرہ۔

تم نے تھوکا، وغیرہ

قاعدہ نمبر 6:

اگر کوئی متعدی فعل، فعل لازم کے ساتھ امدادی فعل کے طور پر آئے تو نے استعمال نہیں ہوتا۔

مثلاً تم رو دیے وغیرہ

اس جملہ میں رو دیے فعل لازم ہے اور دینا (جو فعل متعدی ہے) امدادی فعل کے طور پر آیا ہے۔ امدادی فعل وہ ہے جو اصل فعل کے معنی میں اضافہ کرے یا اسے محدود کرے۔ مثلاً میں خط لکھ چکا۔ اس جملہ میں لکھنا اصل فعل ہے اور چکنا امدادی فعل۔

قاعدہ نمبر 7:

کبھی امدادی فعل کے آنے سے فعل لازم فعل متعدی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں 'نے' استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً رشید نے مجھے جانے نہ دیا

اکبر نے مجھے سونے نہ دیا

ان جملوں میں جانے اور سونے افعال لازم ہیں۔ نہ دیا اگر فعل متعدی ہے مگر یہاں امدادی فعل کے طور پر کام کر رہا ہے۔

اگر آپ نے، کا استعمال درست ہو گیا تو آپ کی زبان بڑی حد تک درست ہو جائے گی۔ لہٰذا اوپر بتائے ہوئے قاعدوں کو خوب ذہین نشین کر لیجیے۔

7.7 علامتِ مفعول کو

کو علامت مفعول ہے، یعنی جہاں مفعول آتا ہے، وہاں اکثر 'کو' استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً میں نے احمد کو دیکھا۔ وہ اکبر کو جانتا ہے۔ استاد نے بچہ کو مارا۔ نوکر کو آواز دو وغیرہ

ان جملوں میں احمد، اکبر اور بچہ مفعول ہیں۔

علامتِ مفعول کو استعمال کرنے کے قواعد

1۔ جب جملہ میں ایک ہی مفعول ہو اور وہ کوئی بے جان چیز ہو تو علامت مفعول 'کو' استعمال نہیں ہوتی، جیسے

میں کیک کھاتا ہوں

احمد کپڑے پہن رہا ہے وغیرہ

ان جملوں میں کیک اور کپڑے مفعول ہیں اور چوں کہ یہ بے جان چیزیں ہیں، اس لیے ان کے ساتھ کو استعمال نہیں ہوا ہے۔

2۔ جب مفعول جان دار ہو تو اس کے ساتھ اکثر علامت مفعول 'کو' استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً

میں نے احمد کو دیکھا

اکبر نے شیر کو مارا

بلی نے چوہے کو پکڑا

اس نے ڈرائیور کو پیٹا وغیرہ

ان جملوں میں احمد، شیر، چوہے اور ڈرائیور جان دار مفعول ہیں، اس لیے، کو، استعمال ہوا ہے۔

آگے بڑھنے سے پیشتر ان دو جملوں پر غور کیجیے۔

میں نے ایک شیر دیکھا

میں نے اس شیر کو دیکھا

ان دونوں جملوں، میں شیر جان دار مفعول ہے۔ اس کے باوجود پہلے جملہ میں 'کو' استعمال نہیں ہوا ہے اور دوسرے جملہ میں شیر کے ساتھ 'کو' استعمال ہوا ہے۔ ایسا کیوں؟ ایسا اس لیے ہے کہ پہلے جملہ میں شیر کوئی بھی شیر ہے جبکہ دوسرے جملہ میں شیر کوئی خاص شیر ہے، جس کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے۔ چناں چہ جب مفعول عام جان دار ہو تو، کو، کی ضرورت نہیں ہے اور جب مفعول کوئی خاص جان دار ہو تو کو استعمال ہوتا ہے۔ مسعود ایک خاص آدمی کا نام ہے، لہذا ہم کہیں گے کہ ہم نے مسعود کو دیکھا وغیرہ۔

3۔ محاوروں میں علامت مفعول استعمال نہیں ہوتی۔ مثلاً

صحیح	غلط
قدم بڑھانا	قدم کو بڑھانا
سر پھوڑنا	سر کو پھوڑنا
تارے گننا	تاروں کو گننا
گھُٹنے ٹیکنا	گھٹنوں کو ٹیکنا

4۔ جب کسی جملہ میں دو مفعول ہوں، ایک قریب اور ایک بعید (دور) تو قریب کے مفعول کے ساتھ 'کو' نہیں لگاتے، مثلاً میں نے تمہاری کتاب ارشد کو دی

اس جملہ میں کتاب قریب کا مفعول ہے اور ارشد بعید کا مفعول ہے۔ اس لیے کتاب کے ساتھ 'کو کا' استعمال نہیں ہوا ہے۔

5۔ جب جملہ، میں دو مفعول اس طور ہوں کے پہلا مفعول، کوئی شخص ہو اور دوسرا مفعول کوئی چیز، تو اس صورت میں شخص کے ساتھ 'کو' استعمال کیا جاتا ہے، جیسے میں نے فقیر کو روپیہ دیا۔ ارشد نے اکبر کو گولی ماردی، وغیرہ۔ ان دو جملوں میں فقیر اور اکبر اشخاص ہیں اور روپیہ اور گولی اشیا، لہذا اشخاص کے ساتھ 'کو' استعمال ہوا ہے جب کہ اشیا کے ساتھ نہیں۔

6۔ طور مجہول کا بھی یہی قاعدہ ہے۔ طور مجہول کا مطلب ہے ایک ایسا کام جس کا فاعل معلوم نہ ہو اور صرف مفعول ہو۔ جیسے شیر مارا گیا، ارشد پکڑا گیا وغیرہ۔ اگر اس طرح کے جملوں میں دو مفعول ساتھ آئیں تو پہلے مفعول کے ساتھ کو استعمال ہو گا دوسرے کے ساتھ نہیں ۔مثلاً فقیروں کو کھانا کھلا دیا گیا۔ نوکروں کو تنخواہ دے دی گئی، وغیرہ

7۔ اگر چہ 'کو' علامت مفعول ہے مگر کبھی 'کو' کے بجائے 'کے' سے 'اور' پر بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ مثلاً

میں نے ارشد کو تھپڑ مارا

اکبر سے کہو

تم انسان ہو تو اللہ کے بندوں پر رحم کرو

مجھ پر غصہ مت کرو، وغیرہ

اس طرح مجھ کو اور اس کو کے بجائے میرے اور اس کے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے

اس نے میرے ہاتھ جوڑے

میں نے اس کے ہاتھ جوڑے وغیرہ

8۔ کبھی علامت مفعول 'کو' کو ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً وہ پڑھنے کو آتا ہے، لوگ سیر کو نکلے ہیں، یہ آم کتنے کو دو گے وغیرہ

9۔ کو کا استعمال مصدر کے ساتھ بھی ہوتا ہے جس سے مستقبل قریب کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ جانے کو ہے۔ جنازہ اٹھنے کو ہے، وہ خط لکھنے کو ہے وغیرہ

7.8 متعلق فعل

جب کوئی کام کیا جاتا ہے تو وہ کسی وقت میں کسی جگہ اور کسی نہ کسی طریقے سے کیا جاتا ہے۔ کوئی کام ایک بار یا کئی بار کیا جا سکتا، ہے۔ کبھی کسی کام کو خود کیا جاتا ہے یا اس سے انکار کیا جاتا ہے۔ کبھی کسی کام کا سبب بتایا جاتا ہے اور کبھی نہیں۔ اس لحاظ سے جب کوئی کام سرزد ہوتا ہے تو اس کا وقت، جگہ، طریقہ تعداد، ایجاب و انکار اور سبب بتانے کے لیے کوئی نہ کوئی لفظ یا الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ مثلاً

وقت بتانے کے... ... ... لیے اب، جب، وغیرہ

جگہ بتانے کے لیے ... ... یہاں، وہاں، وغیرہ

طریقہ بتانے کے لیے ... ... یوں، چوں، وغیرہ

تعداد بتانے کے لیے ... ... ایک بار، دوبار، وغیرہ

ایجاب وانکار بتانے کے لیے ... ... ہاں، نہیں، وغیرہ

سبب بتانے کے لیے ... ... اس لیے، اس طرح، وغیرہ

ان الفاظ کو متعلقِ فعل کہا جاتا ہے۔ لہذا

متعلق فعل وہ لفظ یا الفاظ ہیں جو کسی فعل سے تعلق رکھتے ہیں اور جو فعل کی مختلف کیفیتوں اور حالتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

مثلاً احمد کل حیدر آباد آرہا ہے۔

گل دستہ میز پر رکھا ہوا ہے۔

سلیم جس جگہ گیا تھا، وہاں پھول ہی پھول تھے۔

اختر نے ہو بہ ہو اس کی نقل کی تھی۔

نوٹ: خط کشیدہ لفظ متعلق فعل ہے۔

متعلق فعل کی قسمیں:

1۔ وقت یا زمانہ کے لیے:

اب، جب، کب وغیرہ

آج کل، تڑکے سویرے، اچانک وغیرہ

جلدی جلدی، یکایک، ناگاہ، ناگہاں، شب وروز وغیرہ

مثلا اب جارہے ہو، تم کب آئے تھے

میں ایک سال سے تمہاری راہ دیکھ رہا ہوں

تم بہت دیر سے پہنچے ہو

اس نے جلدی جلدی اپنا بوریا بستر باندھ لیا

2۔ مکان یا جگہ کے لیے :

یہاں، وہاں، جہاں، کہاں وغیرہ

آگے، پیچھے، پرے، پاس، اوپر، نیچے، باہر، اندر وغیرہ

ادھر ،ادھر، کدھر، جدھر، وغیرہ

مثلاً تم کہاں جارہے ہو؟

سڑک پر چلتے ہوئے آگے پیچھے دیکھ کر چلو

3۔ طور طریقہ کے لیے:

یوں ،جوں، کیوں، کیسے وغیرہ

ٹھیک، اچانک، دھیرے دھیرے، لگاتار، بار بار، بیچ بیچ، جھوٹ، موٹ، تھوڑا، بہت، جھٹ، پٹ وغیرہ

تخمیناً، تقریباً، خصوصاً، زیادہ بالکل، مطلق، ہر چند، سوا من وعن، باہم، فوراً، ناگہاں، ناگاہ، یکایک، فی الفور، القصہ ' الغرض، في الجملہ وغیرہ

مثلا: میں نے جوں توں کر کے اپنی بات بنالی

ٹھیک اسی وقت گولی چلی

اس نے فوراًمیری بات مان لی

4۔ تعداد کے لیے

ایک بار، دوبار، وغیرہ

اکثر ،ایک ایک، دو دو، اتنا جتنا، کتنا وغیرہ

مثلا ایک بار مجھ سے ملو

ایک ایک کر کے سب مارے گئے

5۔ ایجاب وانکار

ہاں، ہاں جی ہاں، نہیں، شاید، غالباً، یقیناً، بے شک، بلاشبہ، ہر گز، زنہار، بارے، البتہ، در حقیقت، فی الحال، وغیرہ

مثلا ہاں یہ میرا گھر ہے

در حقیقت وہ دونوں جڑواں بھائی ہیں

بے شک وہ پرہیز گار، آدمی ہے

6۔ سبب وعلت کے لیے

اس لیے، اس طرح، چناں چہ، لہذا، کیوں کہ وغیرہ۔

مثلاً میں بڑی محبت سے ملتا ہوں، اس لیے لوگ مجھ سے محبت، کرتے، ہیں

میں کبھی، غرور نہیں کرتا، کیوں کہ غرور صرف اللہ کو زیب دیتا ہے

7۔ تکرارِ لفظی: رفتہ رفتہ، خوشی خوشی ،ایک ایک کر کے، روز روز، گھڑی گھڑی، الگ الگ، آہستہ آہستہ، جوں توں، وغیرہ

مثلاً رفتہ رفتہ سارے نقصان مٹ گئے

اس نے خوشی خوشی میری بات مان لی وغیرہ

8۔ دو دو لفظ: آس پاس، صبح شام، اطراف واکناف وغیرہ

مثلاً وہ گھر کے آس پاس ہی کہیں ہے

یہ صبح وشام کی الجھن توبہ!

مرکب متعلقِ فعل:

متعلقِ فعل کی مذکورہ قسموں کے علاوہ ایک قسم ایسی بھی ہے جو دو متعلقاتِ فعل ملا کر بنائی جاتی ہے۔ مثلاً، جب، اور، کبھی، دو الگ الگ متعلق فعل ہیں۔ ان دونوں کو ملا کر ایک متعلق فعل بنایا جاتا ہے۔ جیسے جب کبھی اس طرح جہاں اور کہیں کو لا کر جہاں کہیں بنایا جاتا ہے۔ ایسے متعلقاتِ فعل کو مرکب متعلق فعل کہتے ہیں۔

مثلاً جب کبھی، جہاں کہیں، کبھی نہ کبھی، کہیں نہ کہیں، ادھر ادھر، اندر باہر وغیرہ

جب کبھی ادھر سے گزرو تو مجھ سے مل کر جاؤ

دنیا بہت چھوٹی ہے، کہیں نہ کہیں تم مل ہی جاؤ گے

ادھر ادھر کی نہ ہانکو، سیدھی سیدھی بات کرو وغیرہ

7.9 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:

- فعل کسی کام کے کرنے یا ہونے کو کہتے ہیں۔
- کام کرنے والے کو فاعل کہتے ہیں۔
- جس پر کام کا اثر ہو، اسے مفعول کہا جاتا ہے۔
- معنی کے لحاظ سے فعل کی چار قسمیں ہیں فعل لازم، فعل متعدی ، فعل ناقص، فعل معدولہ۔
- فعل لازم وہ فعل ہے، جس میں کام کا اثر فاعل سے شروع ہو کر فعل پر ختم ہو جاتا ہے۔ مثلاً مورنا چاوغیرہ
- فعل متعدی وہ فعل ہے جس میں کام کا اثر ثابت کرنے کے لیے فاعل کے علاوہ مفعول کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً میں نے کھانا کھایا وغیرہ
- فعل ناقص وہ فعل ہے جس سے فاعل کی حالت یا کیفیت معلوم ہوتی ہے جیسے، ورزشی ہوا وغیرہ
- فعل معدولہ وہ ہے جو کام کا کرنا نہیں بلکہ صرف ہونا ظاہر کرتا ہے اور یہ فعل مجہول ہوتا ہے۔ مثلاً کھڑکی بند ہوئی وغیرہ
- لوازم فعل ہر فعل میں کچھ نہ کچھ خصوصیات ہوتی ہے۔ ان ہی خصوصیات کو لوازم فعل کہتے ہیں۔ یہ خصوصیات تین طرح کی ہوتی ہیں۔ طور، صورت اور زمانہ۔
- طور کی دو قسمیں ہیں۔ فعل معروف اور فعل مجہول
- فعل معروف وہ ہے جس سے مفعول پر فاعل کے کام کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً احمد نے خط لکھا وغیرہ
- فعل مجہول وہ ہے جس سے مفعول پر فاعل کا اثر تو معلوم ہوتا ہے مگر فاعل معلوم نہ ہو۔ مثلاً اکبر مارا گیا وغیرہ

- ہر فعل کی کوئی نہ کوئی صورت ہوتی ہے جس سے کام کے ہونے کا ڈھنگ معلوم ہوتا ہے۔ اس کی پانچ صورتیں ہیں۔ خبری، شرطی، احتمالی، امری اور مصدری
- فعل کے لیے زمانے کا ہونا ضروری ہے۔ زمانے تین ہیں۔ ماضی، حال اور مستقبل۔
- زمانے کے لحاظ سے فعل کی قسمیں: زمانے کے لحاظ سے فعل کی تین قسمیں ہیں: ماضی، حال اور مستقبل
- فعل ماضی وہ فعل ہے جس سے ہونا یا کرنا زمانۂ گذشتہ میں پایا جائے۔ مثلاً احمد آیا، میں نے کپڑے بدلے وغیرہ ۔ فعل ماضی کی چھ قسمیں ہیں:
  i) ماضی مطلق: یہ وہ فعل ماضی ہے جس سے مطلق گزرا ہوا سمجھا جائے۔ مثلاً احمد آیا وغیرہ
  ii) ماضی قریب: یہ وہ فعل ماضی ہے جس میں قریب کا گزرا ہوا زمانہ پایا جائے۔ مثلاً احمد آیا ہے وغیرہ
  iii) ماضی بعید: یہ وہ فعل ماضی ہے جس میں دور کا گزرا ہوا زمانہ پایا جائے۔ مثلاً احمد آیا تھا وغیرہ
  iv) ماضی شکّیہ: یہ وہ فعل ماضی ہے جس میں کوئی کام گزشتہ زمانے میں شک کے ساتھ پایا جائے۔ مثلاً احمد آیا ہو گا وغیرہ
  v) ماضی ناتمام: یہ وہ فعل ماضی ہے جس میں کوئی کام گذشتہ زمانے میں جاری رہنا پایا جائے۔ مثال بارش ہو رہی تھی ' وہ پڑھ رہا تھا وغیرہ
  vi) ماضی شرطیہ: یہ وہ فعل ماضی ہے جس میں کسی کام کے کرنے کی شرط پائی جائے جیسے اگر وہ آتا تو وغیرہ
- فعل حال موجود زمانے میں ہونے والے کام کو کہتے ہیں۔ مثلا میں لکھ رہا ہوں وغیرہ۔ اس کی بھی ہے تین قسمیں ہیں
  i) حال مطلق: وہ فعل ہے جس سے زمانہ، حال، خصوصیت کے ساتھ ظاہر نہ ہو جیسے مور ناچتا ہے وغیرہ
  ii) حال ناتمام: وہ فعل ہے جس میں موجودہ زمانے میں کام جاری رہنا پایا جائے۔ مثلاً خوشبو آ رہی ہے
  iii) حال شکیہ (احتمالی) میں کوئی کام موجودہ زمانے میں شک کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ شاید وہ لکھ رہا ہو گا۔
  iv) مضارع میں زمانہ حال کے علاوہ زمانہ آئندہ کی جھلک بھی پائی جائی۔ مثلاً کیا میں لکھوں
  v) فعل امر میں حکم یا التجا ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً آپ لکھیے
  vi) فعل نہی میں کسی کام کے نہ کرنے کا حکم یا التجا ہوتی ہے۔ مثلا تو نہ لکھ
- مستقبل: وہ فعل ہے جس میں کوئی کام آنے والے زمانے میں پایا جائے جیسے وہ لکھے گا۔
- جہاں فاعل آتا ہے وہاں علامت فاعل 'نے' کا استعمال عمل میں آتا ہے۔ مثلاً احمد نے لکھا وغیرہ۔ اس کے قواعد درج ذیل ہیں:
  i) نے صرف متعدی افعال کے ساتھ ماضی کی چار قسموں میں استعمال ہوتا ہے۔ ماضی مطلق 'ماضی قریب 'ماضی بعید اور ماضی شکیہ
  ii) نے کا استعمال ماضی ناتمام اور ماضی شرطیہ میں نہیں ہوتا۔
  iii) نے استعمال ہو تو فعل ہمیشہ مفعول کے تابع ہوتا ہے۔

iv) بعض افعال جب فعل لازم کے طور پر استعمال ہوں تو 'نے' استعمال نہیں ہوتا لیکن وہی فعل جب فعل متعدی کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو 'نے' استعمال ہوتا ہے۔

v) بعض افعالِ لازم کے ساتھ 'نے' استعمال ہوتا ہے جیسے تھوکنا

vi) کبھی امدادی فعل کے آنے سے فعل لازم فعل متعدی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور 'نے' استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً مجھے رشید نے سونے نہ دیا۔

- علامتِ مفعول 'کو' استعمال کرنے کے قواعد درج ذیل ہیں:

i) جب جملہ میں ایک ہی مفعول ہو اور وہ کوئی بے جان چیز ہو تو علامت مفعول 'کو' استعمال نہیں ہوتی۔ جیسے میں کیک کھاتا ہوں۔

ii) جب مفعول جاندار ہو تو اس کے ساتھ اکثر علامت مفعول 'کو' استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً میں نے ارشد کو مارا

iii) محاوروں میں علامت مفعول استعمال نہیں ہوتی جیسے قدم کو بڑھانا غلط ہے اور قدم بڑھانا صحیح ہے۔

iv) جب کسی جملہ میں دو(2) مفعول ہوں ایک قریب اور ایک بعید، تو قریب کے مفعول کے ساتھ 'کو' نہیں لگاتے۔ مثال میں نے تمہاری کتاب ارشد کو دے دی۔

v) جب جملہ میں دو مفعول اس طور ہوں کہ پہلا مفعول کوئی شخص ہو اور دوسرا مفعول کوئی چیز تو اس صورت میں شخص کے ساتھ کو استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے میں نے فقیر کو روپیہ دیا۔

vi) طور مجہول کا بھی یہی قاعدہ ہے۔ جیسے حمید مارا گیا

vii) اگرچہ کو علامت مفعول ہے مگر کبھی 'کو' کے بجائے 'کے' سے اوپر بھی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً میں نے ارشد کے تھپڑ مارا۔

viii) کبھی علامت مفعول کو غرض اور مقصد کو ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً وہ پڑھنے کو آتا ہے۔

ix) کو کا استعمال مصدر کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ جس سے مستقبل قریب کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ جانے کو ہے۔

- متعلقِ فعل، فعل کی مختلف حالتوں اور کیفیتوں کو ظاہر کرنے والے الفاظ کو متعلقِ فعل کہا جاتا ہے۔

احمد اب آرہا ہے وغیرہ۔ متعلق فعل کی کئی قسمیں ہیں۔

i) وقت یا زمانے کے، لیے جیسے اب، کب وغیرہ

ii) مکان یا جگہ کے لیے جیسے یہاں، وہاں، آگے، پیچھے وغیرہ

iii) طور طریقے کے لیے: جیسے یوں، توں، ٹھیک تھوڑا

iv) تعداد کے لیے: جیسے ایک بار، دوبار

v) ایجاب و انکار کے لیے: جیسے ہاں، جی ہاں، نہیں

vi) سبب وعلت کے لیے: جیسے اس لیے، اس طرح

vii) تکرارِ لفظی جیسے رفتہ رفتہ وغیرہ

viii) دو دو لفظ جیسے آس پاس، صبح وشام

ix) مرکب متعلق جیسے: جب بھی

7.10 نمونہ امتحانی سوالات

معروضی سوالات

1۔ زمانے کے لحاظ سے فعل کی کتنی قسمیں ہیں؟

a) تین b)چار c) دو d)پانچ

2۔ فعل کسے کہتے ہیں؟

a)جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا معلوم ہو b)کام کرنے والے کو

c) جس چیز پر کام واقع ہو d)کام کی نوعیت کو

3۔ لازم، متعدی، ناقص، معدولہ یہ کس کی قسمیں ہیں؟

a) اسم کی b)فاعل کی c) مفعول کی d)فعل کی

4۔ لوازمِ فعل کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟

a) دو b) تین c) چار d)پانچ

5۔ "چاند نکلا تھا" یہ جملہ فعل کی کون سی قسم کو ظاہر کرتا ہے؟

a) ماضی قریب b)ماضی مطلق c) ماضی بعید d) ماضی استمراری

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ فعل، فاعل اور مفعول کی تعریف کیجیے۔

2۔ لوازم فعل کی وضاحت کیجیے ۔

3۔ ماضی مطلق بنانے کا قاعدہ بیان کیجیے ۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ ماضی مطلق، ماضی بعید اور ماضی ناتمام کو مع مثال بیان کیجیے۔

2۔ متعلقِ فعل کی قسمیں مثالوں کے ذریعہ تحریر کیجیے۔

7.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1۔ قواعد اردو مولوی عبدالحق

2۔ اساس اردو جلال الدین احمد جعفری

معروضی سوالات کے جوابات

(a ۔1 (a ۔2 (d ۔3 (b ۔4 (c ۔5

اکائی8 : حروف کا بیان

اکائی کے اجزا

8.0 تمہید

8.1 مقاصد

8.2 حروف کی تعریف

8.3 حروف کی اقسام

8.4 فجائیہ حروف کے استعمال کی چند مثالیں

8.5 دیگر حروف کے استعمال کی چند مثالیں

8.6 اکتسابی نتائج

8.7 کلیدی الفاظ

8.8 نمونے کے امتحانی سوالات

8.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

8.0 تمہید

کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔ ان میں ایک حروف بھی ہے۔ اس اکائی میں طلبہ کو حروف کی تعریف اور اقسام کو سمجھایا گیا ہے۔

8.1 مقاصد

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حروف کی تعریف بیان کر سکیں۔
- حروف کی اقسام سے واقف ہو سکیں۔
- حروف ربط، عطف، تخصیص، فجائیہ کو سمجھ سکیں۔

8.2 حروف کی تعریف

لفظ یا کلمہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں (۱) مستقل کلمہ (۲) غیر مستقل کلمہ مستقل کلمہ وہ لفظ ہے جو با معنی ہوتا ہے۔ غیر مستقل کلمہ وہ لفظ ہے جو خود سے معنی نہیں دیتا۔ دوسرے الفاظ سے مل کر معنی دیتا ہے۔ غیر مستقل کلمہ کو حروف کہتے ہیں۔ معنی دینے کے لیے اسے دوسرے کلمہ یا کلموں کے ساتھ ملانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حروف والفاظ اور کلمے وہ ہیں جو دو اسموں یا دو جملوں کو آپس میں جوڑنے کے لیے بولے جاتے ہیں۔ تنہا بولنے پر یہ کوئی معنی پیدا نہیں کرتے، جیسے سے، تک، پر کی، اور، وغیرہ۔

ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ حروف ہیں:

میں بمبئی سے آیا۔

آسمان پر گھٹائیں چھائی ہیں۔

حدِ نظر تک دھوپ ہی دھوپ ہے۔

سلمہ کی پیالی ٹوٹ گئی۔

احمد اور زید ساتھ رہتے ہیں۔

تم گھر ہی میں تھے مگر مجھے معلوم نہیں تھا۔

میں یونیورسٹی تک گیا تھا لیکن تم سے ملاقات نہ ہو سکی۔

8.3 حروف کی اقسام

حروف کی چار قسمیں ہیں:

1۔ حروفِ ربط 2۔ حروفِ عطف 3۔ حروفِ تخصیص 4۔ حروفِ فجائیہ

1۔ **حروف ربط**

حروف ربط دو لفظوں کے تعلق کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

i. کا، کے، کی۔ یہ حروف اضافت ہیں۔ دو اسموں یا ایک اسم اور ایک ضمیر کا ربط ظاہر کرتے ہیں۔ ان کے درمیان ملکیت کا تعلق ہوتا ہے یا ان کا باہمی رشتہ اُجاگر ہوتا ہے۔ جیسے یہ احمد کی کتاب ہے۔ اس جملے میں احمد اور کتاب میں ملکیت کا تعلق ہے۔ موہن جگدیش کا بھائی ہے۔ موہن اور جگدیش میں بھائی کا رشتہ ہے۔

ii. نے متعدی افعال میں ماضی قریب اور ماضی بعید کے فاعل کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ حروف نے فاعل اور معنوں کا ربط ظاہر کرتے ہیں، جیسے محمود نے کھانا کھایا۔

iii. کو، سے، یہ حروف مفعول کے ساتھ آتے ہیں، جیسے یہ کتاب محمود کو دو۔ حسین سے کہو کہ مجھ سے ملے۔

iv. تک، پر، سے ہیں۔ یہ حروف ان جملوں میں استعمال ہوتے ہیں جن میں اسم ظرفی یا طوری حالت میں ہو۔ اس کتاب کو الماری میں رکھ دو (ظرفی حالت)۔

چھری سے سیب کاٹو (طوری حالت)

چند اور حروف ربط = پیچھے، آگے، نیچے، پاس، اوپر، بیچ، باہر، سامنے، واسطے، لیے وغیرہ

مثالیں: وہ دیوار کے پیچھے کھڑا ہے۔ محمود میرے ساتھ آؤ۔ احمد کے لیے کھانا لاؤ۔

2۔ **حروفِ عطف**

حروف عطف دو جملوں کو ملاتے ہیں، جیسے گھر میں بھائی اور بہنیں سب تھے۔ اس میں دو جملوں کو ملایا گیا ہے۔

1) گھر میں بھائی تھے 2) گھر میں بہنیں تھیں، اور، حروف عطف ہے۔

حروفِ عطف کی چند قسمیں:

i. حروف وصل: دو لفظوں یا دو جملوں کو ملاتے ہیں، جیسے

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز۔ اس مصرع میں 'و' اور کے معنی میں ہے اور حروفِ وصل ہے۔

ii. حروفِ تردید: یہ حروف دو لفظوں یا دو جملوں کو ملاتے ہیں لیکن ان میں کوئی ایک مراد ہوتا ہے۔ یہ حرف ہیں یا، یا خواہ-خواہ چاہے۔ چاہے، نہ۔

جیسے یا آپ آئیں یا مجھے بلائیں۔ خواہ چاہے پیو خواہ آئسکریم کھاؤ

رام نہ گھر میں تھانہ دفتر میں

iii. حروف استدراک: یہ دو جملوں کے بیچ میں لاتے ہیں۔

پہلے جملے میں شک کا اظہار ہوتا ہے، اس کے بعد حروف استدراک لا کر اس شک کو دور کرتے ہیں۔ میں نے اسے بہت سمجھایا لیکن وہ کسی طرح راضی نہ ہوا۔

پر، لیکن، مگر، بلکہ حروفِ استدراک ہیں

iv. حروف استثنا: جملے میں کسی کو دوسروں سے الگ کرنا ہو تو حروف استثنا لاتے ہیں جیسے محفل میں سب لوگ شریک تھے سوائے احمد کے، سوائے، مگر، الا حروفِ استثنا ہیں۔

v. حروف شرط و جزا: جس جملے میں حرفِ شرط آئے تو دوسرے جملے میں اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ جیسے احمد آتا تو میں اسے اپنے ساتھ لے جاتا۔ تو، کو، اگر چہ، حروفِ شرط و جزا ہیں۔

vi. حروف علت: حروف علت، کسی بات کا سبب ظاہر کرتے ہیں، جیسے بیمار ہے اس لیے آج دفتر نہیں آسکا۔ کیوں کہ، اس لیے، لہذا، حروفِ علت ہیں۔

vii. حروفِ بیانیہ: ایک جملے کا بیان دوسرے جملے میں ہو تو دوسرے جملے سے پہلے وہ حرف بیانیہ آتا ہے۔ 'کہ' حرف بیانیہ ہے۔ محمود

نے دریافت کیا کہ تم کل کب آؤ گے۔

3۔ **حروفِ تخصیص**

یہ وہ حروف ہیں جو کسی اسم، فعل یا ضمیر کے ساتھ آ کر معنی میں خصوصیت پیدا کر دیتے ہیں۔ حروفِ تخصیص یہ ہیں۔ ہی، تو، بھی۔

ہی = سب لوگ تو موجود تھے لیکن احمد ہی وہاں نہ تھا۔

تو = کوئی تو اس کو سمجھاتا اور تعلیم چھوڑنے سے روکتا۔

وہ اپنے گاؤں چلا گیا رنج تو اس کا ہے کہ مجھ سے ملے بغیر چلا گیا۔

بھی = موہن بھی ہمارے ساتھ شہر جائے گا۔

4۔ **حروفِ فجائیہ**

جو الفاظ کسی جذبے کی شدت یا جوش میں بے ساختہ زبان سے نکل جائیں، حروف فجائیہ کہلاتے ہیں، جیسے

i. خوشی اور مسرت کے اظہار کے لیے: سبحان اللہ، ماشاء اللہ، آہا' اہاہا

ii. رنج اور افسوس کے لیے: افسوس، حیف، ہائے، آہ، اف

iii. تعجب کے لیے: افوہ، اللہ اکبر، آہا

iv. نفرت ظاہر کرنے کے لیے، استغفر اللہ، لاحول ولا قوۃ ، چھی چھی، تف، تھو، آخر تھو

v. تحسین و تعریف کے لیے: جزاک اللہ، خوب، شاباش، واہ واہ

vi. پناہ مانگنے کے لیے: معاذ اللہ، الامان، الحفیظ، الٰہی توبہ

vii. تنبیہ کے لیے

viii. حروف ندا: اے، ارے، اور، او۔

8.4 فجائیہ حروف کے استعمال کی چند مثالیں

1۔ ذیل کے جملوں کو پڑھیے:

ماشاء اللہ کیا خوبصورت بچّہ ہے؟

شاباش، بہت اچھے نمبرات ہیں۔

وا! کیا شعر ہے۔

مرحبا آفریں! کیا تقریر ہے؟

ان جملوں میں خط کشیدہ حروف حروفِ تحسین ہیں۔

2۔ ذیل کے جملوں کو پڑھیے:

سبحان اللہ! 85٪ نمبرات! مجھے تو یقین نہیں آرہا ہے۔

اوہو! تم امریکہ سے کب آئے!؟

ارے واہ! زید تو کافی صحت مند ہو گیا۔

آہا! آج کیا بات ہے آپ ہمارے گھر تشریف لائے؟

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ حروفِ تعجب ہیں۔

3۔ ذیل کے جملوں کو پڑھیے:

آہ! اس کی جوان بیٹی گزر گئی۔

ہائے! کیسی صحت خراب ہو گئی۔

افسوس! وہ اب اس دنیا میں نہیں رہا۔

وائے نصیب! اتنی کم عمری میں بیوہ ہو گئی۔

بلبلِ ہند مر گیا آہ! جس کی تھی بات بات میں اک بات

واحسرتا! میں نے کبھی اپنی ماں کی خدمت نہیں کی۔

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ حروف تاسف ہیں۔

4۔ ذیل کے جملوں کو پڑھیے:

چھی چھی کیا گندگی ہے۔

لعنت ہے ایسی اولاد پر جو بوڑھے ماں باپ کو دکھ پہنچائے۔

تف ہے ایسے جینے پر

توبہ توبہ فلموں میں کس قدر بے حیائی بڑھ گئی ہے۔

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ حروفِ نفریں ہیں۔

5۔ ذیل کے جملوں کو پڑھیے:

کیا تمہارا نام فرحان ہے؟

زید کو یہ بیماری کب سے ہے؟

احمد نے مکان کہاں بنوایا؟

اکبرِ اعظم کون تھا؟

پانی پت کی پہلی جنگ کس نے جیتی تھی؟

وہ اسکول جانے سے کس لیے گھبراتا ہے؟

تم لوگ وقت کی پابندی کیوں نہیں کرتے ؟

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ حروف استفہام ہیں۔ کیوں کہ ان میں سوال کیا جارہا ہے۔

6۔ ذیل کے جملوں کو پڑھیے:

اے لڑکے !ذرا بازار سے سودا لانا۔

یار !ارے یار !اتنے دن سے کہاں غائب تھے ؟

دوستو! نیک بن جاؤ، نیک انسان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

اجی !اتنی دیر سے چلّا رہی ہوں کہاں چلے گئے۔

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ حروف ندا ہیں۔

8.5 دیگر حروف کے استعمال کی چند مثالیں

1۔ ذیل کے جملوں کو پڑھیے:

خدا نے اُسے علم سے نوازا ہے۔

زید گھر میں سے نکلا۔

احمد چھت پر سے گر پڑا۔

زاہد پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں۔

میں کل صبح سے شام تک کالج میں تھا۔

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ حروفِ ربط ہیں، جو جملوں کو با معنی بنانے میں مدد دیتے ہیں۔

2۔ ذیل کے جملوں کو پڑھیے:

زید اور احمد آئے۔

میں نے حیدر آباد کا چار مینار اور مکہ مسجد بھی دیکھی اور وہاں کے اہم لوگوں سے ملاقات کی۔

صبح و شام صرف یہی کام ہے۔

زاہد و احمد دونوں ایک ہی کلاس میں ہیں۔

زید آیا اور مجھ کو احمد لے آ

وہ نہ آئے میں پھر بھی جاؤں گا۔

میں آیا کہ وہ گیا۔

حامد گیا تھا کہ احمد نے اسے واپس کر دیا۔

کہ کبھی 'یا' کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے

سب اسی زلف کے اسیر ہوئے

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں

مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

ہر چیز فانی ہے حتیٰ کہ زمین آسمان بھی۔

زید یا گھر میں ہے یا اسکول میں

شاہد آدمی نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔

زید آیا مگر حامد نہیں آیا۔

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ حروفِ عطف ہیں، جو دو فقروں، کلموں اور جملوں کو آپس میں ملانے کا کام کرتے ہیں۔

3۔ ذیل کے جملوں کو پڑھیے:

احمد آیا تاہم مجھے بھی جانا ہے۔

یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں

لیکن اب نقش و نگار طاق نسیاں ہو گئیں

ان میں خط کشیدہ الفاظ حروف استدراک ہیں۔ جملوں کے مضمون میں اگر شک وشبہ ہو تو ان حروف سے دور ہو جاتا ہے اور مطلب واضح ہو جاتا ہے۔

4۔ ذیل کے جملوں کو پڑھیے:

اگر تم آئے تو میں چلوں گا ورنہ آرام کروں گا۔

جو لڑکے محنت کرتے ہیں وہی پاس ہوتے ہیں۔

جیسا عمل کرو گے ویسا ہی ردّ عمل ہو گا۔

جس نے محنت کی وہی پھل پایا۔

جس نے صبر کیا وہی کامیاب رہا۔

خط کشیدہ الفاظ حروف شرط و جزا ہیں۔ ہر جملے کا پہلا حروف شرط ہے دوسرا خط کشیدہ حرف، حرف جزا ہے۔ یعنی پہلے خط کشیدہ لفظ میں شرط کا اظہار ہوتا ہے اور دوسرے میں جزا کے دیے جانے کا۔

5۔ ذیل کے جملوں کو پڑھیے :

تمہیں ہم سمجھاتے ہیں تاکہ تم ہدایت حاصل کرو۔

اس باعث سے دایا طفل کو افیون دیتی ہے
کہ تاہو جائے لذت آشنا تلخی دوراں سے
رحم کیجیے آخر آپ کا بھائی ہوں۔
اس نے بہت سے شرطیں رکھیں لیکن میں نے ایک نہ مانی۔
ایک نہیں بلکے دو ہیں۔

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ حروف علت ہیں جو کسی بات کا باعث یا وجہ بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

8.6 اکتسابی نتائج

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ نے درج ذیل باتیں سیکھیں:

- لفظ یا کلمہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں (۱) مستقل کلمہ (۲) غیر مستقل
- کلمہ مستقل کلمہ وہ لفظ ہے جو با معنی ہوتا ہے۔
- غیر مستقل کلمہ وہ لفظ ہے جو خود سے معنی نہیں دیتا۔ دوسرے الفاظ سے مل کر معنی دیتا ہے۔ غیر مستقل کلمہ کو حروف کہتے ہیں۔
- حروف کی چار قسمیں ہیں:

1۔ حروفِ ربط 2۔ حروفِ عطف 3۔ حروفِ تخصیص 4۔ حروفِ فجائیہ

- دو لفظوں کے تعلق کو جو حرف ظاہر کرتے ہیں اسے حرف ربط کہتے ہیں۔ جیسے کا، کے، کی
- حروف عطف دو جملوں کو ملاتے ہیں، جیسے گھر میں بھائی اور بہنیں سب تھے۔
- **حروفِ تخصیص :** یہ وہ حروف ہیں جو کسی اسم، فعل یا ضمیر کے ساتھ آکر معنی میں خصوصیت پیدا کر دیتے ہیں۔ حروفِ تخصیص یہ ہیں۔ ہی، تو، بھی۔
- **حروفِ فجائیہ:** جو الفاظ کسی جذبے کی شدت یا جوش میں بے ساختہ زبان سے نکل جائیں، حروف فجائیہ کہلاتے ہیں، جیسے سبحان اللہ، ماشاء اللہ

8.7 کلیدی الفاظ

الفاظ	**معنی**
مفہوم	مطلب
اقسام	قسم کی جمع
بلاواسطہ	راست

موضوع	عنوان
ربط	تعلق
تحسین	تعریف
تاسف	افسوس
نفرین	قابلِ نفرت
استفہام	سوال
ندا	پکارنا، آواز دینا
حیف	افسوس
مرحبا	تعریفی کلمہ

8.8 نمونے کے امتحانی سوالات

معروضی جوابات کے حامل سوالات

1۔ حروفِ علّت کا استعمال کس لیے کیا جاتا ہے؟

a) دو لفظوں کو ملانے کے لیے
b) شک کا اظہار کرنے کے لیے
c) کسی بات کا سبب ظاہر کرنے کے لیے
d) استثنا کے لیے

2۔ حروف کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟

a) چار
b) دو
c) تین
d) پانچ

3۔ غیر مستقل کلمہ کی جگہ دوسرا کون سا لفظ استعمال کیا جاتا ہے؟

a) حروف
b) الفاظ
c) معنی
d) حروفِ ربط

4۔ ماشاءاللہ! کیا خوبصورت عمارت ہے۔ اس جملے میں فجائیہ حروف کون ہیں؟

a) خوبصورت
b) عمارت
c) ماشاءاللہ
d) ضمیرِ اشارہ

5۔ درج ذیل میں سے حروفِ نفریں کون سے ہیں؟

a) الحمدللہ!
b) توبہ توبہ!
c) افسوس!
d) واحسرتا!

مختصر جوابات کے حامل سوالات

1۔ حروفِ عطف اور حروفِ ربط مع مثال لکھیے۔

2۔ فجائیہ حروف کی چند مثالیں پیش کیجیے۔

3۔ حروفِ نفریں کے استعمال سے پانچ جملے تحریر کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات

1۔ دیگر حروف کے استعمال کی دس مثالیں پیش کیجیے۔

2۔ حروفِ استدراک، حروفِ شرط اور حروفِ بیانیہ پر ایک نوٹ تحریر کیجیے۔

8.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1۔ اردو زبان و قواعد — شفیع احمد صدیقی

2۔ قواعدِ اردو — پروفیسر فدا علی خاں

3۔ قواعدِ اردو — مولوی عبدالحق

معروضی سوالات کے جوابات

(c ۔1 (a ۔2 (a ۔3 (c ۔4 (b ۔5

نمونہ امتحانی پرچہ

بی اے (اردو)، تیسرا سمسٹر

پرچہ: بنیادی اردو۔ 1

B.A. Urdu 3rd Semester

Paper : Buniyadi Urdu-1 Subject Code : BNLU301AET

وقت: دو گھنٹے Time : 2 hours **نشانات:** Marks 35

ہدایات:

یہ پرچہ تین حصوں پر مشتمل ہے: حصہ اول، حصہ دوم اور حصہ سوم۔ تمام حصوں سے جواب دینا لازمی ہے۔

1. حصہ اول کے تمام سوالات لازمی ہیں۔ ہر سوال کے لیے 1 نمبر مختص ہے۔ (5 x 1 = 05 Marks)
2. حصہ دوم میں 08 سوالات ہیں۔ طالب علم کو کوئی 05 سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کے لیے 4 نمبرات مختص ہیں۔ (5 x 4 = 20 Marks)
3. حصہ سوم میں 02 سوالات ہیں۔ طالب علم کو کوئی 01 سوال کا جواب دینا ہے۔ ہر سوال کے لیے 10 نمبرات مختص ہیں۔ (1 x 10 = 10 Marks)

حصہ اول

1۔

i. انسان کو کیا کہا جاتا ہے؟

(a) لسانی حیوان (b) معاشی حیوان (c) سیاسی حیوان (d) سماجی حیوان

ii. ۔۔۔۔۔۔ ارادے کے ساتھ نکالی گئی آوازوں کا مجموعہ ہے۔

(a) نظم (b) نثر (c) زبان (d) ادب

iii. تہذیبی مقاصد کی تکمیل ذیل میں کس سے ہوتی ہے؟

(a) علم (b) زبان (c) تدریس (d) ہجرت

iv. تلفظی پہلو سے مراد کیا ہے؟

(a) زبان کا کہا جانے والا روپ (b) زبان کا لکھا جانے والا روپ (c) زبان کی تحریر (d) زبان کی تاثیر

v. اردو کے کل حروف تہجی کتنے ہیں؟

17(a) 11(b) 20(c) 52(d)

حصہ دوم

2۔ بولی اور زبان میں فرق کی وضاحت کیجیے۔

3۔ حروفِ شمسی اور حروفِ قمری تحریر کیجیے۔

4۔ املا کی تعریف بیان کیجیے۔ چند مثالیں بھی لکھیے۔

5۔ کلمے کے اجزا کے متعلق اظہار خیال کریں۔

6۔ ضمیر کسے کہتے ہیں؟ وضاحت کیجیے۔

7۔ ماضی مطلق بنانے کا قاعدہ بیان کیجیے۔

8۔ حروفِ عطف اور حروفِ ربط مع مثال لکھیے۔

9۔ حروفِ نفریں کے استعمال سے پانچ جملے تحریر کیجیے۔

حصہ سوم

10۔ اسم کی پانچ حالتوں کے متعلق اظہار خیال کیجیے۔

11۔ اردو میں مستعار اور دخیل الفاظ کی چند مثالیں پیش کیجیے۔

*****